غیر مقلد محمد یحییٰ شرق پوری کے "تحقیقی جائزہ" کے اصل

حقائق

کوکب نورانی اوکاڑوی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

''وہابی''غیر مقلد،حدیث،سلفی...... یہ ایک ہی گروہ کے مختلف نام ہیں۔حجازِ مقدس میں لارنس آف عریبیا کی سازش کے مشہور آلہ کار''محمد بن عبدالوہاب نجدی'' کے''مقلد''(پیروکار) وہابی کہلاتے ہیں اور برصغیر میں ان کا وجود، انگریزوں کا مرہون منت ہے۔کہا جاسکتا ہے کہ اس خطے میں یہ ٹولہ کچھ زیادہ پرانا نہیں۔ان کے عقائد ونظریات، افکار وکردار وغیرہ کی مختصر جھلک زیر نظر کتاب''حقائق''میں آپ ملاحظہ کریں گے۔

انہی کے ایک نمائندے''محمد یحییٰ شرق پوری'' کا ۱۹۹۴ء میں ایک کتابچہ بنام''تحقیقی جائزہ''جمعیت اہل حدیث، شرق پور کے اہتمام سے شائع ہوا،جس کے مندرجات میں فتنوں کو بڑھانے اور شرانگیزی کی مذموم کوشش کی گئی تھی۔لہٰذا والی شرق پور،شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرق پوری علیہ رحمۃ القوی کے گھرانے کے چشم و چراغ حضرت صاحب زادہ میاں حافظ محمد ابوبکر نقش بندی (ایم اے) نے خطیب ملت حضرت علامہ ڈاکٹر کوکب نورانی اوکاڑوی سے اس کتابچے کے جواب کی فرمائش کی۔علامہ اوکاڑوی اپنے والد گرامی حضرت مجدد مسلک اہل سنت خطیب اعظم پاکستان الحاج مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے پیر خانے سے عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔انہوں نے تعمیل ارشاد کرتے ہوئے اپنی شدید مصروفیات اور کراچی شہر کے کشیدہ حالات کے باوجود مختصر مدت میں نوے (۹۰) سے زیادہ کتب سے استفادہ کرتے ہوئے یہ کتاب مرتب فرمائی، یوں نہ صرف اس کتاب میں یحییٰ شرق پوری کو مدلل ومسکت جواب دیا گیا بلکہ ہم سب کے لئے''حقائق'' سے آگہی کا سامان ہوگیا۔علمائے حق، اہل سنت و جماعت نے اس موضوع پر اس سے پہلے بھی بہت سی تحریریں یادگار بنائی ہیں اور بحمدہ تعالیٰ، علمائے حق اہل سنت و جماعت کا شیوہ وشعار ہی احقاق حق و ابطال باطل ہے۔

حضرت خطیب اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ والرضوان نے تمام عمر بیش بہا خدمات انجام

دیں، وہ دین ومسلک اور ملک وملت کے عظیم محسن تھے، ان پر تمام اہل سنت کو ہمیشہ ناز رہے گا، ان کی ایک مہربانی یہ بھی ہے کہ وہ اپنی بابرکات ذات وصفات کا عکس جمیل وجلیل اپنے قابل قدر فرزند کی صورت میں اہل سنت کو دے گئے۔ علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی نے (۱۹۸۴ء سے تا حال) گزشتہ صرف بارہ برسوں ہی میں بحمدہ تعالیٰ، تنہا وہ عمدہ کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں جو کئی اداروں اور تحریکوں سے بڑھ کر ہیں، وہ حق وصداقت، عزیمت واستقامت اور صدق واخلاص کی اعلیٰ مثال ہیں۔ اللہ کریم انہیں اپنی تائید ونصرت سے نوازے اور ہر طرح اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین۔

۱۹۹۵ء میں یہ کتاب ''حقائق'' مکتبہ حضرت میاں صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے شرق پور شریف میں شائع کر کے مفت تقسیم کی۔ احباب نے مطالبہ وتقاضا کیا کہ یہ اہم کتاب صرف شرق پور شریف تک محدود نہ رکھی جائے، ضروری ہے کہ اسے عام کیا جائے۔ ہم حضرت خطیب ملت کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے کتاب کی شاعت کے لئے نہ صرف اجازت دی بلکہ دوسرے اڈیشن کی طباعت سے قبل کچھ اہم اضافے بھی شامل کر دیئے، علاوہ ازیں ضیاء القرآن پبلی کیشنز کے کارپرداز صاحب زادہ الحاج حفیظ البرکات شاہ اور جناب میجر (ر) محمد ابراہیم شاہ، حضرت خطیب اعظم پاکستان اور خطیب ملت کی کتابوں کی اشاعت میں خصوصی دلچسپی رکھتے ہیں، انہی کے تعاون سے احباب کا یہ تقاضا پورا ہو سکا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ معترضین ومخالفین کے لئے ہدایت اور اہل حق کے لئے مسلک حق اہل سنت و جماعت پر استقامت کا باعث ہوگا، اللہ کرے ایسا ہی ہو......

(واضح رہے کہ چار برس کی مدت گزر جانے کے باوجود جناب محمد یحییٰ شرق پوری کی طرف سے کوئی جوابی تحریر موصول نہیں ہوئی)

خادمین

مولانا اوکاڑویؒ اکادمی العالمی

1999ء

پیش نوشت

نحمدہ و نصلی و نسلم رسولہ الکریم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

ربیع الاول شریف کے مقدس و مبارک مہینے میں حضرت شیر ربانی، قطب یزدانی میاں شیر محمد صاحب شرق پوری رضی اللہ عنہ، کے سالانہ عرس شریف کی محفل میں (حسب معمول) شرکت کی سعادت حاصل کرنے کے لئے (امسال ۱۴۱۵ھ میں) شرق پور شریف پہنچا تو مخلص احباب اور ان کے رفقاء نے میری پزیرائی کرتے ہوئے پنجاب میں دینی سرگرمیوں کی تفاصیل کے ساتھ بدمذہبوں کی شرارتوں سے بھی آگیاہ کیا۔ انہوں نے جمعیت اہل حدیث، شرق پور کی طرف سے شائع کردہ ایک پمفلٹ، بنام ''تحقیقی جائزہ'' مجھے دکھایا اور مجھ سے اس کے جواب کی خواہش و فرمائش بھی کی۔ میں نے انہیں بتایا کہ مجھے پہلے سے طے شدہ مسودات کی تکمیل کے لئے وقت اور مشاغل میں مطابقت نہ ہونے کی شکایت ہے، مجھ سے بہت بہتر افراد بھی عرس شریف میں شرکت کے لئے آئے ہوئے ہیں، ان سے رابطہ کرلیں البتہ میں ان موضوعات پر جو کچھ لکھ چکا ہوں، میری تحریریں بھی جواب میں شامل کرنا چاہیں تو کرلیں۔ مخلص احباب نے جب میرا عذر سنا تو انہوں نے مجھے مجبور کرنے کے لئے حضرت زادہ میاں محمد ابوبکر صاحب سے رابطہ کر کے مجھے خط لکھوایا، حضرت صاحب زادہ صاحب نے پہلی مرتبہ مجھے خط لکھا اور پمفلٹ کا جواب لکھنے کے لئے فرمایا۔ وہ میرے والد گرامی مجدد مسلک اہل سنت خطیب اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ و رضی عنہ کے پیر و مرشد حضرت شیخ المشائخ قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین الحاج میاں غلام اللہ صاحب شرق پوری المعروف حضرت ثانی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ و رضی عنہ کے بڑے فرزند سجادہ نشین مخدوم و محترم حضرت قبلہ الحاج صاحب زادہ میاں غلام احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے چھوٹے شہزادے ہیں، ان کی طرف سے اس پہلی فرمائش کو رد کرنا مجھے مشکل ہوگیا۔ چناں چہ میں نے ''تحقیقی جائزہ'' کا مطالعہ کیا اور اس کے مرتب محمد یحیٰی شرق پوری کو رجسٹرڈ پوسٹ سے ایک خط بھیجا۔ محمد یحیٰی صاحب کی

طرف سے میرے خط کے جواب میں مجھے ۸ نومبر ۱۹۹۴ء کو ایک تحریر کی فوٹو کاپی ملی۔ اسے جواب تو نہیں کہا جاسکتا تاہم انہوں نے یہی ظاہر کیا کہ وہ صحیح ہیں اور انہوں نے اپنے تحقیقی جائزہ میں جو لکھا ہے وہ اس کے مندرجات پر ثابت وقائم ہیں، یوں محمد یحییٰ صاحب نے بقلم خود اپنے پمفلٹ کی تائید وتوثیق بھی کردی، ورنہ ایسی تحریروں پر بہت سے لوگ انکار بھی کردیتے ہیں کہ وہ ان کی تحریریں نہیں ہیں یا وہ ان تحریروں سے متفق و مطمئن نہیں...... میں نے احباب اور صاحب زادہ میاں محمد ابوبکر صاحب کو اطلاع کردی کہ اپنے مشاغل میں سے کچھ وقت مختص کر کے جواب لکھنا شروع کروں گا۔

کراچی شہر میں گزشتہ کچھ ماہ سے جو حالات ہیں، ان میں جہاں کاروبار زندگی شدید متاثر ہوا ہے وہاں ذہن وقلب پر اثرات، بدیہی بات ہیں۔ ایسے میں ''تحقیقی جائزہ'' جیسے پمفلٹ کو میں زیادہ اہمیت یوں بھی نہیں دے سکتا تھا کہ یہ پمفلٹ محدود تعداد میں کچھ علاقوں تک محدود رہا اور میرے خط سے یحییٰ صاحب کو اندازہ ہو چکا تھا کہ میں بہرحال انہیں بے نقاب کر کے رہوں گا۔ یحییٰ صاحب کو اپنی عاقبت کی کیا فکر ہوگی لیکن مجھے احساس تھا کہ یحییٰ صاحب کی شرانگیزی پر خاموشی میرے لئے مسئلہ ہوگی کیوں کہ میں بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اسی صورت سرخ روئی کی امید رکھتا ہوں کہ ان کے گستاخوں اور گستاخوں کے حامیوں کی سرکوبی کا، اپنا اعزاز برقرار رکھوں۔ یحییٰ صاحب نے سنّی تحریک کی طرف سے شائع ہونے والے ایک پوسٹر کے خلاف اپنا وہ پمفلٹ لکھا ہے اور سنّی تحریک کے پوسٹر کو اشتعال انگیز اور نفرت افزا قرار دیا ہے۔ انہوں نے وہ پوسٹر اپنے پمفلٹ میں شائع نہیں کیا ورنہ ان کے اس بے جا الزام کی حقیقت قارئین پر کھل جاتی، علاوہ ازیں انہوں نے سنّی تحریک کے پوسٹر میں درج ۱۰ حوالوں میں سے صرف سات حوالوں کو ناپاک بہتان، افترا اور جھوٹ وغیرہ کہہ کر ان کا جواب پیش کیا ہے، اگر یہ حوالے بہتان ہیں تو ان کی تشریح وتوضیح یحییٰ صاحب نے کیوں کی؟ وہ ان عبارات کا تحقیقی جائزہ پیش کرتے، کتابوں میں موجود عبارات کو بہتانات کہنا درست نہیں۔ پوسٹر میں نمایاں طور پر درج ہے کہ ''متذکرہ ذیل

عبارتیں اگر غلط ہیں تو آج ہی تمام وہابی، دیوبندی علماء ان عبارات سے اپنی برأت ظاہر کریں۔'' پوسٹر میں ۱۰ (دس) عبارتیں کتابوں کے نام اور صفحہ نمبر کے حوالے کے ساتھ بغیر تبصرہ و وضاحت، درج ہیں۔ پوسٹر کے آخر میں یہ بھی درج ہے کہ ''حوالہ جات غلط ثابت کرنے والے کو دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔'' یحییٰ صاحب اگر ان حوالوں کو بہتان کہتے ہیں تو انہیں ان حوالہ جات کو غلط ثابت کر کے دس ہزار کے انعام کا مطالبہ کرنا چاہئے تھا لیکن انہوں نے ان عبارتوں میں سے سات عبارتیں خود بھی انہی الفاظ میں لکھیں اور انہیں انہی کتابوں سے پیش کیا جن کا ذکر پوسٹر میں ہے، یوں وہ کسی عبارت کو بہتان ثابت نہیں کر سکے...... ہاں، انہوں نے ان عبارتوں اور ان کے اصلی معنی و مفہوم کو (شاید) اپنے نزدیک بہتان سمجھا اور اصلی مفہوم کی بجائے اپنا ذاتی مفہوم اپنے پمفلٹ میں فخریہ پیش کیا ہے اور اسے اپنے لئے سعادت قرار دیا ہے، یوں یحییٰ صاحب نے اپنے سوا سب کو جاہل اور بے فہم ثابت کرنے کی شرارت کو سعادت قرار دیا ہے۔ یحییٰ صاحب خود کو ''غیر مقلد، اہل حدیث'' کہتے کہلاتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ بریلویوں کے سوا وہ کسی کی تکفیر نہیں کرتے۔ لازمی بات ہے کہ مرزائیوں، وہابیوں، دیوبندیوں اور رافضیوں وغیرہ کے ہم نوا ہو کر یحییٰ صاحب سوائے صحیح العقیدہ سچے مسلمان اہل سنت و جماعت (بریلویوں) کے اور کس کی تکفیر کر کے اپنی عاقبت برباد کریں گے؟ انہوں نے اپنے پمفلٹ میں دیوبندیوں کو اپنا اکابر لکھا ہے جب کہ علمائے دیوبند ان اہل حدیث، غیر مقلدین وہابیوں کو مشرک، گمراہ، انگریز کے پروردہ، لامذہب، بدتہذیب، ہٹ دھرم، بے ادب، گستاخ، بدزبان، جاہل، آوارہ، بدکردار، متعصب، بدترین گروہ، مکفرین، پرانے خارجی، کانگرسی (وغیرہ) جیسے ''پیار بھرے'' الفاظ بھگو بھگو کے لگاتے ہیں اور ذلیل کرتے ہیں (کچھ تفصیل آپ زیر نظر کتاب میں ملاحظہ کریں گے۔) میں نے کوشش کی ہے کہ یحییٰ صاحب کے پمفلٹ کا جواب دیوبندی حضرات کی تحریروں ہی سے پیش کروں کیوں کہ انہوں نے یہ پملفٹ دیوبندیوں کی حمایت و موافقت ہی میں لکھا ہے۔

اس پمفلٹ کے جواب کا یہ حصہ اول ہے۔اس میں یحییٰ صاحب کے پمفلٹ کے کچھ اعتراضات کا کسی قدر جواب ہے اور سنی تحریک کے پوسٹر کی تین عبارات کے بارے میں یحییٰ صاحب کے ’’بہتانوں کی حقیقت‘‘ بے نقاب کی گئی ہے۔اس قدر اور مختصر جواب کی اشاعت اس لئے کی جارہی ہے کہ اہل سنت و جماعت کی طرف سے تاخیر پر یحییٰ صاحب کسی ’’خوش فہمی‘‘ میں مبتلا نہ ہو جائیں......قارئین پہلے سنی تحریک کے پوسٹر کا عکس ملاحظہ فرمائیں اس کے بعد یحییٰ صاحب کے نام میرے خط کا اور پھر یحییٰ صاحب کی طرف سے میرے خط کے جواب میں تحریر کا متن ملاحظہ کریں اور اس کے بعد پمفلٹ کا جواب......

قارئین سے عرض ہے کہ مجھ سے کسی حوالے کے نقل کرنے میں کوئی غلطی نادانستہ ہوگئی ہو یا عبارت و املا کی کوئی کوتاہی ہوئی ہو اس سے مجھ ضرور آگاہ فرمائیں، اس کے لئے میں قارئین کا شکر گزار رہوں گا۔

عبد النبی الرفیع غفرلہ السمیع

کراچی — کوکب نورانی را احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) شفیع

۱۹۹۵ء — (اوکاڑوی)

توجہ:۔میرے نام میرے خط کے جواب میں یحییٰ شرق پوری کی تحریر اور اسمٰعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان و تحریک بالاکوٹ وغیرہ کے بارے میں مزید تفصیلی جواب اور حقائق، انشاءاللہ آئندہ تحریر میں پیش کروں گا۔(کوکب غفرلہ)

۷۸۶
۳۷۳

سواد اعظم اہل سنت حقیقی

جناب محمد یحییٰ شرق پوری۔ بعد ماھو المسنون عرض ہے کہ مجھے احباب نے آپ کا مرتب کیا ہوا اور شرق پور کی جمعیت اہل حدیث کا شائع کیا ہوا ''تحقیقی جائزہ'' بھجوایا ہے اور اس کے مندرجات کا تحقیقی جواب لکھنے کو کہا ہے۔ ان دنوں یہ فقیر محافل میلاد شریف اور گیارہویں شریف کے اجتماعات کی کثرت اور دیگر دینی وملی مشاغل کے سبب فوری طور پر تفصیلی تحریر پیش نہیں کرسکتا تاہم ارادہ ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی تحقیق کی حقیقت اور اصلیت ضرور بے نقاب کروں گا۔ آپ نے جس مہارت سے حقائق کو مسخ کیا ہے اور فاسد تاویلات سے حقیقت کو بدلنے کی کوشش کی ہے اس سے آپ اپنے ممدوح حضرات کو کسی طرح بچا نہیں سکے ہیں بلکہ ان کی رسوائی میں اضافہ کے موجب ہوئے ہیں۔ آپ کے ممدوح حضرات جنہیں شیخ الکل، مطاع العالم، غوث اعظم، مربی خلائق، قبلہ حاجات، منبع برکات، معدن فیوضات، ماوائے جہان، سرچشمہ احسان، قبلہ وکعبہ دینی وایمانی، میزبان خلق، مسیحائے زمان، غوث الکاملین وغیرہ کے الفاظ والقاب دیئے گئے ہیں، وہ آپ کی تاویلات کے خلاف انہی معانی ومفاہیم کی تائید وتصدیق کرتے ہیں جو اہل سنت وجماعت کے علمائے حق نے آپ کے ممدوح حضرات کی تحریروں سے اخذ کئے ہیں اور آپ نے ان مطبوعہ مناظروں کو بھی فراموش کردیا ہے جن میں آپ کے ممدوح حضرات کی انہی عبارات پر گرفت کی گئی اور ان مناظروں کی روداد سے آپ کی فاسد تاویلات کچھ اور مضحکہ خیز ثابت ہوتی ہیں۔ آپ کے نذیر حسین محدث صاحب اگر مرزا قادیانی کا نکاح پڑھائیں، عبدالقادر رائے پوری صاحب قادیانی شخص کی (نماز میں) اقتدا کریں، آپ کے اشرفعلی تھانوی صاحب، ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گستاخی کریں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اردو میں کلام کرنا علمائے دیوبند اور دارالعلوم دیوبند کی عظمت بتایا جائے، کلمہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بجائے تھانوی کا نام درست سمجھا جائے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شیطان کا علم زیادہ بتایا جائے، محمود الحسن دیوبندی صاحب گنگوہی کا مرثیہ لکھیں اور ہر

طرح مبالغہ کریں، ترک کے سلاطین کی ہر طرح مدح روا ہو، دیو بند کو ہندوستان کا مکہ کہا جائے، صحابہ کرام کی تکفیر کرنے والے کو سنت جماعت سے خارج بھی نہ مانا جائے، عمل میں امتی کا نبی سے بڑھ جانا مانا جائے، انبیاء واولیاء کو اللہ کی شان کے آگے ذرہ ناچیز سے کم تر کہا جائے بلکہ چمار سے بھی ذلیل کہا جائے، نبی کو اپنے انجام سے بھی بے خبر لکھا جائے اور اسمٰعیل دہلوی کو قطعی جنتی مانا جائے (معاذ اللہ) تو ایسی ناپاک تحریروں اور ان سے دفاع آپ کے نزدیک کار ثواب ٹھہرے اور ناموس رسالت کے لئے علمائے حق اہل سنت و جماعت کا صدائے حق بلند کرنا آپ کے نزدیک سازش، تخریب کاری اور فتنہ گری کہلائے تو آپ کی ایسی مسلمانی کی اہل ایمان کو کوئی ضرورت نہیں اور حقائق کے خلاف آپ کے ایسے تحقیقی جائزے پر چار حرف ہی بھیجے جاسکتے ہیں۔آپ کا پمفلٹ جولائی ۱۹۹۴ء میں طبع ہوا ہے جب کہ میری کتاب، سفید وسیاہ ۱۹۸۹ء میں شائع ہوئی اور اب اس کا تیسرا اڈیشن تیار ہے۔آپ نے اسے ایک نظر دیکھ لیا ہوتا تو اپنے غیر تحقیقی جائزے کی اشاعت سے پہلے ضرور سوچتے۔اب جب کہ آپ نے اپنی غیر تحقیقی تحریر شائع کرنے کی جسارت کر ہی لی ہے تو خاطر جمع رکھئے اور حقائق کا سامنا کرنے کے لئے تیار رہئے۔آپ کو زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا، انشاء اللہ۔

آپ نے حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو ''سردار اولیاء اور امام اہل حدیث'' لکھ کر میرے لئے آسانی کر دی ہے کہ آپ کا یوں بھی تعاقب کروں، انشاء اللہ یہ غلام قادری ثابت کرے گا کہ آپ اپنے قول وفعل اور قلب ولسان میں کیسے متضاد ہیں۔اللہ کریم جل شانہ سے دعا ہے کہ وہ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد صاحب شرق پوری رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے مجھے احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے اپنی تائید ونصرت سے نوازے اور مذہب حق اہل سنت وجماعت پر استقامت بخشے، آمین۔

۱۲ ربیع الآخر ۱۴۱۵ھ بندہ! کوکب نورانی اوکاڑوی غفرلہ

بسم اللہ تعالیٰ

جناب کوکب نورانی

السلام علی من اتبع الہدی

میں نے اپنے آقا نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فداہ ابی وامی روحی وجسدی کے ارشاد گرامی کی تعمیل کرتے ہوئے اور رب ذوالجلال کی رضا کے عین مطابق اپنا اسلامی فریضہ ادا کیا ہے **الحمدللہ علی ذلک**...... چنانچہ حدیث مبارکہ میں وارد ہے:

عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول ما من مسلم یردعن عرض اخیہ الا کان حقا علی اللہ ان یرد عنہ نار جھنم یوم القیامہ (مشکوٰۃ شریف)

اس لئے اہلحدیث اور مذاہب اربعہ کے اہل سنت آپس میں ایک دوسرے کی تکفیر اور عیب جوئی سے سخت پرہیز کرتے ہیں **الاطائفۃ الخرافیۃ البریلویہ**، میں نے حقائق کو مسخ کرنے کی جسارت نہیں کی اور نہ ہی کوئی تاویل کی ہے بلکہ مصنف نے اپنے کلام کی جو مراد خود بیان کی تھی یا الفاظ کا جو مطلب بتلایا تھا اور یہ ان کی دیگر تحریرات سے واضح بھی ہوتا ہے اسی کی وضاحت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے چنانچہ عامۃ المسلمین نے اس کو تہہ دل سے سراہا ہے نہ کہ آپ کے طائفہ کی طرح جو ہمیشہ تحریرات کا اپنی منشاء کے مطابق مطلب ومراد اخذ کرتا ہے اور اس بارے میں کیا کیا جائے بھلا جن لوگوں کی بنیاد عقیدہ ہی گمانات، خواہشات، تحریفات، مغالطات اور شبہات پر ہو جن کا شیوہ اپنی خانہ ساز شریعت کو تحفظ دینے کے لئے حقیقی حاملین کتاب وسنت کے مقام ومرتبہ کو بگاڑنا ہو جو اپنا کوئی عمل سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور عمل اصحاب الرسول رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے ثابت نہ کرسکیں جو دعویٰ تو حب وتعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کریں مگر ہر مسنون ومقبول عمل میں بدعت کر کے نعوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا ہوا عمل ناقص ونامکمل اور اپنا عمل کامل و

اکمل ثابت کر کے گستاخی کے مرتکب ہوں، جن کا وطیرہ تعظیم اولیاء کی آڑ میں بالاخر گھوم گھما کر اپنے دنیوی مفادات کی تکمیل اور اپنی تکریم و تعظیم اپنے خاندان کی پارسائی اور اپنے سلسلہ کی برتری وتفوق کی خواہش ہو اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج خودساختہ ''سواداعظم'' اتنی زیادہ تنظیموں گروہوں سلسلوں میں تقسیم ہے کہ اس کے رہنما ہر محاذ پہ ناکام ہیں کوئی ملی سیاسی و مذہبی تحریک ہو یا قومی و بلدیاتی چناؤ عوام نے ہر موقعہ پر مسترد کر دیا ہے کسی موقعہ پر بھی اپنے آپ کو اکثریت میں ثابت نہ کر سکنا مگر پھر بھی نا آسودہ تکمیل آرزوؤں کی خاطر وقت بے وقت ''سواداعظم'' کی راگنی چھیڑنا ایک دیوانے کا خواب ہی ہوسکتا ہے حقیقت سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں۔ ایک موجود تنظیم سے چند تانگے کی سواریاں الگ کر کے ''حقیقی'' کا دم چھلا لگا کر محرومیوں تنہائیوں اور موت تک پوری نہ ہونے والی آرزوؤں کے شیش محل میں بیٹھ کر زندگی گزارنا بعض لوگوں کو بہت اچھا لگتا ہے۔ لگتا رہے لیکن جو لوگ آپ سے چھیڑ چھاڑ نہیں کرتے آپ کے اکابر کو برا بھلا نہیں کہتے تکفیر سازی کی مشینیں نہیں چلاتے ان کے اکابر پر الزام تراشی بہتان بازی اور تکفیر سازی کچھ اچھا نہیں لگتا البتہ اس سے انسان کی اپنی ذہنیت آشکارا ہو جاتی ہے عامتہ المسلمین بفضل تعالیٰ آج تک ایسی سازشوں سے گمراہ نہیں ہو سکے اور نہ آئندہ ہوں گے انشاءاللہ۔

مذہب حق وہی ہے جو فداہ ابی و امی روحی وجسدی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین عظام اور سلف صالحین سے چلا آرہا ہے جو لوگ اس کے پیروکار ہیں وہ انشاءاللہ تا قیامت بلاخوف لومتہ لائم اپنا فرض ادا کرتے رہیں گے۔ اصحاب بدعت وضلالت ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ آپ نے ارادہ ظاہر کیا ہے کہ میری تحریر کا تعاقب کریں گے، تو اس سلسلے میں گزارش ہے کہ آج تک ان گنت لوگوں نے ان مقتدر ہستیوں پر طرح طرح کی الزام تراشیاں کرتے ہوئے اپنے نامہ ہائے اعمال کی طرح

صفحات سیاہ کئے ہیں باوجودیکہ ان اصحاب نے اپنی ہی تحریرات سے برأت ثابت کردی اوران کے بہی خواہوں نے ہرلحاظ سے ان کا دفاع کیا مگر جہاں دلوں پر حسد وبغض کی تہیں چڑھی ہوئی ہوں اور آنکھوں پر دنیاوی اور گروہی تعصب کی پٹیاں بندھی ہوئی ہوں ان لوگوں پہ کوئی اثرنہیں ہوتا۔آپ نے ۱۹۸۹ء میں ''سفید وسیاہ'' لکھ کر بزعم خودمعرکہ مارا تو اب بھی زورآزمائی کرکے ادھرادھر سے اپنے دعویٰ کی تائید میں کچھ نہ کچھ نکال لائیں گے۔ وہ الگ بات کہ لفظی ہیر پھیر کے باوجود انشاء اللہ آپ ثابت کچھ نہ کرسکیں گے ہاں چند صفحات ضرور سیاہ ہو جائیں گے کیجئے...... ضرور کیجئے...... بڑے شوق سے کیجئے، رہا میں......تو میرا ماضی وحال گواہ ہے میں تکفیر سازی اور امت میں انتشار وافتراق اور بہتان بازی سے سخت نفرت کرتا ہوں میں نے کسی کے اکابر واصاغر پر الزام تراشی نہیں کی کسی کا درجہ نہیں گھٹایا جومحسوس کیا اور بہتر سمجھا اس کا اظہار کیا ہے اس کی جزا سزا اللہ پر چھوڑتا ہوں جواس کے باوجود سلسلہ بہتان واتہام کو بڑھائے گا اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں جونیتوں کے احوال جانتے ہیں اور جنہوں نے آج تک تمام خادمین کتاب وسنت کو پذیرائی بخشی ہے۔ان کے ہرفعل کوصرف اپنے لئے اور اپنے رسول مکرم ومحترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خالص ہونے کا موقع عنایت فرمایا ہےخواہ وہ تحریک آزادی ہند ہو یا تحریک اعلائے کلمۃ الحق دیوبند، ندوہ، دہلی، علی گڑھ غزنی وغیرہ کے تعلیمی میدان ہوں یا تھانیسر بالاکوٹ دہلی کابل کی رزم گاہیں ہوں۔ ہرجگہ قربانیوں کی شمعیں روشن ہوتی رہیں آج فرزندان توحید و سنت افغانستان کشمیر اور بوسنیا میں اپنے جسم وجاں کے چراغ جلارہے ہیں ان سب کو اجر اللہ سے ضرور ملے گا۔ البتہ اپنے حجروں اور گوشہ ہائے گمنامی میں بیٹھ کر ہر دور کے مجاہدین عظام میں کیڑے نکالنے والے انشاء اللہ بہت جلد اپنے بوئے ہوئے کا پھل پائیں گے اللہ تعالیٰ ہما را مرنا جینا صرف توحید خداوندی اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے قبول فرمائے

(آمین) محبت الٰہی اور عشق رسولؐ کی روشنی میں زندگی کے تمام اندھیارے چھٹ جائیں گے اور بالآخر اس کرہ ارضی پر نصوص قطعیہ سے ثابت مذہب حقہ کی حکمرانی ہوگی...... خادم اسلام واہل اللہ۔

یکم نومبر ۹۴ء

محمد یحییٰ عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی نبیہ و نسلم علیہ و علیٰ آلہ الکرام و صحبہ العظام

جناب محمد یحییٰ شرق پوری مولف ''تحقیقی جائزہ'' بعد ماھوالمسنون عرض ہے کہ

اللہ کریم جل شانہ کا احسان و کرم اور فضل و رحمت ہے کہ اس نے ہم اہل سنت و جماعت کو اپنے حبیب کریم، رؤف و رحیم، صاحب خلق عظیم، اصل کائنات، فخر موجودات، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، مولائے کل، ختم الرسل، امام الانبیاء، حضور پرنور سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کی عزت و ناموس اور عظمت و تقدیس سے دفاع کے لئے منتخب فرمایا اور اپنے پیاروں کی رفاقت و معیت اور خدمت نصیب فرمائی، شرق پور شریف میں اپنے عبد مقدس حضرت شیر ربانی قطب یزدانی قبلہ میاں شیر محمد شرق پوری نقش بندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے وجود مسعود کو مرجع خلائق بنایا اور ہمیں ان کی ذات بابرکات سے متمتع فرمایا۔ اس مبارک خطے میں حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ان کے برادر عالی حضرت شیخ المشائخ ثانی لاثانی میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی فیضان کے تسلسل کو جاری رکھا اور مخلوق کو شادکام فرمایا۔

چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی کی ستیزہ کاریاں کوئی نئی بات نہیں، آپ سے ''اہل حدیث'' کہلانے والے اس خطے میں جو کچھ کر رہے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں، آپ کے حصے میں گستاخان رسول اور شاتمان رسول سے دفاع ہے، یہ آپ کا نصیب ہے۔ آپ کا علم و عمل آپ سے شاید یہی تقاضا کرتا ہے کہ آپ سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ ثابت کریں، غلط کو صحیح اور صحیح کو غلط ثابت کریں، اسی کا نام ''ظلم'' ہے اور فرمودۂ قرآن ہے کہ ہدایت ظالموں کو نہیں دی جاتی۔ آپ نے جولائی ۱۹۹۴ء میں ''تحقیقی جائزہ'' نامی کتابچہ طبع کرا کے اپنے زعم میں کوئی کارنامہ کیا ہوگا لیکن آپ یہ بھول گئے کہ یہی ''کارنامہ'' آپ کے لئے ''خارنامہ''

ثابت ہوگا اور آپ اپنے آپ کو اس سے خود ہی چھلنی کروالیں گے۔ لفظ ''تحقیق'' سے آپ کو کوئی علاقہ نہیں ورنہ آپ اس کتابچے کا عنوان ''تحقیقی جائزہ'' نہ رکھتے۔ آپ کو نوراللغات، فرہنگ آصفیہ اور فیروزاللغات سے جس قدر شغف ہے اس کا اندازہ آپ کی تحریر سے ظاہر ہے۔

☆ فیروز اللغات مولفہ مولوی فیروز الدین (مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور، طبع ششم ۱۹۷۵ء) کے ص ۳۱۳ میں لفظ تحقیق کے سامنے درج ہے کہ ''(عربی)، (اسم)، (مونث)، (۱) اصلیت معلوم کرنا۔ دریافت کرنا، (۲) درستی صحت، (۳) دریافت، تفتیش، جانچ، پڑتال، (۴) سچائی، صداقت، اصلیت، (۵) یقین، (۶) تصدیق پایہ ثبوت کو پہنچنا، (۷) درست، ٹھیک، سچا، اصلی، یقینی، جمع تحقیقات۔'' اور اسی صفحے پر لفظ ''تحقیقی'' کے سامنے لکھا ہے کہ ''یقینی، دریافت شدہ، سچا، ٹھیک، درست''...... فرہنگ آصفیہ از مولوی سید احمد دہلوی (مطبوعہ گل زار محمدی سٹیم پریس لاہور ۱۹۱۸ء) جلد اول کے ص ۵۹۵ پر لفظ ''تحقیق'' کے سامنے درج ہے کہ ''(عربی، اسم، مونث) (۱) راست، صحیح، درست، ٹھیک، سچ، حق (۲) تصدیق، (۳) ثبوت، (۴) مسلم، تسلیم کردہ شدہ، (۵) یقین، اعتبار، (۶) چھان بین، تلاش، تجسس، تفتیش، (۷) کھوج، سراغ، پتہ، (۸) دریافت، پوچھ گچھ، (۹) جانچ، شناخت، (۱۰) معتبر، پکی، واثق، قابل اعتبار۔ جیسے تحقیق خبر (۱۱) امتحان، تجربہ''...... فرہنگ عامرہ از محمد عبداللہ خاں خویشگی (مطبوعہ اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، سوئی والاں، دہلی ۱۹۸۰ء تاریخ اتمام تالیف ۱۹۳۷ء) اس فرہنگ کے بارے میں جناب حسین احمد مدنی کہتے ہیں کہ ''تعلیم و تعلم کے سلسلہ میں یہ کتاب آب حیات کا کام دے گی۔'' اس کے صفحہ ۱۱۷ پر لفظ تحقیق کے سامنے درج ہے کہ ''کھوج جمع تحقیقات، حقیقت، جاننا''...... فیروز اللغات عربی اردو (مطبوعہ فیروز سنز لاہور ۱۹۷۹ء) کے ص ۱۲۷ پر لفظ تحقیق جمع تحقیقات کے سامنے درج ہے کہ ''سرکاری تحقیق، حقیقت معلوم کرنا''...... منتخب اللغات از

عبدالرشید حسینی مدنی (مطبوعہ علی بھائی شرف علی اینڈ کمپنی پرائیویٹ لمیٹڈ، بمبئی مارچ ۱۹۶۵ء تاریخ اتمام تالیف ۱۱۵۰ء) کے ص ۹۴ پر لفظ تحقیق کے سامنے درج ہے کہ: ''درست و راست کردن''...... لغات کشوری مولفہ مولوی سید تصدق حسین رضوی۔ ۱۹ واں ایڈیشن (مطبوعہ مطبع منشی تیج کمار وارث نول کشور، لکھنو ۱۹۵۲ء) کے ص ۱۰۷ میں لفظ تحقیق کے سامنے درج ہے کہ ''دریافت کرنا۔کھوج لگانا''......اس فقیر کے پاس عربی، فارسی اردو اور انگریزی کی چالیس سے زیادہ کتب لغات ہیں اگر تمام سے اسی ایک لفظ کے معانی و مفاہیم تحریر کروں گا تو خلاصہ یہی نکلے گا کہ تحقیق دراصل کسی بات یا واقعے کی تمام تر حقیقت کی ہر طرح جانچ پڑتال اور تفتیش و تصدیق کو کہتے ہیں اور کوئی بیان اس وقت تحقیقی شمار ہوگا جب وہ ان مراحل کو طے کرنے کے بعد ظاہر کیا جائے گا۔آپ نے لفظ ''تحقیق'' کو شاید صرف سنا ہے، آپ اس سے آگاہ نہیں معلوم ہوتے ورنہ ایک خاص زاویہ نگاہ کے تحت محض اپنی ہی ذاتی رائے تحریر کر کے قارئین پر مسلط کرنے کو تحقیق کا نام و عنوان نہ دیتے۔ اور محققین کا کہنا ہے کہ تحقیق میں تنقید نہیں ہوتی، اگر ہوتی ہے تو برائے نام ہوتی ہے اور تنقید میں تحقیق نام کو بھی نہیں ہوتی، آپ دونوں سے ناواقف معلوم ہوتے ہیں۔ آپ کا کتابچہ نہ تو تحقیقی جائزہ ہے نہ ہی تنقیدی جائزہ ہے بلکہ آپ کی تحریر سراسر تعصب اور بغض و عناد کی آئینہ دار ہے۔آپ کہتے ہیں کہ آپ نے کسی کے اکابر واصاغر پر الزام تراشی نہیں کی، کسی کا درجہ نہیں گھٹایا، آپ کہتے ہیں کہ آپ کو تکفیر سازی اور بہتان بازی سے سخت نفرت ہے، اپنے قول و فعل کے تضاد سے ایسی بے خبری بھی آپ ہی کا حصہ ہے، حالاں کہ اسے بے خبری نہیں، دھوکا دہی اور بدترین منافقت کہا جانا چاہئے۔آپ ''دارالتکفیر بریلی'' کے الفاظ اپنی تحریر میں استعمال کر کے اپنے خبث باطن ہی کو ظاہر کر رہے ہیں، اپنے ممدوح حضرات سے سنئے کہ وہ آپ اور آپ کے ہم نواؤں کو کیا سمجھتے ہیں، آپ قتیل اسمٰعیل دہلوی کو جو کچھ سمجھتے ہیں وہ خود

آپ کے طائفہ شنیعہ کے اکابر کے موقف کے خلاف ہے۔ اہل سنت و جماعت (بریلوی) پر برسنے گرجنے سے پہلے آپ خود اپنے گھر کا احوال تو دیکھ لیتے......

''حیات وحید الزماں'' ص ۱۰۲، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی، (وحید اللغات) میں درج ہے کہ: ''ہمارے اہل حدیث بھائیوں نے ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی اور شاہ ولی اللہ صاحب اور مولوی اسماعیل صاحب کو دین کا ٹھیکے دار بنا رکھا ہے۔ جہاں کسی مسلمان نے ان بزرگوں کے خلاف کسی قول کو اختیار کیا، بس اس کے پیچھے پڑ گئے، برا بھلا کہنے لگے۔ بھائیو ذرا تو غور کرو اور انصاف کرو، جب تم نے ابو حنیفہ اور شافعی کی تقلید چھوڑی تو ابن تیمیّہ، ابن قیم اور شوکانی جو ان سے بہت متاخر ہیں ان کی تقلید کی کیا ضرورت ہے؟

سنا آپ نے یحییٰ صاحب! آپ کے طرز عمل کی مخالفت آپ کے اپنوں اور بڑوں سے ثابت ہے، اس کے باوجود آپ کو اسمٰعیل دہلوی کا مقلد ہونے پر اصرار ہے شاید اس لئے کہ بدزبانی اور بدگوئی میں کسی کو تو آپ نے اپنا مقتدا ماننا ہی تھا۔

''حیات وحید الزماں'' ص ۱۰۲ میں ہے وہ فرماتے ہیں ''غیر مقلدوں کا گروہ جو اپنے تئیں اہل حدیث کہتے ہیں انہوں نے ایسی آزادی اختیار کی ہے کہ مسائل اجماعی کی پرواہ نہیں کرتے نہ سلف صالحین اور صحابہ اور تابعین کی، قرآن کی تفسیر صرف لغت سے اپنی من مانی کر لیتے ہیں، حدیث شریف میں جو تفسیر آ چکی ہے اس کو بھی نہیں سنتے ہیں۔''

آپ ہی کے ایک اہل حدیث سر برآوردہ جناب ابراہیم میر آپ کے ٹولے کو جو تلقین اور وصیت فرماتے ہیں، وہ بھی ملاحظہ ہو:

''اہل حدیث جماعت اپنے ناقص العلم، غیر محتاط، نام نہاد علماء کی تحریروں اور تقریروں سے دھوکہ نہ کھائے کیوں کہ ان میں بعض تو پرانے خارجی اور بے علم محض اور بعض کانگرسی ہیں۔'' (احیاء المیت، ص ۳۶)

۱۹۱۵ء میں آپ ہی کے ٹولے کے جناب ابو بشیر مراد علی کے فرمودہ الفاظ بھی ملاحظہ ہوں: ''اگر جماعت اہل حدیث کے رکن مجھے برا نہ کہہ اٹھیں تو ان سے مرزا آں جہانی (قادیانی) بھی علمی میدان میں سبقت لے لیا ہے۔'' (اہل حدیث، امرتسر، صفحہ ۷، ۱۷۔ ستمبر ۱۹۱۵ء)

''اخبار محمدی'' دہلی، ص ۱۳ (۱۵ نومبر ۱۹۳۹ء) میں آپ کے ٹولے کے ایک اور بڑے جناب محمد دہلوی آپ کے ٹولے کے ملاؤں اور مفتیوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ''(اہل حدیث) مفتی صاحبان میں بہت سے تو وہ ہیں جو امامت کے ٹکڑوں پر پل رہے ہیں، علم سے کورے، جہالت کے پتلے۔ ان سے جو چاہو لکھوالو، جو چاہو مقدمہ کروالو، جو چاہو عدالتوں میں حلیفہ جھوٹ بلوالو۔ وہ اسی مطلب کے لئے پالے پوسے جار ہے ہیں۔''

یحییٰ صاحب! فرمایئے آپ کے ان بڑوں کے فرمودات کے مطابق آپ کو کس زمرے میں شمار کیا جائے؟

☆ آپ کو علمائے دیوبند سے دفاع بہت عزیز ہے۔ آیئے اپنے ممدوح جناب اشرفعلی تھانوی سے اپنا ''تعارف اور تعریف'' بھی سن لیجئے۔

''ادارہ تالیفات اشرفیہ'' (بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان) نے ۱۴۱۵ ہجری میں ''تحفۃ العلماء'' کے نام سے دو جلدوں میں آپ کے ممدوح تھانوی صاحب کی متعدد تصانیف کا نچوڑ شائع کیا ہے۔ جلد دوم کے ص ۴۳۳ پر انہوں نے ثابت کیا ہے کہ قتیل اسمٰعیل دہلوی غیر مقلد نہیں تھا۔ تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ: ''میرے ایک استاد بیان فرماتے تھے کہ وہ سید صاحب کے قافلہ کے ایک شخص سے ملے، پوچھا کہ مولانا (دہلوی) غیر مقلد تھے؟ کہا یہ تو معلوم نہیں لیکن سید صاحب کے تمام قافلہ میں یہ مشہور تھا کہ غیر مقلد جھوٹے، رافضی ہوتے ہیں (کیوں کہ ائمہ پر سب وشتم کرتے ہیں) اس سے سمجھ لو کہ اس قافلہ میں کوئی غیر

مقلد ہوسکتا ہے؟'' (بحوالہ حسن العزیز، ص ۳۸۵)۔ سنا آپ نے یحییٰ صاحب! تھانوی صاحب نے غیر مقلدین کو جھوٹا اور رافضی کہا ہے...... اسی کتاب (تحفۃ العلماء، جلد دوم) کے باب نمبر ۱۲ کا عنوان ہے ''غیر مقلدین کے بیان میں'' آپ کے ٹولے کے بارے میں تھانوی صاحب ص ۴۷۱ پر لکھتے ہیں کہ:۔

''اگر ان (غیر مقلدین) کے حالات کو دیکھئے تو صاف ظاہر ہو جائے کہ تحقیق کا تو پتہ بھی نہیں۔ نہ تحقیق کے لائق علم اور نہ تحقیق کا ارادہ''...... فرماتے ہیں ''اکثر غیر مقلدین لوگ اپنا نام اہل حدیث رکھتے ہیں لیکن حدیث سے ان کو مس بھی نہیں ہوتا۔ صرف الفاظ پر رہتے ہیں اور حدیث میں جو بات سمجھنے کی ہے، جس کی نسبت وارد ہے ''من یرد اللہ بہ خیراً یفقھہ فی الدین'' وہ اور چیز ہے، اگر وہ صرف الفاظ کا سمجھنا ہوتا تو کفار بھی تو الفاظ سمجھتے تھے، وہ بھی فقیہ ہوتے اور اہل خیر ہوتے۔ تفقہ فی الدین یہ ہے کہ الفاظ کے ساتھ دین کی حقیقت کی پوری معرفت ہو، سو ایسے لوگ حنفیہ میں بکثرت ہیں۔'' (ص ۴۷۲ بحوالہ حسن العزیز، ص ۳۸۷ ح ۴)

یحییٰ صاحب! ابھی آپ کی تسلی نہیں ہوئی ہوگی۔ تھانوی صاحب کی بھی تسلی نہیں ہوئی، اسی لئے وہ مزید فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

''غیر مقلدی کے لوازم سے ہے کہ سلف کے ساتھ بدگمانی اور پھر بدزبانی...... غیر مقلدین میں بدگمانی کا مرض بہت زیادہ ہے...... غیر مقلدی نہایت خطرناک چیز ہے۔ اس کا انجام سرکشی اور بزرگوں کی شان میں گستاخی، یہ اس کا اولین قدم ہے۔''

(ص ۴۷۲ بحوالہ الکلام الحسن، ص ۴۶۔ افاضات یومیہ ص ۲۱۷ ح اول، ص ۲۴۲ ح دوم)

تحفۃ العلماء کے ص ۴۷۳ پر تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

''ان (اہل حدیث) کے عمل بالحدیث کی حقیقت مجھ (تھانوی) کو تو ایک خواب میں

زمانہ طالب علمی میں بتلا دی گئی تھی۔ گو خواب حجت شرعیہ نہیں ہے لیکن مومن کے لئے مبشرات میں سے ضرور ہے جب کہ شریعت کے خلاف نہ ہو بالخصوص جب کہ شریعت سے متایدہو...... میں نے دیکھا کہ مولانا نذیر احمد صاحب (غیر مقلدین کے بڑے عالم) کے مکان پر ایک مجمع ہے۔ اس کو چھاچھ تقسیم ہو رہی ہے۔ ایک شخص میرے پاس بھی لایا مگر میں نے لینے سے انکار کر دیا۔ حدیث میں دودھ کی تعبیر علم اور دین آئی ہے اس میں ان کے مسلک کی حقیقت بتلائی گئی ہے کہ ان کا مسلک صورت تو دین کی ہے مگر اس میں روح اور حقیقت دین کی نہیں جیسے چھاج میں سے مکھن نکال لیا جاتا ہے مگر صورت دودھ کی ہوتی ہے۔'' (بحوالہ افاضات یومیہ ص ۱/۲۱۷)

مزید فرماتے ہیں: ''غیر مقلد بھی عجیب چیز ہیں، بجز دو چار چیزوں کے کسی حدیث کے بھی عامل نہیں۔ مثلاً رفع یدین، آمین بالجہر، بھلا اردو میں خطبہ پڑھنا کبھی سلف میں اس کا معمول رہا ہے؟ کبھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھا ہے؟ صحابہ نے پڑھا ہے؟ کچھ نہیں غیر مقلدی نام اسی کا ہے کہ جو اپنے جی میں آئے وہ کریں۔''

(ص ۴۷ ۴، بحوالہ افاضات یومیہ ص ۶۳)

فرماتے ہیں! ''غیر مقلدوں میں یہ دو مرض زیادہ غالب ہیں، ایک بدگمانی دوسرے بد زبانی...... غیر مقلدوں میں بدگمانی کا مرض بہت زیادہ ہے، بزرگوں سے بدگمانی اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ جس کا کوئی حد وحساب نہیں اور اس سے آگے بڑھ کر یہ کہ بدزبانی تک پہنچے ہوئے ہیں۔ ادب اور تہذیب ان کو چھو کر بھی نہیں گئے۔''

(ص ۵ ۷ ۴، بحوالہ انفاس عیسیٰ ص ۳۱۰۔ افاضات یومیہ، ص ۲۹۰ ح ۲)

فرماتے ہیں: ''یہ (اہل حدیث) گروہ نہایت درجہ مفسد ہے یہ لوگ جان جان کر فساد کرتے ہیں اور اشتعال دلاتے ہیں، بعض وقت تو ذرا سی بات میں بڑا فتنہ ہو جاتا ہے۔''

(ص ٦ ٧ ٤ بحوالہ حسن العزیز، ص ۱۱۲ ح ۴)

فرماتے ہیں: ''غیر مقلدین کی آمین (بالجہر) اکثر صرف شورش اور مقلدین کے چڑانے کے لئے ہوتی ہے۔ سننے سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑ رہے ہیں۔'' (ص ۷ ۷ ۴ بحوالہ حسن العزیز ص ۱۱۲ ح ۴)

فرماتے ہیں: ''(اہل حدیث گروہ میں) کہیں یہ نہیں دیکھا کہ دس پانچ آدمی ایسے ہوں جن کو صالح اور دین دار کہا جا سکے، کوئی شاذ و نادر اکیلا دین دار ہو تو ہو۔ خود ایک غیر مقلد کہتے تھے کہ ہم میں متقی کم ہیں اور حنفیہ میں خشیت، اتقا، زہد وغیرہ والے کثرت سے ہیں۔ مولانا فتح محمد صاحب بیان کرتے تھے کہ ایک غیر مقلد حدیث پڑھا رہے تھے اور جہاں حدیث کی تاویل نہ بن آتی تو کہتے تھے، تعجب ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں کچھ فرما دیتے ہیں، کہیں کچھ فرما دیتے ہیں، یہ کیا فرما دیا۔ یہ نتائج ہیں آزادی کے، اس سے عار آتی ہے کہ ہم کسی کے محکوم کہے جائیں۔''

(ص ۵ ۷ ۴، ٦ ۷ ۴ بحوالہ حسن العزیز ص ۳٦٠)

فرماتے ہیں: (اہل حدیث کے ایک مقدمہ میں) ایک انگریز نے تحقیقات کی اور اخیر میں کہا، آمین تین قسم کی ہیں۔ ایک آمین بالجہر، اسلام کے ایک فرقہ کا یہ مذہب ہے اور حدیثیں بھی اس کے ثبوت میں موجود ہیں اور ایک آمین بالسر ہے۔ اور وہ بھی ایک فرقہ کا مذہب ہے اور حدیثوں میں بھی موجود ہے۔ تیسری آمین بالشر جو یہ آج کل کے (اہل حدیث) لوگ کہتے ہیں۔'' (ص ۸ ۷ ۴ بحوالہ حسن العزیز ص ۱۱۲ ح ۴)

فرماتے ہیں: ''اتباعِ ہوٰی سے بچنا جب ہی ہوتا ہے جب ایک سے بندھ جائے ورنہ نرے دعوٰی ہی دعوٰی ہیں۔ مقلدین میں بہت سے لوگوں کی حالت اچھی نکلے گی بخلاف غیر مقلدین کے کوئی شاذ و نادر ہی متقی نکل آئے تو نکل آئے ورنہ بہت سے حیلے جو اور نفس پرور

ہیں۔ ابوحنیفہ سے بندھتا ہے نفس، ورنہ چھچھوندر کی طرح یہ ہانڈی جا سونگھی، وہ ہانڈی جا سونگھی، یوں کوئی محتاط بھی نکل آئے لیکن حکم اکثر پر ہوتا ہے۔ اچھے اچھوں کے حالات ٹٹول کر دیکھ لئے ہیں۔ اتقاء ایک میں بھی نہیں الا ماشاء اللہ، اس کا اقرار خود ان کے گروہ کو بھی ہے۔''

(ص ۶۷ ۴ بحوالہ حسن العزیز ص ۸ ۴ ۴ ۳ ح ۴)

فرماتے ہیں: ''مولانا محمد حسین بٹالوی غیر مقلد تھے مگر منصف مزاج۔ میں نے خود ان کے رسالہ ''اشاعتہ السنہ'' میں ان کا یہ مضمون دیکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے ''پچیس سال کے تجربہ سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدی بے دینی کا دروازہ ہے۔'' حضرت گنگوہی نے اس قول کو سبیل السداد میں نقل کیا ہے۔''

(ص ۸۰ ۴ بحوالہ مجالس حکیم الامت ص ۱۶۸)

فرماتے ہیں: ''ایک منصف غیر مقلد نے کہا کہ غیر مقلد تو عالم ہوسکتا ہے ہم جاہل کیا تقلید چھوڑیں گے۔'' (ص ۸۱ ۴ بحوالہ حسن العزیز ص ۹ ۳ ۳ ح ۲)

فرماتے ہیں: ''جو لوگ اہل حق کو سب وشتم کرتے ہیں ان کے چہروں پر نور علم نہیں پایا جاتا بلکہ خالص کفار اتنے ممسوح نہیں پائے جاتے جتنے یہ (غیر مقلد) لوگ ہیں۔ اس کی وجہ میں نے بطور لطیفہ کے کہا تھا کہ کفر، فعل باطن ہے اس کا اثر چھپا ہوا رہتا ہے اور سب و شتم، فعل ظاہر ہے، اس کا اثر نمایاں ہوجاتا ہے۔''

(ص ۸۲ ۴ بحوالہ حسن العزیز ص ۹۸ ۳ ح ۴)

فرماتے ہیں: ''مولوی عبداللہ صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت گنگوہی نے فرمایا ہے کہ جس کا جی چاہے قبر کھود کر دیکھ لے (ایک اہل حدیث) مولوی کا منہ قبلہ سے پھرا ہوا ہوگا۔ اس پر مولوی ابوالحسن صاحب نے عرض کیا۔ میں نے یہ بات حضرت گنگوہی سے خود سنی ہے۔ حضرت کے یہ لفظ تھے۔ جو کوئی ائمہ پر طعن کرتا ہے اس کا منہ قبر میں قبلہ سے

پھر جاتا ہے۔'' (ص ۸۳ ۴ بحوالہ حسن العزیز ص ۱٦۴ ح ۴)

☆ کیوں یحیٰی صاحب کہئے اپنے ممدوح سے آپ نے اپنا احوال سن کر کچھ محسوس کیا؟ یا ''گالیاں کھا کے بے مزہ نہ ہوا'' والا احساس ہے؟ آپ کے ممدوح تھانوی صاحب نے آپ کے ٹولے کو جو کچھ فرما دیا ہے، اس میں سے اسی قدر بہت ہے ورنہ دیگر علمائے دیوبند نے بھی آپ کے ٹولے کو جو کچھ کہا ہے، وہ تمام نقل کروں تو آپ اپنے ''تحقیقی جائزہ'' کی اشاعت کو زندگی کی دوسری بڑی غلطی قرار دیں گے۔ (پہلی بڑی غلطی آپ کا بدعقیدہ غیر مقلد ہونا ہے) آپ کو شاید یہ معلوم نہیں کہ آپ سے چند میل کی مسافر پر داتا نگر، شہر لاہور ہے جس میں ''جمعیۃ اہل سنۃ'' کے نام سے دیوبندی علماء ہی آپ کے ٹولے کے خلاف متعدد کتابیں شائع کر چکے ہیں اور آپ کے ٹولے کو بے نقاب کرنے اور آپ کی اصلیت ظاہر کرنے کو ''جہاد'' سمجھ کر مشغول ہیں۔ ''رسائل اہل حدیث'' کے نام سے دو جلدوں میں آپ کے بڑوں کی انہوں نے رسوائی کا سامان ہی نہیں کیا بلکہ آپ کے ممدوح تھانوی کے مطابق ثابت کیا ہے کہ اہل حدیث فرقہ (غیر مقلد، وہابی گروہ) کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں، یعنی صورت دین کی مگر دین سے بے تعلقی۔ آپ کو شاید یہ بھی معلوم نہیں کہ جناب محمد امین صفدر بھی دیوبندی ہیں اور کئی تحریریں آپ کے اہل حدیث ٹولے کے خلاف لکھ چکے ہیں۔ علاوہ ازیں دیوبندی مکتبہ فاروقیہ، گوبند گڑھ، گوجراں والا سے بھی متعدد کتب آپ کے ٹولے کے خلاف شائع ہوئی ہیں، کیا آپ ان سب سے بھی بے خبر ہیں؟

آپ کو شاید یہ بھی علم نہیں کہ آپ کے ممدوحین دیوبند کے بارے میں حمود بن عبداللہ بن حمود التویجری (نجدی وہابی) کی عربی کتاب ''القول البلیغ فی التحذیر من جماعۃ التبلیغ'' بھی ریاض، سعودی عرب سے ۱۹۹۳ء میں شائع ہوئی ہے۔ ۳۵۱ صفحات کی اس کتاب میں نجدی وہابی مفتی نے آپ کے ممدوح اشرفعلی تھانوی کو نہ صرف شرک اکبر کا

مرتکب ثابت کیا ہے بلکہ اس کا رد بلیغ کیا ہے اور حسین احمد مدنی، محمود حسن دیوبندی، محمد یوسف بنوری، ابوالحسن علی ندوی، انور شاہ کشمیری، رشید احمد گنگوہی، محمد الیاس (بانی دیوبندی تبلیغی جماعت)، محمد زکریا کاندھلوی کا رد کرتے ہوئے انہیں مفتری، کذاب، دجال، نصیر الشرک، کفر صریح کا مرتکب وغیرہ قرار دیا ہے اور آپ کے سید احمد کی کرامات کو ہذیان اور اسے بے عقل، بے دین، خرافات بکنے والا، گمراہ اور کاذب لکھا ہے......(☆) کہئے یحییٰ صاحب! اب بھی آپ تسلیم کریں گے یا نہیں کہ آپ کو علم نافع اور تحقیق سے کوئی واسطہ نہیں؟ آیئے آپ ہی کے اہل حدیث، غیر مقلد گروہ کے بڑوں سے آپ کے مذہب اور عقائد و اعمال کی ایک جھلک آپ کو دکھا دوں، ہوسکتا ہے آپ کو ان باتوں کی بھی خبر نہ ہو یا شرق پور شریف والوں کو آپ بتاتے نہ ہوں کہ آپ کے مذہب کی اصلیت کیا ہے؟

دیوبندیوں کی ''جمعیۃ اہل سنۃ'' کی شائع کردہ کتاب ''رسائل اہل حدیث'' جلد دوم کے ص ۷ پر دیباچہ میں جناب انوار خورشید (دیوبندی) نے لکھا ہے کہ اہل حدیث یا غیر مقلد فرقہ انگریزوں کی پیداوار ہے۔ اس کی تائید و تصدیق کے لئے ص ۸ پر ہے کہ:

''مولوی محمد صاحب شاہ جہان پوری رقم طراز ہیں:

کچھ عرصہ سے ہندوستان میں ایک ایسے غیر مانوس مذہب کے لوگ دیکھنے میں آرہے ہیں جس سے لوگ بالکل ناآشنا ہیں۔ پچھلے زمانہ میں شاذ و نادر اس خیال کے لوگ کہیں ہوں تو ہوں مگر اس کثرت سے دیکھنے میں نہیں آئے بلکہ ان کا نام ابھی تھوڑے ہی دنوں سے سنا

☆ ۔یہی نہیں بلکہ ''الدیوبندیہ، (تعریفھا، عقائدھا)'' کے نام سے ابی اسامہ طالب الرحمن کی کتاب جو ۳۰۲ صفحات پر مشتمل ہے، دار الصمیعی للنشر والتوزیع، نے الریاض سعودی عرب سے شائع کی ہے۔ یہی کتاب پہلے راول پنڈی پاکستان میں طبع ہوئی اس کتاب میں القول البلیغ کا ذکر بھی ہے اور علمائے دیوبند کا (ان کی تحریروں سے اقتباسات نقل کر کے) کفر و شرک ثابت کیا گیا ہے۔ اسی مصنف کی ایک کتاب ''تبلیغی جماعت کا اسلام'' (حصہ اول) جنوری ۱۹۹۵ء میں ''المعہد العالی للدراسات الاسلامیہ والعصریہ، راول پنڈی سے شائع ہوئی ہے، یہ مصنف بھی غیر مقلد ہے اور دیوبندیوں کے خلاف تحریریں یادگار بنا رہا ہے۔

ہے۔ اپنے آپ کو تو وہ ''اہل حدیث'' یا ''محمدی'' یا ''موحد'' کہتے ہیں مگر مخالف فریق میں ان کا نام ''غیر مقلد'' یا ''لا مذہب'' لیا جاتا ہے......'' (بحوالہ الارشاد الی سبیل الرشاد، ص ۱۳) اہل حدیث فرقے کو انگریزوں کی پیداوار ثابت کرنے کے لئے جناب نواب صدیق حسن خان بھوپالی، جناب عبدالجبار غزنوی اور میاں نذیر حسین کے استاذ و خسر جناب عبدالخالق کی تحریروں کے حوالے بھی ص ۸، ۹ اور ص ۱۰ پر ہیں۔

آپ کے ممدوح دیوبندیوں کے انوار خورشید صاحب، اپنی تالیف ''تعارف علماء اہل حدیث'' (ناشر انجمن خدام امام ابوحنیفہ، پاکستان) میں آپ کے غیر مقلد اہل حدیث وہابی ٹولے کا مزید تعارف کرواتے ہیں، ملاحظہ ہو: مذکورہ کتاب کے ص ۷، ۸ پر ہے کہ نواب صدیق حسن خان ''ترجمان وہابیہ'' کے ص ۴۸ پر لکھتے ہیں کہ

''کل مسلمانوں کو (انگریز) سرکار کی مخالفت ناجائز ہے۔ اور کسی شخص کو حیثیت موجودہ پر ہندوستان کے دارالاسلام ہونے میں شک نہ رہے......'' (نیز فرماتے ہیں) ''جب یہ ملک (ہندوستان) دارالاسلام ہوا تو پھر یہاں جہاد کرنا کیا معنی؟ بلکہ عزم جہاد ایسی جگہ گناہ ہے بڑے گناہوں سے۔'' (ص ۱۵) اور نواب صاحب ص ۷ پر لکھتے ہیں: ''پس فکر کرنا ان لوگوں کا جو اپنے حکم مذہبی سے جاہل ہیں اس امر میں کہ حکومت برٹش مٹ جائے اور یہ امن وامان جو آج حاصل ہے فساد کے پردہ میں جہاد کا نام لے کر اٹھا دیا جائے، سخت نادانی اور بے وقوفی کی بات ہے۔'' آپ کے نواب صاحب اسی کتاب کے ص ۵۴ پر لکھتے ہیں: ''یہ بغاوت جو ہندوستان میں بزمانہ غدر ہوئی اس کا نام جہاد رکھنا ان لوگوں کا کام ہے جو اصل دین سے آگاہ نہیں اور ملک میں فساد ڈالنا اور امن وامان اٹھانا چاہتے ہیں۔'' اور ص ۲۵ پر لکھتے ہیں: ''کسی نے نہ سنا ہوگا کہ آج تک کوئی موحد، متبع، سنت، حدیث و قرآن پر چلنے والا (انگریز حکومت سے) بے وفائی اور قرار توڑنے کا مرتکب ہوا یا فتنہ انگیزی اور (انگریزوں

سے) بغاوت پر آمادہ ہوا، جتنے لوگوں نے غدر (جنگ آزادی) میں شر وفساد کیا اور حکام انگلیشیہ سے برسرعناد ہوئے وہ سب کے سب مقلدان مذہب حنفی تھے۔‘‘

☆ یحییٰ صاحب! نواب صاحب کے بعد میاں نذیر حسین دہلوی یعنی اپنے ’’شیخ الکل‘‘ کا حال بھی اپنے ممدوح سے سنئے! فتاویٰ نذیریہ، ص ۴۷۲ ج ۲ (مطبوعہ دلی پرنٹنگ ورکس، دہلی) پر وہ لکھتے ہیں: ’’علاوہ بریں ہم (اہل حدیث وہابی) لوگ معاہد ہیں (انگریز سرکار سے (ہم نے) عہد کیا ہوا ہے پھر کیوں (ہم) عہد کے خلاف کر سکتے ہیں؟ عہد شکنی کی بہت مذمت حدیث میں آئی ہے۔‘‘ میاں نذیر حسین نے اسی صفحے پر انگریز کے خلاف جہاد کو ہلاکت اور معصیت کا سبب قرار دیا اور ان کے اس فتوے پر ۱۵ وہابی ملاؤں نے تائیدی دستخط کئے......(ص ۱۰۔۱۱، تعارف علماء اہل حدیث)

آپ کے محمد حسین بٹالوی نے ۱۸۷۶ء میں انگریز سے جہاد کے خلاف ایک پورا رسالہ ’’الاقتصاد فی مسائل الجہاد‘‘ کے نام سے لکھا، جس کے بارے میں جناب پروفیسر محمد ایوب قادری کی کتاب ’’جنگ آزادی ۱۸۵۷ء‘‘ ص ۶۴ سے یہ حوالہ بھی تعارف علماء اہل حدیث کے ص ۱۱ پر ہے کہ:

’’پروفیسر محمد ایوب قادری صاحب لکھتے ہیں: مولوی محمد حسین بٹالوی نے سرکار برطانیہ کی وفاداری میں جہاد کی منسوخی پر ایک مستقل رسالہ ’’الاقتصاد فی مسائل الجہاد‘‘ ۱۲۹۲ھ میں لکھا، انگریزی اور عربی زبانوں میں اس کے ترجمے ہوئے، یہ رسالہ سر چارلس ایچی سن او رسر جیمس لائل گورنران پنجاب کے نام معنون کیا گیا، مولوی محمد حسین نے اپنی جماعت (اہل حدیث) کے علماء سے رائے لینے کے بعد ۱۲۹۶ھ میں یہ رسالہ اشاعت السنہ کی جلد دوم شمارہ گیارہ میں بطور ضمیمہ شائع کیا پھر مزید مشورہ وتحقیق کے بعد ۱۳۰۶ھ میں باضابطہ کتابی صورت میں شائع ہوا۔‘‘

آپ کے ممدوح دیوبندی ''تعارف علماء اہل حدیث'' کے ص ۱۴ پر لکھتے ہیں:

''جوں ہی ہندوستان میں انگریز کی آمد ہوتی ہے اور نواب صدیق حسن خان صاحب ریاست بھوپال کے لئے، ملکہ وکٹوریہ کی طرف سے مقرر کردہ والیہ شاہ جہاں بیگم کے نکاح میں آتے ہیں۔(☆) جس کے صلہ میں انہیں بے پناہ دولت ملتی ہے تو ہر طرف سے غیر مقلدین کی کتب کی بھرمار ہو جاتی ہے۔ بڑی بڑی کتابیں، ان کی شروحات اور تراجم چھپنے لگتے ہیں۔ اس حقیقت کو سامنے رکھیں تو آپ (قارئین) کو معلوم ہو گا کہ غیر مقلدین کا وجود منحوس انگریز ہی کا رہین منت ہیں۔ ہندوستان میں بسنے والے مسلمانوں میں سے کسی نے انگریز کی اتنی خوشامد اور چاپلوسی نہیں کی جتنی غیر مقلدین نے کی ہے، ان حضرات نے اپنے آپ کو انگریزی حکومت کا سب سے زیادہ خیر خواہ اور وفادار ثابت کیا۔ انگریز حکومت کو عادل ومہربان گورنمنٹ اور خدا کی رحمت قرار دیتے ہوئے اس کے زیر سایہ رہنے کو اسلامی سلطنتوں کے زیر سایہ رہنے سے بہتر قرار دیا۔'' اپنی تائید میں آپ کے ممدوح دیوبندی نے ص ۱۵ پر غیر مقلدوں کی کتابوں کے اقتباس بھی نقل کیے ہیں۔

ترجمان وہابیہ، کے ص ۵۸ سے نواب صدیق حسن خاں کا یہ ارشاد لکھا ہے: ''کوئی فرقہ ہماری تحقیق میں زیادہ تر خیر خواہ اور طالب امن وامان وآسائش رعایا کا اور قدرشناس بندوبست (انگریز) گورنمنٹ کا اس گروہ سے نہیں ہے جو آپ کو اہل سنت وحدیث کہتا ہے اور کسی مذہب خاص کا مقلد نہیں ہے......'' میاں نذیر حسین کے شاگرد تلطف حسین صاحب کا یہ جملہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا ''ہم یہ کہنے سے معذور سمجھے جائیں کہ انگریزی

☆ نواب صاحب خود لکھتے ہیں کہ: ''جب دوسرا سال گزرا رئیسہ معظّمہ نے اپنی زوجیت سے مجھے عزت وافتخار بخشا اور یہ امر باطلاع گورنمنٹ عالیہ وحسب مرضی سرکار انگلیشیہ ظہور میں آیا اور یہ علاقہ موجب ترقی ومنصب اور عروج وعزت روز افزوں کا ہوا۔ (ترجمان وہابیہ، ص ۲۸) یعنی نواب صاحب کی شادی ہی انگریز حکومت کی مرضی سے انگریز حکومت کی خدمت وترقی کے لئے ہوئی۔

گورنمنٹ ہندوستان میں ہم مسلمانوں کے لئے خدا کی رحمت ہے۔'' (الحیاۃ بعد المماۃ از فضل حسین بہاری، ص ۹۳)...... اور محمد حسین بٹالوی کا یہ اقتباس نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں: ''اس گروہ اہل حدیث کے خیر خواہ اور وفادار رعایا برٹش گورنمنٹ ہونے پر ایک بڑی روشن اور قوی دلیل یہ ہے کہ یہ لوگ برٹش گورنمنٹ کے زیر حمایت رہنے کو اسلامی سلطنتوں کے زیر سایہ رہنے سے بہتر سمجھتے ہیں اور اس امر کو اپنے قوی وکیل اشاعۃ السنہ کے ذریعہ سے (انگریز) گورنمنٹ پر بخوبی ظاہر اور مدلل کر چکے ہیں جو آج تک کسی اسلامی فرقہ رعایا گورنمنٹ نے ظاہر نہیں کیا اور نہ آئندہ کسی سے اس کے ظاہر ہونے کی امید ہو سکتی ہے۔'' (اہل حدیث اور انگریز بحوالہ اشاعت السنہ ج ۸، شمارہ ۹، ص ۲۶۲)...... اور جناب عبدالرحیم عظیم آبادی کا یہ اقتباس ان کی کتاب ''الدر المنشور فی تراجم اہل صادق فور'' کے ص ۲ سے نقل کیا ہے، وہ لکھتے ہیں: ''خاص کر فرقہ اہل حدیث کے لئے تو کسی اسلامی سلطنت میں بھی یہ آزادی مذہبی نصیب نہیں جو برٹش حکومت میں انہیں حاصل ہے پس ان (اہل حدیث وہابیوں) کا فرض مذہبی و منصبی دونوں ہے کہ وہ ایسی عادل اور مہربان (انگریز) حکومت کی مطیع و فرماں بردار رعایا ہوں اور ہمیشہ دعا گوئے (انگریز) سلطنت رہیں، **فتدبر ولا تکن من الغافلین**'' (ص ۱۶، تعارف علماء اہل حدیث)

آپ کے ممدوح دیوبندی لکھتے ہیں: ''اسلامی تاریخ میں کوئی واقعہ ایسا نہیں ملتا کہ کسی مسلم جماعت نے اپنا مذہبی و مسلکی نام کسی غیر مسلم حکومت سے الاٹ کروایا ہو۔ ہاں ہندوستان کے انگریزی دور میں یہ واقعہ ضرور ملتا ہے کہ غیر مقلدین نے برٹش گورنمنٹ کو یہ درخواست دی کہ انہیں وہابی کے بجائے ''اہل حدیث'' کے نام سے مخاطب کیا جائے، برٹش گورنمنٹ نے غیر مقلدین کی (انگریز حکومت کے لئے) خدمات کے پیش نظر یہ درخواست منظور کی اور سرکاری دفاتر اور کاغذات میں غیر مقلدین کو وہابی کے بجائے اہل حدیث لکھنے کا حکم دیا۔

مولوی عبدالمجید خادم سوہدروی رقم طراز ہیں: مولوی محمد حسین بٹالوی نے اشاعت السنہ کے ذریعہ اہل حدیث کی بہت خدمت کی۔ ''لفظ وہابی'' آپ (بٹالوی) ہی کی کوشش سے سرکاری دفاتر اور کاغذات سے منسوخ ہوا اور (وہابی) جماعت کو اہل حدیث کے نام سے موسوم کیا گیا...... آپ بٹالوی نے (انگریز) حکومت کی خدمت بھی کی اور انعام میں جاگیر پائی۔ (حاشیہ سیرت ثنائی ص ۳۷۲)...... یہیں سے غیر مقلدین کے اس مغالطہ کا پردہ بھی چاک ہو جاتا ہے جو وہ عام طور پر لوگوں کو دیا کرتے ہیں کہ ہمارا فرقہ نیا نہیں ہے بلکہ قدیم سے چلا آ رہا ہے، حدیث و تاریخ کی کتابوں میں اہل حدیث کے نام سے ہمارا تذکرہ موجود ہے۔ غیر مقلدین کا فرقہ اگر قدیم سے چلا آ رہا ہوتا اور یہ پہلے ہی سے اہل حدیث کے نام سے موسوم ہوتے تو اب انہیں انگریزی حکومت کو اپنا نام اہل حدیث رکھوانے کی درخواست نہ دینی پڑتی......'' (ص ۱۶، ۱۷، ۱۸ تعارف علماء اہل حدیث)...... ص ۱۹ پر آپ کے ممدوح دیوبندی لکھتے ہیں: ''میاں نذیر حسین صاحب کو ایک (انگریز) میم کی خدمت کے صلہ میں ۱۳۰۰ روپیہ اور وفاداری کے سرٹیفکیٹ ملے اور شمس العلماء کے خطاب سے سرفراز ہوئے (☆) میاں صاحب کے سوانح نگار لکھتے ہیں: عین حالت غدر (جہاد آزادی) میں جب کہ (سوائے اہل حدیث وہابیوں اور دیوبندیوں کے) ایک ایک بچہ انگریزوں کا دشمن ہو رہا تھا مسز لیسنس ایک زخمی (انگریز) میم کو رات کے وقت میاں (نذیر حسین) صاحب اٹھوا کر اپنے گھر لے آئے۔ پناہ دی، علاج کیا، کھانا دیتے

☆ شمس العلماء اور خان بہادر وغیرہ کے خطاب انگریزوں نے صرف اپنے حامی اور وفادار ملاؤں کو دیئے اور یہ خطابات صرف وہابی دیوبندی ملاؤں کو ملے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ دیوبندی وہابی ملاؤں ہی نے انگریزوں کی خدمت وحمایت کی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ کسی صحیح العقیدہ اہل سنت وجماعت عالم دین نے انگریز کی ہرگز حمایت نہیں کی اور سرکاری درباری ملاں ہونے کی بے عزتی قبول نہیں کی بلکہ علانیہ طور پر انگریزوں کی مخالفت اور ان کے حامیوں کی بھی مخالفت کی۔

رہے، اس وقت اگر ظالم باغیوں (مسلمانوں) کو ذری خبر بھی ہو جاتی تو آپ کے قتل اور خانماں بربادی میں مطلق دیر نہ لگتی، طرہ اس پر یہ ہے کہ پنجابی کٹرہ والی مسجد کو تغلبا باغی دخل کئے ہوئے تھے اور اسی سے ملا ہوا زنانہ مکان تھا۔ اسی میں اس (انگریز) میم کو چھپائے ہوئے تھے مگر ساڑھے تین مہینے تک کسی کو یہ معلوم نہ ہوا کہ حویلی میں کتنے آدمی ہیں ساڑھے تین مہینے کے بعد جب پوری طرح امن قائم ہو چکا تب اس نیم جان (انگریز) میم کو جواب بالکل تندرست اور توانا تھی انگریزی کیمپ میں پہنچا دیا جس کے صلہ میں مبلغ ایک ہزار تین سو روپے اور مندرجہ ذیل سارٹیفکٹیں ملیں......'' (الحیاۃ بعد المماۃ ص ۷۷) ''میاں صاحب کو شمس العلماء کا خطاب گورنمنٹ انگلیشیہ کی طرف سے ۲۲ جون ۱۸۹۷ء مطابق ۲۱ محرم ۱۳۱۵ھ روز سہ شنبہ کو ملا۔'' (الدر المنشور ص ۲)

یحییٰ صاحب! یہ تمام اقتباسات آپ کے ممدوح دیوبندی ہی کی مطبوعہ مستند کتاب سے نقل کیے گئے ہیں جن کے لکھنے کے بعد آپ کا ممدوح دیوبندی لکھتا ہے کہ: ''آپ نے یقیناً اندازہ لگالیا ہوگا کہ غیر مقلدین کا فرقہ سراسر انگریز کا رہین منت ہے۔ انگریز کی آمد سے پہلے اس کا کوئی وجود نہیں ملتا۔ غیر مقلدین حضرات نے قرآن وحدیث کی آڑ میں تقلید ائمہ کا انکار کر کے انگریز کے مطابق دین متین میں وہ رخنہ ڈالا ہے جس کی نظیر نہیں پیش کی جاسکتی......'' (ص ۲۱، تعارف علماء اہل حدیث) اس تحریر میں آپ کے ممدوح نے آپ کے بڑے بڑے ملاؤں کا کچا چٹھا بیان کیا ہے، آپ کو تحقیق سے شغف ہے نا؟ لاہور آپ سے زیادہ فاصلے پر نہیں، کتاب منگوائیے اور خود مطالعہ کر لیجیے۔

یحییٰ صاحب! آپ نے اپنے ''تحقیقی جائزہ'' میں اسمٰعیل دہلوی اور اس کے مرشد سید احمد رائے بریلوی سے دفاع کی کوشش کی ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں، غیر مقلد وہابیوں کی طرح یہ بھی انگریزوں ہی کے حامی اور وفادار تھے، یہ قدر مشترک آپ کے ٹولے اور ان

میں نمایاں ہے اور یہی آپ کی ان سے وابستگی کی بنیاد ہے، انہوں نے انگریزوں سے دوستی اور وفاداری ثابت کرنے کے لئے انگریزوں کے مخالفین سے وہ لڑائیاں کی تھیں جنہیں آپ لوگ ''جہاد'' کہتے ہیں، آپ کے ممدوح جناب اشرفعلی تھانوی کی ''ارواح ثلاثہ'' (مطبوعہ دارالاشاعت، کراچی) کے ص ۱۲۸ میں ہے کہ ''سید صاحب نے پہلا جہاد یار محمد خاں حاکم یاغستان سے کیا تھا۔'' علمائے دیوبند کو لارنس آف عربیا کی تحریک کے آلہ کار ابن عبدالوہاب نجدی سے وابستہ کرنے اور بدعقیدگی بے ادبی سکھانے والے بھی یہی ہیں۔ ان کی انگریز سے وفاداری کی گواہی آپ اپنے ہم عقیدہ (غیر مقلد وہابی) مرزا حیرت دہلوی کی ''تواریخ عجیبہ'' اور ''حیات طیبہ'' (مطبوعہ مطبع فاروقی، دہلی) میں ملاحظہ فرمائیں۔ نواب امیر احمد خان والئ ٹونک کے بارے میں مرزا حیرت لکھتے ہیں کہ اس نے انگریزوں کا ناک میں دم کر رکھا تھا اسی امیر خاں کی انگریزوں سے صلح کروانے کا معاملہ آپ کے سید احمد رائے بریلوی نے انجام دیا جسے اہم کارنامہ قرار دیا گیا۔ مرزا حیرت لکھتے ہیں کہ کسی نے سید احمد رائے بریلوی سے پوچھا کہ آپ انگریزوں سے جہاد کیوں نہیں کرتے کیا وہ دین اسلام سے منکر نہیں؟ تو آپ کے سید احمد نے جواب دیا کہ ہم ''سرکار انگریز پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلاف اصول مذہب طرفین کا خون بلا سبب گرادیں؟'' یہی مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ کلکتہ میں اسمٰعیل دہلوی نے جہاد کا وعظ کیا اور سکھوں کے مظالم سنائے تو ایک شخص نے دریافت کیا کہ آپ انگریزوں پر جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے؟ جواب میں اسمٰعیل دہلوی نے کہا کہ ''انگریزوں پر جہاد کسی طرح واجب نہیں بلکہ انگریزوں پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ حملہ آوروں سے لڑیں اور انگریز حکومت پر آنچ نہ آنے دیں۔'' مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ سید احمد رائے بریلوی کے سوانح عمری اور مکاتیب میں بیس سے زیادہ ایسے مقام پائے گئے ہیں جہاں کھلے کھلے اور علانیہ طور پر سید صاحب نے بدلائل شرعی

اپنے پیرو لوگوں کو سرکار انگریز کی مخالفت سے منع کیا ہے۔(ص ۹۱، ۲۳۶، ۲۹۴، ۲۶۶)

یحییٰ صاحب! حقائق کو مسخ کرنا یا جھٹلانا کوئی آپ سے سیکھے! انگریزوں سے دوستی کی تھی تو دیکھتے کہ وہ اپنی تمام کارروائیاں خود تمام تفصیل اور شواہد کے ساتھ بیان کر دیتے ہیں۔ کتاب ''ہیمفر کے اعترافات'' اردو میں بھی شائع ہو چکی ہے ورنہ برکلے یونیورسٹی امریکا سے انگریزی میں حاصل کرلیں اور خود اندازہ کرلیں کہ آپ لوگوں کی اصلیت کیا ہے؟

☆ یحییٰ صاحب! آپ نے تو قتیل اسمٰعیل دہلوی کو اپنے اکابر کی صف میں شمار کر کے ان کی مدح کی ہے اور آپ کے غیر مقلد پروفیسر طالب الرحمن کے قریبی عزیز ڈاکٹر شفیق الرحمن زیدی نے اپنے پمفلٹ ''اہل توحید کے لئے لمحہ فکریہ'' میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہی نہیں بلکہ سید احمد اور اسمٰعیل دہلوی سے بھی کھل کر برأت و بے زاری کا اظہار کیا ہے۔ص ۱۷ پر ہے کہ: ''ڈاکٹر (شفیق) اپنے ہم مسلک ایک دوسرے عالم عبدالمجید سوہدروی (جنہوں نے سید احمد اور اسمٰعیل قتیل کو اہل حدیث قرار دیا تھا) کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ یہاں یہ بحث نہیں کہ ''صراط مستقیم'' کتاب کس کی ہے بلکہ عبدالمجید صاحب جیسے جید عالم اہل حدیث ''صراط مستقیم'' کے مضامین ہی کو مواعظ حسنہ قرار دے رہے ہیں۔کیا ایسی کتاب کے حوالے سے سید احمد اور شاہ اسمٰعیل صاحب کو اہل حدیث ثابت کرنا ایمانی موت نہیں؟'' (بحوالہ اہل توحید کے لئے لمحہ فکریہ،ص ۲۰)...... دیوبندیوں کے شائع کردہ ''رسائل اہل حدیث'' (جلد دوم) کے ص ۱۷ پر یہ عنوان بھی ہے کہ ''صراط مستقیم چھاپنی گناہ ہے۔'' اس عنوان کے تحت لکھا ہے کہ: ''مولوی عبدالعزیز صاحب نورستانی نے ایک مکتوب میں شاہ اسمٰعیل کی کتاب صراط مستقیم کے ناشر مکتبہ سلفیہ لاہور کے متعلق لکھتے ہیں ''ان کتابوں کو جن لوگوں نے طبع فرمایا اور اس قسم کے شرکیہ کلام، جو مسلک اہل حدیث کے سراسر خلاف ہے، کو بلا تعلیق و تردید چھپوا کر شائع کیا، قابل مذمت ہے، ان

کو اس گناہ سے توبہ کر کے اپنی توبہ کا اعلان کرنا چاہئے۔'' (بحوالہ اہل توحید کے لئے لمحہ فکریہ۔ص ۱۵)

جناب یحییٰ! آپ اپنے مسلک اہل حدیث سے توبہ کریں یا ''صراط مستقیم'' کتاب کی شرکیہ وکفریہ عبارات کو ایمان ثابت کرنے کی مذموم کوشش اور گناہ سے توبہ کریں ورنہ اپنے مذہب کے ان افراد کے بارے میں بھی اپنی بدزبانی، بدگوئی وغیرہ کا ملغوبہ بنام ''تحقیقی جائزہ'' شائع کریں جو صراط مستقیم کتاب کی اشاعت کو گناہ اور اس کے مندرجات کو شرکیہ کہہ رہے ہیں اور سید احمد و اسمٰعیل دہلوی کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ انہیں اہل حدیث تسلیم کرنا ایمانی موت ہے۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو شرق پور والے جان لیں گے کہ آپ رافضیوں کی طرح تقیہ کرنے میں بھی ماہر و مشاق ہیں اور اپنے مسلک و مذہب کے بھی عامل و پابند نہیں۔

یہاں آپ کو علمائے دیوبند کے ''مطاع الکل ومطالع العالم'' جناب رشید احمد گنگوہی کی گواہی بھی پیش کر رہا ہوں تا کہ آپ ''تحقیق'' کے لفظ کا غلط استعمال کرنے کی آئندہ جسارت و شرارت نہ کریں، گنگوہی صاحب سے سوال ہوا کہ:

''سوال:۔ کتاب تقویۃ الایمان وایضاح الحق وصراط مستقیم تینوں کتب کس کی تصنیف سے ہیں اور کتاب حجۃ اللہ البالغہ کس کی تصنیف سے ہے یعنی اس کے مؤلف کون ہیں؟

جواب:۔ حجۃ اللہ البالغہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب (رحمتہ اللہ علیہ) کی تالیف ہے اور صراط مستقیم وتقویۃ الایمان جناب محمد اسمٰعیل صاحب کی ہے۔ ایضاح الحق بندہ کو یاد نہیں کیا مضمون ہے کس کی تالیف؟ باقی ان تینوں کتابوں سے میں واقف ہوں اور اس خاندان سے مستفید اور ان کے عقائد وخیالات پر پورا مطلع......''

(تالیفات رشیدیہ، ص ۲۴۱، مطبوعہ ادارۂ اسلامیات، لاہور، ۱۹۸۷ء)

گنگوہی صاحب اگر علمائے دیوبند میں ''ثقہ'' ہیں تو جناب یحییٰ آپ کو ان کی گواہی اپنی تحقیق میں گوارا کیوں نہیں ہوئی؟ کیا آپ کے ممدوح صرف اشرفعلی تھانوی ہی ہیں؟ باقی علمائے دیوبند سے آپ دفاع کیوں نہیں کرتے؟ شاید اسی لئے آپ نے سنی تحریک کے شائع کردہ پوسٹر میں درج گنگوہی اور دوسروں کی عبارات کے لئے تجاہل شاطرانہ کا مظاہرہ کیا ہے۔

اس موضوع پر آپ سے کچھ بعد میں بات ہوگی۔ پہلے آپ کے مذہب کا ابتدائی پوسٹ مارٹم ہو جائے، حالاں کہ مناظر اہل سنت حضرت مولانا محمد عمر صاحب اچھروی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں ''مقیاس حنفیت'' اور مقیاس وہابیت'' میں آپ کے ٹولے کے ہر ہذیان اور آپ کی ہفوات و خرافات کا خوب جواب دیا جا چکا ہے اور کچھ عرصے سے فاضل مکرم مولانا محمد ضیاء اللہ قادری سیال کوٹی نے اپنی تحریروں سے دنیائے وہابیت میں ماتم برپا کر رکھا ہے، اس کے باوجود بھی آپ نے اپنی ذلت و رسوائی کا سامان چاہا اور ''تحقیقی جائزہ'' چھاپ کر اہل حق کو موقعہ فراہم کیا کہ وہ آپ کی خباثت و رذالت منظر عام پر لائیں۔ آپ لوگ دوسروں کو جو تلقین کرتے ہیں، جانے خود کو اس سے مستثنیٰ کیوں سمجھ لیتے ہیں؟ فرقہ واریت اور فتنہ و فساد آپ خود کرتے اور کرواتے ہیں اور ظاہر یہ کرتے ہیں کہ آپ امن و سلامتی کے علم بردار ہی نہیں، ٹھیکے دار بھی ہیں، حالاں کہ آپ کے بڑوں نے تسلیم کیا کہ آپ کا ٹولہ ہی مسلم اتحاد کو ختم کروانے کے لئے انگریز کی پیداوار ہے۔ ذرا اپنے مذہب کی گندگی ملاحظہ کیجئے کیوں کہ انگریزوں کی پیداوار میں ان کے جراثیم کا ہونا بدیہی بات ہے۔ آپ کے ممدوحین، دیوبندیوں ہی نے اپنی تحقیق کے مطابق آپ کے بڑوں سے ثابت کیا ہے کہ آپ کے ٹولے نے آمین بالجہر، رفع یدین، اردو میں خطبہ جمعہ، عیدین میں بارہ تکبیریں کہنا، عورتوں کو عیدگاہ لے جانا، اونچی آواز سے نماز جنازہ، تراویح کی صرف ۸ رکعات

پڑھناوغیرہ کب سے شروع کیا ہے......

☆ ''آمین بالجہر'' کے بارے میں جناب ثناء اللہ امرت سری کے سوانح نگار ابویحییٰ امام خاں صاحب نوشہروی کے یہ الفاظ توجہ سے ملاحظہ فرمائیے۔(کنیت کے لحاظ سے ''ابویحییٰ'' کے الفاظ آپ کے لئے زیادہ دل کش ہوں گے)......لکھتے ہیں:

''شاہ محمد فاخر صاحب الٰہ آبادی۔جنہوں نے پہلی دفعہ جامع مسجد دہلی میں آمین بالجہر کہہ کر تقلید کی بکارت زائل کردی۔''

(ص ۱۹، رسائل اہل حدیث، جلد دوم بحوالہ نقوش ابوالوفا مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

رسائل اہل حدیث، ص ۱۹، ج ۲ کے حاشیہ میں لفظ''بکارت'' کے معنی ومفہوم کو بیان کیا گیا ہے، لکھتے ہیں''کنواری غیر شادی شدہ لڑکی کی شرم گاہ کا اندرونی پردہ جو پہلی ہم بستری سے پھٹ جاتا ہے۔''

آپ کے ممدوحین دیوبندیوں نے آپ کے بڑے کی عبارت سے یہ ثابت کیا ہے کہ آپ کی''آمین بالجہر'' کی ابتداء تقلید سے زنا بالجبر کے ارتکاب سے ہوئی اور اس کے مجرم کا نام بھی لکھا، یعنی تقلید سے آپ کے افعال بدکاری کے مترادف ہیں، یہ شاہ محمد فاخر صاحب، شیخ حیات محمد سندھی غیر مقلد کے شاگرد ہیں۔اسی واقعے کو''فقہائے ہند'' کتاب مولفہ محمد اسحٰق بھٹی صاحب کے حوالے سے رسائل اہل حدیث جلد دوم کے ص ۲۰ پر لکھا ہے۔ص ۲۵، ۲۶ پر ہے کہ''میاں نذیر حسین صاحب نے رفع یدین، بانی فرقہ نیچریہ سرسید احمد خاں کے کہنے سے شروع کیا تھا۔چناں چہ مشہور مورخ محمد اکرام لکھتے ہیں:''سرسید ۱۸۹۵ء کے ایک خط میں یعنی اپنی وفات سے تین سال پہلے لکھتے ہیں۔میں نے وہابیوں کی تین قسمیں قرار دی ہیں، ایک وہابی، دوسرے وہابی کریلا، تیسرے وہابی کریلا نیم چڑھا۔میں اپنے تئیں تیسری قسم میں قرار دیتا ہوں۔جناب سید نذیر حسین صاحب دہلوی کو میں نے ہی نیم

چڑھا وہابی بنایا ہے، وہ نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے مگر اس کو سنت ہدیٰ جانتے تھے میں نے عرض کیا نہایت افسوس ہے کہ جس بات کو آپ نیک جانتے ہیں لوگوں کے خیال سے اس کو نہیں کرتے، جناب ممدوح میرے پاس تشریف لائے تھے جب یہ گفتگو ہوئی، میں نے سنا کہ میرے پاس سے اٹھ کر وہ جامع مسجد میں عصر کی نماز پڑھنے گئے اور اس وقت سے رفع یدین کرنے لگے۔(بحوالہ موج کوثر، ص ۶۹، ۷۰)''

''یحیٰی صاحب! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ آپ کی بنیادوں میں کیسے کیسے لوگ شامل ہیں؟ آپ کے ممدوح علمائے دیوبند نے نیچریہ فرقے کے بانی سرسید احمد خاں کے بارے میں جو فتوے اور بیانات، یادگار چھوڑے ہیں، وہ آپ کے علم میں ہوں گے، وہی سرسید احمد خاں آپ کے ''شیخ الکل'' کو نیم چڑھا وہابی بنانے والے ہیں اور انہوں نے ہی رفع یدین آپ کے شیخ الکل سے شروع کروایا۔ آپ کے اسی شیخ الکل نے مرزا قادیانی کا نکاح پڑھایا تھا۔ (ملاحظہ ہو، حیات طیبہ، ص ۷۶ مصنفہ عبدالقادر سابق سوداگر مل، مطبوعہ لاہور)......آپ کے ڈانڈے کہاں کہاں ملتے ہیں، یہ آپ سے مخفی نہیں ہونا چاہئے۔ مرزا قادیانی سے صرف آپ کے شیخ الکل ہی کا تعلق نہیں، آپ کے تمام ٹولے کا ہے، چناں چہ آپ کے بڑوں کے فتوے موجود ہیں کہ قادیانیوں کے پیچھے (ان کی اقتدا میں) نماز جائز ہے۔ یحیٰی صاحب! آپ گھبرائیں نہیں، قادیانیوں کی اقتداء کرنے میں آپ کے ممدوح دیوبندی بھی آپ کے شریک ہیں، پہلے آپ اپنے بڑوں کی بدترین سیاہ کاریاں ملاحظہ فرمائیے پھر اپنے ممدوحین کا حال بھی سن لیجئے گا۔

☆ ''ہدیۃ المہدی'' از نواب وحید الزماں، ص ۸۵ ج ۱ کے حوالے سے ''رسائل اہل حدیث'' جلد دوم کے ص ۶۵ پر ہے۔

''نواب وحید الزماں صاحب ارشاد فرماتے ہیں: ہمارے لئے مناسب نہیں ہے کہ ہم

دوسرے نبیوں کی نبوت کا انکار کریں جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے تو اپنی کتاب میں نہیں کیا لیکن وہ اپنی اپنی قوموں میں تواتر کے ساتھ نیکوکار انبیاء معروف ہیں اگرچہ وہ قومیں کافر ہی سہی جیسا کہ رام چندر، لچھمن، کشن جی ہندوؤں میں، زرتشت فارسیوں میں، کنفسیوس اور بدھا چینیوں اور جاپانیوں میں سقراط اور فیثا غورث یونانیوں میں، بلکہ ہم پر واجب ہے کہ ہم کہیں کہ ہم اللہ کے تمام نبیوں اور رسولوں پر ایمان لائے۔''

جناب یحییٰ شرق پوری! آپ نے ''دار التکفیر بریلی'' کے الفاظ استعمال کئے ہیں آپ کے ٹولے کی ایسی خباثتوں پر دیوبندی تو اب گرجنا برسنا شروع ہوئے ہیں، بریلی کے دار الایمان سے مرد حق (اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ) نے دور غلامی میں بھی اعلائے کلمہ حق ہی اپنا شعار رکھا۔ آپ سمیت ہر باطل ٹولے کو ان سے اسی لئے بغض وعناد ہے کہ انہوں نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر کے آپ لوگوں کے پنپنے کی راہیں مسدود کر دیں۔ آپ بتائیے آپ کا وحید الزماں مذکورہ بالا عبارت میں جو کچھ کہہ رہا ہے کیا آپ نے اس پر کوئی ''تحقیقی جائزہ'' شائع کرنے کی ہمت کی؟

☆ مزید ملاحظہ فرمائیے: آپ کے ممدوحین دیوبندی بھی لکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا نکاح آپ کے شیخ الکل نذیر حسین صاحب دہلوی نے پڑھایا۔ اصل عبارت بھی ملاحظہ ہو: ''(شادی کی) تاریخ طے پا گئی تو آسمانی دولہا یعنی حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) دو خدام کی مختصر سی بارات لے کر دلی پہنچے۔ خواجہ میر درد کی مسجد میں عصر و مغرب کے درمیان مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی نے گیارہ سو روپے مہر پر نکاح پڑھا جو ضعف اور بڑھاپے کی وجہ سے چل پھر نہیں سکتے تھے اور ڈولی میں بیٹھ کر آئے تھے، حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اس موقع پر مولوی صاحب کو ایک مصلی اور پانچ روپے بطور ہدیہ دیئے۔'' (ص ٦٧ بحوالہ تاریخ احمدیت ص ٥٦/ ٢)......کوئی خاص ربط و تعلق ہی تھا کہ آپ کے

ملاں نذیر حسین صاحب باوجود ضعف اور عذر کے بطور خاص مرزا قادیانی کا نکاح پڑھانے آئے تھے۔

اور سنئے۔آپ کے دیگر بڑے بھی مرزائیوں کو مسلمان مانتے ہیں:

اخبار اہل حدیث، امرت سر، ۱۶/اپریل 1915ء کے حوالے سے آپ کے پیارے دیوبندی، ہی آپ کے ثناء اللہ امرت سری کا بیان لکھتے ہیں کہ:

''اسلامی فرقوں میں خواہ کتنا بھی اختلاف ہو آخر کار نقطہ محمدیت پر جو درجہ ہے **والذین معه** کا سب شریک ہیں، اسی لئے گو ان میں باہمی سخت شقاق ہو مگر اس نقطہ محمدیت کے لحاظ سے ان کو باہمی رحماء ہونا چاہئے۔مرزائیوں کا سب سے زیادہ مخالف میں ہوں مگر نقطہ محمدیت کی وجہ سے میں ان کو بھی اس میں شامل سمجھتا ہوں۔'' (ص ۶۷)

جناب عبداللہ روپڑی کی تردید کرتے ہوئے آپ کے ثناء اللہ امرت سری لکھتے ہیں:

''لطیفہ۔حافظ عبداللہ اور ان کے نامہ نگار کے نزدیک متقی کا دائرہ اتنا تنگ ہے کہ کوئی اور دائرہ اتنا تنگ نہ ہوگا، غیر مسلم تو متقی کی تعریف سے بالبداہت خارج ہیں۔مسلم فرقوں میں سے رافضی، خارجی معتزلہ، جہمی، قادیانی، عرشی فرشی وغیرہ سب لوگ غیر متقی ہیں۔'' (ص ۶۸ بحوالہ مظالم روپڑی ص ۷۳)

عبدالعزیز سیکرٹری جمعیۃ مرکزیہ اہل حدیث ہند کا بیان لکھتے ہیں کہ: ''آپ (ثناء اللہ امرت سری) نے مرزائیوں کو عدالت میں مرزائی وکیل کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے مرزائیوں کو مسلمان مانا۔'' (ص ۶۸ بحوالہ فیصلہ مکہ ص ۳۶)

آپ کے ثناء اللہ امرت سری لکھتے ہیں: ''میرا مذہب اور عمل ہے کہ ہر کلمہ گو کے پیچھے (نماز میں) اقتداء جائز ہے، چاہے وہ شیعہ ہو یا مرزائی۔'' (ص ۶۸ بحوالہ اخبار اہل حدیث، امرت سر ۱۲/اپریل ۱۹۳۵ء)

''فیصلہ مکہ'' میں جناب عبدالعزیز تحریر فرماتے ہیں: ''آپ (ثناء اللہ امرت سری) نے لاہوری مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ مرزائی کیوں نہیں؟ آپ نے فتویٰ دیا کہ مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز ہے، اس لئے آپ خود مرزائی کیوں نہیں؟'' (ص ۶۹ بحوالہ فیصلہ مکہ ص ۳۶)

یہی ثناء اللہ امرت سری لکھتے ہیں: ''اگر عورت مرزائن ہے تو علماء کی رائے ممکن ہے مخالف ہو۔ میرے ناقص علم میں نکاح جائز ہے۔''

(ص ۶۸ بحوالہ اخبار اہل حدیث امرت سر ۲ نومبر ۱۹۳۴ء)

اپنے عنایت اللہ اثری صاحب کی بھی سنئے، وہ لکھتے ہیں:

''رمضان المبارک سے کچھ روز پیش تر میں نے میاں محمود احمد صاحب (خلیفہ مرزا غلام احمد قادیانی) سے کہا کہ نماز تراویح مسجد اقصیٰ (قادیان) یا کہ مسجد مبارک میں پڑھاؤں گا۔ آپ دوستوں میں اعلان فرمادیں۔ موصوف (مرزا محمود قادیانی) نے فرمایا کہ آپ کی اقتداء میں کوئی نماز نہیں پڑھے گا کہ آپ نے بیعت نہیں کی۔ میں نے عرض کی کہ بیعت تو سوچ سمجھ کر ہوگی۔ بے سوچے بیعت کیسے کرلوں؟ نماز کا تعلق اسلام سے ہے بیعت سے نہیں، جب میں آپ (قادیانیوں) کو مسلمان سمجھ کر اقتداء کررہا ہوں تو آپ کو میری اقتداء سے کون سی چیز مانع ہے؟ فرمایا ہمارا تو کوئی ایماء نہیں، تو اپنے طور پر آزادی سے ہمیں مسلمان قرار دیتا ہے اور ہمارا آزاد خیال یہ ہے کہ تو کافر ہے اور تیری اقتداء میں ہماری نماز نہیں ہوسکتی۔''

(ص ۴۷ بحوالہ الجسر البلیغ ص ۱۲۔ ۱۳)

یہی عنایت اللہ اثری ایک احمدی (قادیانی) سے اپنا مکالمہ تحریر کرتے ہیں کہ:

''اکثر اہل حدیث احمدی ہوئے ہیں۔ میں نے کہا کہ مرزا صاحب تو حنفی تھے، فرمایا کہ نہیں

وہ بھی اہل حدیث ہی تھے۔'' (ص ۲۳ بحوالہ العطر البلیغ ص ۱۵۲)

آپ کے میر ابراہیم سیال کوٹی بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں، چناں چہ ان کا بیان ملاحظہ ہو:

''اس سے بیش تر اسی طرح کے اختلاط سے جماعت اہل حدیث کے کثیر التعداد لوگ قادیانی ہو گئے تھے جس کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ ابتداء میں مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے ان کو الہامی مان کر ان سے مواقفت کی اور ان کی تائید میں اپنے رسالہ ''اشاعۃ السنہ'' میں زور دار مضامین بھی لکھتے رہے جس سے جماعت اہل حدیث کے معزز افراد مرزا صاحب کی بیعت میں داخل ہو گئے۔'' (ص ۴۷ بحوالہ احتفال الجمہور ص ۲۳)

آپ کے ٹولے کے ایک اور ملاں عبدالقادر حصاروی کا بیان بھی آپ کے محبوب دیوبندی لکھتے ہیں، ملاحظہ ہو:

''میری (عبدالقادر حصاروی کی) لاہور جمعیت میں اس شمولیت نہیں ہوسکتی کہ اس کے لکھوی امیر صاحب کے عقائد میں مرزائیت سرایت کر گئی ہے۔ جس شخص کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں، خروج دجال، ظہور مہدی نہیں ہوگا، یہ سب افسانے ہیں اور یہ عیسائی عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور بخاری و مسلم میں جعلی و ناقابل اعتبار حدیثیں ہیں۔ مولوی معین الدین لکھوی اور محی الدین لکھوی ایسے عقائد والے شخص کو کافر نہیں کہتے حالاں کہ لکھوی خاندان کے جد بزرگوار عارف باللہ مولانا عبدالرحمن مدفون مدینہ منورہ اور دیگر اکابر علماء اہل حدیث کا فتویٰ شائع ہو چکا ہے، کہ حیات مسیح کا منکر کافر ہے مگر مولوی محمد علی کے دونوں صاحب زادے صرف اپنے والد کی رعایت کے لئے اپنے خاندان کے بزرگ اعلیٰ کے فتویٰ کا انکار کرتے ہیں اور مولوی محی

الدین (لکھوی) تو اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ مرزائیوں کو کافر نہیں کہتے۔'' (ص ۷۹ بحوالہ ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور، ص ۱۶ کالم ۱۔ ۲۔ ۲۲ مارچ ۱۹۷۴ء)

آپ کے محبوب وممدوح دیوبندی اس عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے آپ کے لکھوی صاحبان کو ان کے جدِ اعلیٰ اور حصاروی کے فتووں کے مطابق کافر ٹھہراتے ہیں۔

☆ آپ کے عنایت اللہ اثری آپ کے ٹولے میں بڑے عالم سمجھے جاتے ہیں ان کے چند بیان بھی دیوبندیوں سے سنئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اہل حدیث غیر مقلد وہابی اثری صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بغیر باپ کے نہیں پیدا ہوئے بلکہ ان کا باپ تھا، ملاحظہ ہو: ''دوسرے (رسالہ) میں عیسیٰ علیہ السلام کی پدری پیدائش پر پوری بحث وتمحیص ہے اور دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے کہ موصوف (حضرت علیہ السلام) کا باپ تھا اور وہ معلوم النسب اور شریف النسب تھے، بے پدری کا خیال خطرناک خیال ہے...... افسوس ہے کہ مریمؓ بچاری کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہوا کہ دوسروں کے لئے تو نکاح کے بعد بھی چھ ماہ تک کوئی کرامت قبول نہیں کی گئی اور اس (مریم) کے لئے نکاح کئے بغیر ہی خلاف شرع کرامتہً بچہ پیدا کرا لیا گیا کیا خوب ہے...... عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ تو اپنا شوہر اور اس کا باپ بتا رہی ہے اور باپ بیٹا بھی دونوں اسے تسلیم فرما رہے ہیں مگر صدیوں بعد لوگوں نے انہیں بے پدر بتایا اور آپ کی والدہ کو بے شوہر بتایا کیا خوب ہے...... عیسیٰ علیہ السلام بھی بے پدر نہیں...... (عیسیٰ علیہ السلام کی) بے پدری کا خیال مسلمانوں میں صدیوں بعد پھیلا ہے۔''

(ص ۷۴، ۷۵ بحوالہ العطر البلیغ ص ۱۷۵۔ عیون زم زم، ص ۱۹، ۴۰، ۵۰، ۵۲)

دیکھا آپ نے یحییٰ صاحب! آپ کے ٹولے نے مرزائیوں قادیانیوں کو بھی کفریات بکنے میں مات دی ہے۔ آپ کے اسی عنایت اللہ اثری نے حضرت یونس علیہ السلام کے

بارے میں لکھا ہے کہ انہیں مچھلی نے نہیں نگلا اور یہ بھی لکھا ہے کہ ہدہد پرندہ نہیں بلکہ انسان تھا۔(ص ۷۶، ۷۷ بحوالہ العطر البلیغ ص ۱۹، ۲۰، ۲۹، ۷۹)

☆ جناب یحییٰ شرق پوری! مذکورہ عبارات دیوبندیوں کی طرف سے شائع کردہ ''رسائل اہل حدیث'' کی جلد دوم کے دیباچے سے نقل کی گئی ہیں، آپ کے محبوب وممدوح دیوبندیوں نے آپ کے ٹولے پر بخاری شریف کی توہین کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ایک صحافی اختر کاشمیری کے سفرنامہ ''آتش کدۂ ایران'' ص ۱۰۹ کے حوالے سے ایک اہل حدیث ملاں بشیر الرحمن کے یہ الفاظ بھی لکھے ہیں کہ: ''ہم بخاری کو آگ میں ڈالتے ہیں، آپ اصول کافی کو نذرِ آتش کریں، آپ اپنی فقہ صاف کریں ہم اپنی فقہ (محمدی) صاف کردیں گے۔''......آپ کے وہابی ٹولے کے حکیم فیض عالم نے جس قدر دریدہ دہنی اور شقاوت کا مظاہرہ کیا ہے اسے برداشت کرنا کسی بدمذہب اور بدبخت ہی سے ممکن ہے۔اس خبیث کی خبیث تحریروں کو بھی دیوبندیوں ہی کی زبانی ملاحظہ کیجئے۔صرف عنوان کے طور پر جملے نقل کررہا ہوں، (یہ جملے جن کتابوں سے دیوبندیوں نے نقل کئے ہیں ان کے نام یہ ہیں: اختلاف امت کا المیہ، خلافت راشدہ، صدیقہ کائنات، شہادت ذوالنورین، واقعہ کربلا، سیدنا حسن بن علی)

☆ واقعہ افک کی روایت میں امام بخاری مرفوع القلم ہیں۔

☆ بخاری شریف میں ۹ سال والی روایت موضوع ہے۔

☆ امام ترمذی نے وضعی روایات اپنی کتاب میں درج کی ہیں۔

☆ مسند احمد بن حنبل کا جامع اول حقیقت میں رافضی تھا۔

☆ حضرت علی کی خلافت نام نہاد تھی۔

☆ حضرت علی کے خودساختہ حکمرانہ عبوری دور کو خلافت راشدہ میں شمار کرنا صریحاً دینی بد

دیانتی ہے۔

☆ کسی صحابی نے حضرت علی کی خلافت پر بیعت نہیں کی نہ ہی خلافت کو تسلیم کیا۔

☆ حضرت کی خلافت کو تسلیم کرنا اللہ ورسول کے ارشادات کی تکذیب کرنا ہے۔

☆ حضرت علی دنیائے سبائیت کے منتخب خلیفہ تھے اور ان کا دور خلافت امت کے لئے عذاب خداوندی تھا۔

☆ حضرات حسنین (سیدنا امام حسن وسیدنا امام حسین) کو زمرۂ صحابہ میں شمار کرنا سبائیت کی ترجمانی ہے۔

☆ امام حسن کثرت جماع کے دل دادہ تھے اسی لئے آخری ایام میں انہیں سل کا عارضہ ہو گیا تھا۔

☆ امام حسن شہید نہیں ہوئے، کثرت جماع کی وجہ سے ذیابیطس اور تپ محرقہ کی وجہ ان کی موت ہوئی۔

☆ امام حسین کا سفر کربلا بچگانہ حرکت تھی۔

☆ امام حسین اعلائے کلمۃ الحق کے لئے نہیں حصول خلافت کے لئے کوفہ کے ارادے سے نکلے تھے۔

☆ امام حسین کو یزید میں کوئی برتری نظر نہیں آئی تھی۔

☆ امام حسین نے یزید کے مفروضہ فسق وفجور کے متعلق کسی سے کچھ بیان نہیں کیا اور کیسے بیان کرتے جب کہ سالہا سال تک خود دمشق جاتے رہے اور عطیات سے لد کر واپس پہنچتے رہے۔

☆ تمام عالم اسلام امیر یزید کی بلند کرداری کا معترف اور جاننے والا تھا۔

☆ (امام) حسین کسی شر کو مٹانے کے لئے کوفہ نہیں گئے تھے۔

☆ حضرت عمر فاروق کی شہادت میں صحابہ کا ہاتھ تھا۔

☆ ابوذر غفاری کمیونسٹ نظریہ سے متاثر تھے۔

☆ ابوحنیفہ مجوسی النسل تھے، نومسلم مجوسیوں کی طرح نسلی عصبیت انہیں ورثہ میں ملی۔

☆ فقہ حنفی سبائیوں اور رافضیوں کی کارستانی ہے۔

☆ امام ابویوسف مفلوک الحال اور مجہول النسب خاندان سے تھے۔

☆ ابن اسحق مسخرہ، ابن ہشام تقیہ باز اور واقدی کذاب تھا۔

☆ (حضرت مجدد الف ثانی) خواجہ احمد فاروق سرہندی نے شیعوں کے تصور امامت سے متاثر ہو کر اپنے لئے ایک مقام پیدا کرنے کی کوشش کی۔

☆ حضرت مجدد الف ثانی شیعہ سنی عقائد کے الجھے ہوئے تصور امامت کی پیداوار تھے، وہی مرزا قادیانی کے لئے نبوت کی راہ میں ہموار کر گئے۔

(معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

☆ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے حضرت علی کی خلافت کو نص سے ثابت کیا ہے تو شاہ صاحب کے اس فرمان کو حکیم فیض عالم نے مخبوط الحواسانہ کلمہ قرار دیا۔

یہی نہیں آپ کے محبوب و ممدوح دیوبندیوں کے لئے حکیم فیض عالم کہتے ہیں (اور یہ بات تو صحیح کہتے ہیں) کہ

☆ عبدالحئی فرنگی محلی و اشرفعلی تھانوی شیعیت کے ترجمان ہو کر رہ گئے تھے۔ محمود حسن، حبیب الرحمن، حسین مدنی، ابوالکلام آزاد مسلمانوں سے کٹ کر کفر کا دامن ہی تھامے رہے۔..... اور آپ کے اس ''مایہ ناز'' غیر مقلد حکیم فیض عالم کے لئے آپ کے عبدالقدیر خاموش جنرل سیکریٹری جمعیت علماء اہل حدیث نے جس طرح مدح کی ہے وہ بھی دیوبندیوں نے نقل کی ہے۔ آپ کے اسی حکیم نے دیوبندی تبلیغی جماعت کے بانی محمد الیاس کو بھی غیر

مقلد قرار دیا ہے جس پر دیوبندیوں نے آپ کے اس حکیم کو کاذب قرار دیا ہے۔ دیوبندیوں نے آپ کے حکیم کی خیانت و کذب اور جہالت کی خوب نشاندہی بھی کی ہے۔

آپ کے وحید الزماں کا ''حیات وحید الزماں'' (مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی) کے ص ۱۰۷ پر یہ ارشاد ملاحظہ ہو، وہ لکھتے ہیں: ''بھلا ان پاک نفسوں پر معاویہ کا قیاس کیوں کر ہوسکتا ہے، جو نہ مہاجرین میں سے نہ انصار میں سے، نہ انہوں نے آں حضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی کوئی خدمت اور جاں نثاری کی بلکہ آپ سے لڑتے رہے اور فتح مکہ کے دن ڈر کے مارے مسلمان ہو گئے پھر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عثمان کو یہ رائے دی کہ علی اور طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم کو قتل کر ڈالیں۔'' (بحوالہ وحید اللغات مادہ عز)......اسی کتاب کے ص ۱۰۹ پر آپ کے نواب صاحب کا یہ ارشاد ہے کہ ''ایک سچے مسلمان کا جس میں ایک ذرہ برابر بھی پیغمبر صاحب کی محبت ہو دل یہ گوارا کرے گا کہ وہ معاویہ کی تعریف اور توصیف کرے البتہ ہم اہل سنت کا یہ طریق ہے کہ صحابہ سے سکوت کرتے ہیں اس لئے معاویہ سے بھی سکوت کرنا ہمارا مذہب ہے اور یہی اسلم اور قرین احتیاط ہے مگر ان (معاویہ) کی نسبت کلمات تعظیم مثل حضرت و رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا سخت دلیری اور بے باکی ہے اللہ محفوظ رکھے۔''

ابوالکلام آزاد کا ایک فقرہ اہل حدیث ٹولے کے لئے بھی ابوبکر غزنوی کے حوالے سے دیوبندیوں نے لکھا ہے، ابوالکلام نے کہا کہ: ''ان (اہل حدیث) پتھروں کو اگر میں ہزار برس بھی تراشتا رہوں تو ان سے انسان کا بچہ تو میں پیدا نہیں کرسکتا ہوں۔'' (بحوالہ فاران، سلور جوبلی نمبر ۱۹۸۶ء ص ۲۱۹)

کہئے یحییٰ صاحب! شرق پور شریف کے باشندوں کو آپ نے اپنے مذہب کے بارے میں یہ حقائق کبھی بتائے؟ یہ سب آپ کے لاڈلے دیوبندیوں نے آپ کے ٹولے کے لئے

لکھے ہیں اور اس کام کو وہ ''فی سبیل اللہ جہاد'' سمجھتے ہیں۔ دیوبندیوں کو تو اب احساس ہوا ہے، وہ تو شاید اب تک آپ کو اپنا ہی اٹوٹ انگ سمجھتے رہے تھے لیکن مرزائیت سے آپ کے ٹولے کی خاصی موافقت و یگانگت سے وہ گھبرا گئے کیوں کہ انہیں اپنی ''تحذیر الناس'' ہی ہضم نہیں ہو رہی تھی، وہ آپ کی اتنی بہت سی بکواس کیسے ڈکار لیتے۔ آپ تھانوی کو اپنا ممدوح ثابت کر رہے ہیں اور آپ کا حکیم فیض عالم تو تھانوی کو شیعیت کا ترجمان ثابت کر رہا ہے۔ دیوبندیوں کی تحریروں سے آپ کے غیر مقلد وہابیوں کی مطابقت میں قادیانیوں کی اقتدا اور کرشن، رام کی تعریف وغیرہ کے بارے میں ذکر کر چکا ہوں کہ لکھوں گا، لیکن اس سے پہلے مناظر اعظم اہل سنت حضرت مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مقیاس الوہابیہ سے آپ کے مذہب کے بارے میں اعمال کے حوالے سے بھی ایک مختصر جھلک پیش کر دوں تا کہ نظریہ و عقائد کے ساتھ آپ کے ٹولے کا عملی کردار و احوال بھی بے نقاب ہو۔ آپ مولانا محمد عمر صاحب کے نام سے شاید تلملانے لگ جائیں۔ اگر آپ کو اپنے لئے دیوبندیوں کے سوا کسی اور سے مذمت و ملامت نہیں چاہئے تو آپ نے اپنے ''تحقیقی جائزہ'' میں کسی اور گروہ سے محبت و تعلق ظاہر کیوں نہیں کیا؟ جب آپ نے ایسا نہیں کیا تو اب آپ اپنے مبغوض مگر فرقہ ناجیہ سے اپنا احوال سننے پر تلملائیں نہیں...... زیادہ شور کریں گے تو دیوبندیوں کی تحریروں سے بھی ان حوالوں پر تائید پیش کر دوں گا۔

☆ حضرت مولانا محمد عمر اچھروی کی کتاب ''مقیاس الوہابیہ'' ۶۶۸ صفحات پر مشتمل ہے، جون ۱۹۷۰ء کی مطبوعہ میرے پاس ہے۔ اس کے صفحہ نمبر ۴۵۰ سے وہ آپ لوگوں کے اعمال کے بارے میں جو کچھ لکھتے ہیں اس میں سے صرف عنوان (بحوالہ) ملاحظہ ہوں:

☆ اہل حدیث وہابیوں کے نزدیک نجاست سے آلودہ جوتے مسجد میں لے جانا اور ان جوتوں میں نماز ادا کرنا جائز ہے۔ (بحوالہ عرف الجادی ص ۱۱)

☆ اہل حدیث وہابیوں کے نزدیک منی ہر صورت پاک ہے۔(عرف الجادی ص ۱۰، فقہ محمدی کلاں ص ۱۴۱، فتوی نذیریہ ۱/۱۹۷)

☆ اہل حدیث کے نزدیک جنبی اذان کہہ سکتا ہے۔(عرف الجادی ص ۲۴)

☆ بلاوضو اذان کہنا مکروہ نہیں۔(فقہ محمدیہ ص ۹۷ فتوی ستاریہ ۱/۸)

☆ سجدۂ تلاوت بے وضو ثابت ہے۔(فتوی نذیریہ ۱/۳۴۸)

☆ چوپایوں کا پیشاب پینا جائز ہے۔(فتویٰ ثنائیہ ۱/۵۵۵)

☆ گوہ (ضب، چھپکلی کے مشابہ رینگنے والا جانور) حلال ہے۔(تفسیر ستاری، ضمیمہ (د) ص ۴۲۶)

☆ کچھوا حلال ہے۔(تفسیر ستاری ضمیمہ (د) ص ۴۲۶)

☆ کچھوا، کوکرا، گھونگا حلال ہیں۔(فتویٰ ثنائیہ، ص ۱/۵۹۸،۵۵۷)

☆ مردے کھانے والا جانور ''بجو'' کھانا جائز ہے۔(عرف الجادی ۲۳۵ فتویٰ ستاریہ، ص ۲/۲۱)

☆ بڑی عمر کے آدمی کو غیر عورت کا دودھ پلانا جائز ہے۔(عرف الجادی ص ۱۳۰)

☆ غیر عورت کا دودھ بڑی عمر والے آدمی کو پلانا جائز ہے اگرچہ داڑھی والا ہوتا کہ اس مرد کو اس عورت کا دیکھنا جائز ہوجائے۔

(روضۃ الندیہ ص ۲۳۶۔ نزل الابرار ص ۲/۷۷، النہج المقبول ص ۶۱)

☆ مرد اپنی بیوی کا دودھ پی سکتا ہے۔ عورت کا دودھ مرد کے ذکر کے سوراخ میں ڈالا جاسکتا ہے۔(فتویٰ نذیریہ ص ۲/۲۹۶)

☆ مسجد میں محراب کا بنانا، ناجائز ہے۔(فتویٰ ستاریہ ص ۱/۶۳)

☆ نماز میں سلام کا جواب ہاتھ اٹھا کر دینا درست ہے۔(فتویٰ ثنائیہ ص ۱/۳۶۵)

☆ مونڈھے کھل جانے سے نماز نہیں ہوتی، ناف کا ذکر نہیں ہے یعنی ناف کھل جانے سے نماز ہو جائے گی۔(فتویٰ ستاریہ ص ۱۱/ ۳)

☆ بوڑھا مرد اور غلام اگر عورت کے پیچھے نماز پڑھے تو جائز ہے۔(فقہ محمدیہ ص ۱/۶۷)

☆ عورت مردوں کے ساتھ کھڑی ہو جائے تو اس کی نماز بھی نہیں ٹوٹتی۔(فقہ محمدی کلاں ص ۱۵۷)

☆ نماز کے دوران اگر منی اتر کر ذکر کے درمیان آوے اور وہ شخص اپنے ذکر کو کپڑے سے پکڑ رکھے، منی باہر نہ نکلے یہاں تک کہ سلام پھیرے تو اس کی نماز درست ہو جاتی ہے کہ وہ ہمیشہ پاک ہے یہاں تک کہ منی باہر نکلے اور عورت کا حکم بھی مرد کی مانند ہے۔(فقہ محمدی کلاں ص ۶۹)

☆ زنا سے پیدا ہونے والی اپنے نطفے کی لڑکی سے نکاح جائز ہے۔

(عرف الجادی ص ۱۰۹)

☆ کسی شخص نے اپنے باپ کی بیوی سے جماع کیا تو اس کے باپ پر وہ عورت حرام نہیں ہوگی۔(نزل الابرار ص ۲/۲۸)

☆ کسی نے عورت سے زنا کیا تو اس عورت کی ماں اور بیٹی اس زانی کے لئے حلال ہے اسی طرح اگر کسی کے بیٹے نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا تو وہی عورت باپ کے لئے حلال ہے اسی طرح باپ نے کسی عورت سے زنا کیا تو وہی عورت بیٹے کے لئے بھی حلال ہے۔(نزل الابرار ص ۲/۲۱)

☆ اگر کسی شخص نے اپنے بیٹے کی بیوی (اپنی بہو) سے جماع کیا تو اس کے بیٹے پر وہ عورت حرام نہیں ہوگی۔(نزل الابرار ص ۲/۲۸، فتوی نذیریہ ص ۵۰، ۲/۶۷)

☆ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کی ماں (اپنی ساس) سے جماع کیا اس پر اس کی عورت

حرام نہیں ہوتی۔(نزل الابرار ص ۲۸ /۲)

☆ ثناء اللہ امرت سری نے دادی اور نانی کے ساتھ نکاح کرنے کو مباح اور جائز کر دیا۔ سوتیلے بھانجے کی پوتی سے نکاح جائز کر دیا۔(اخبار اہل حدیث، ۲۱ محرم ۱۳۳۰ھ، التوحید والسنہ ص ۲۷۳)

☆ متعہ کے مباح ہونے پر اباحت قطعی ہے، متعہ جائز ہے۔(نزل الابرار ۲/۳۴)

☆ مشترکہ لونڈی سے تین آدمی ایک ہی طہر میں صحبت کریں اور پیدا ہونے والے بچے کے تینوں دعوے دار ہوں تو فیصلہ قرعہ سے ہوگا قرعہ نے جس کو مستحق بنا دیا وہ مستحق ہے۔ (نزل الابرار ص ۷۵ /۲)

☆ جو شخص زنا پر مجبور ہو جائے اس کو زنا جائز ہے اس پر حد واجب نہیں۔(عرف الجادی ۲۰۸)

☆ اگر سارا حشفہ غائب نہ ہو بلکہ بعض غائب ہو اور بعض باہر رہے تو اس کے ساتھ کوئی حکم متعلق نہیں ہوتا یعنی نہ غسل واجب نہ کوئی اور حکم اس کے ساتھ متعلق ہوتا ہے۔مرد اپنے ذکر کو عورت کے ختنے کی جگہ پر رکھے اور اس کے اندر داخل نہ کرے تو مرد و عورت پر غسل واجب نہیں ہوتا۔(فقہ محمدیہ ص ۶۵)

☆ بیوی نے شوہر کو یا شوہر نے بیوی کو جگا کر جماع کیا، اس عورت کی اسی شوہر سے یا کسی دوسرے سے ہونے والی شہوت زدہ بیٹی نے اپنے باپ کو چھوا یا عورت نے اپنے شوہر سے یا کسی دوسرے سے ہونے والے بیٹے کو چھوا تو وہ عورت اس پر حرام نہیں ہوگی۔اسی طرح کسی شخص نے شہوت یا بغیر شہوت کے اپنی ساس کا بوسہ لیا یا کسی اور جگہ کو چوما تو اس کی عورت (بیوی) اس پر حرام نہیں ہوگی، اگر ساس کا بوسہ لیا، معانقہ کیا یا کھرچا یا کاٹا تو بھی بیوی اس پر حرام نہیں ہوگی۔(نزل الابرار ص ۲۸ /۲)

☆ اگر کسی آدمی نے کسی اجنبی عورت کے ساتھ طریق غیر کے ساتھ جماع کیا یعنی دبر (مقعد) کے راستے جماع کیا، پتھر، لوہا یا لکڑی فرج میں ٹھونس دی اور عورت مرگئی تو اس آدمی پر قتل کا فعل ثابت نہ ہوگا نہ زنا کا حق مہر۔ (نزل الابرار ص ۷۵/۲)

☆ عورت کو غیر آدمیوں کو دیکھنا جائز ہے۔ (نزل الابرار ص ۷۴/۲)

☆ جماع کے بعد نہانا نماز کے وقت واجب ہے، فوری نہیں۔

(فقہ محمدیہ کلاں ص ۷۰، ۷۱)

☆ شرعاً مرغ کی قربانی (عید قرباں پر) جائز ہے۔ (فتوی ستاریہ ص ۷۲/۲)

☆ یحییٰ صاحب! آپ کے محبوب و ممدوح دیوبندیوں ہی کے محمد امین صفدر صاحب نے ''امام اعظم ابوحنیفہ اکیڈمی، گوجراں والا کی طرف سے اپریل ۱۹۸۹ء میں شائع کردہ اپنے رسالے ''غیر مقلدین کی فقہ کے دوسو مسائل'' میں آپ کے جناب وحید الزماں کی کتاب ''نزل الابرار من فقہ النبی المختار'' سے جو کچھ لکھا ہے اس میں بھی آپ کے ٹولے کے ایسے بہت سے گند لکھے ہیں، انہی کے الفاظ میں کچھ ملاحظہ ہوں:

وہ فرماتے ہیں: ''پاک و ہند میں جب انگریز کے منحوس قدم آئے تو اس کافر حکومت کے زیر سایہ ایک غیر مقلد عالم نے اس (درمختار، فقہ حنفی کی کتاب) کے مقابلے میں ایک کتاب لکھی جس کا نام ''نزل الابرار من فقہ النبی المختار'' رکھا جس کا مطلب ہے کہ نبی مختار علیہ السلام کی فقہ سے لوگوں کی مہمان نوازی۔ بس اب کیا تھا، سب کو یہ دعوت دی جانے لگی کہ ''درمختار'' امتی کی فقہ ہے اور ''نزل الابرار'' نبی کی فقہ ہے۔ امتی معصوم نہیں ہوتا، اس لئے اس کی فقہ میں خطا کا احتمال ہے اور نبی معصوم ہوتا ہے، اس کی فقہ میں غلطی کا احتمال نہیں۔ مگر اس کتاب (نزل الابرار) کو غیر مقلدین کے علاوہ کسی نے بھی قبول نہیں کیا۔ اسی کتاب کے دوسو مسائل نمونہ کے طور پر لکھے جاتے ہیں۔'' (ص ۹)۔ (چند ملاحظہ ہوں)

☆ عرش خدا کا مکان ہے۔(۱/۳)

☆ خدا کا چہرہ، آنکھ، کان، ناک، کندھا، پسلی، ٹانگ، پاؤں، انگلیاں سب کچھ ہے۔ (ص ۱/۳)

☆ عورت کی شرم گاہ کا بیرونی حصہ (فرج خارج) مثل انسان کے مونھ کے ہے، یعنی بوسہ دینا جائز ہے۔(ص۱/۲۱)

☆ اہل حدیث، شیعان علی ہیں۔(ص ۱/۷)

☆ نجاست لگے ہوئے کپڑے میں نماز پڑھی تو نماز صحیح ہے، (شوکانی، نواب صدیق حسن)(ص ۱/۶۴)

☆ شوکانی اور نواب صدیق فرماتے ہیں: میں بے وضو تھا تو مقتدی نماز نہ دہرائیں، ان کی نماز صحیح ہے۔(۱/۱۰۲)

☆ امام نے بعد نماز کہا، میں ناپاک ہوں، مقتدیوں کی نماز صحیح ہے۔(ص ۱/۱۰۲)

☆ امام نے نماز کے بعد کہا، میں کافر ہوں، مقتدیوں کی نماز صحیح ہے، دہرانے کی ضرورت نہیں۔(ص ۱/۱۰۲)

☆ جو شخص موکدہ سنتیں ادا نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔(۱/۱۰۲)

☆ نماز فرض رہ جائے تو اس کو قضا پڑھنا جائز نہیں۔(ص ۱/۱۳۴)

☆ بوقت نکاح باجے بجانے واجب ہیں۔(ص ۲/۳)

☆ بعض صحابہ فاسق تھے، مثلاً ولید معاویہ، عمر، مغیرہ، سمرہ۔(ص ۳/۹۴)

☆ شراب پینے والے کا جھوٹا ہر حال میں پاک ہے، چاہے شراب پیتے ہی فوراً جھوٹا کرے۔(ص ۱/۳۱)

☆ اگر عورت مرد نے قصداً جماع کیا تو مرد پر کفارہ و قضا دونوں لازم ہیں، عورت پر صرف

قضالازم ہے۔(ص۱/۲۳۱)

☆ مرد نے عورت کی دبر زنی کی، انزال بھی ہوگیا تو مرد پر قضالازم ہے، کفارہ نہیں۔ (ص۱/۲۳۱)

☆ پہلے بھولے سے جماع کرلیا، روزہ یاد نہ تھا پھر قصداً جماع کرلیا، اب روزہ نہیں تو کوئی کفارہ نہیں۔(ص۱/۲۳۰)

☆ غسل فرض ہو اور پردہ کی جگہ ہو تو مرد کو مردوں کے سامنے اور عورتوں کو عورتوں کے سامنے ننگے ہوکر غسل کرنا ضروری ہے۔(ص۱/۲۲)

☆ عورت نے صحبت کے بعد غسل کر کے نماز پڑھ لی پھر عورت کی باقی ماندہ منی باہر نکل آئی تو غسل اور نماز کا دہرانا نہیں ہے کیوں کہ یہ منی بغیر شہوت کے خارج ہوئی۔(ص ۱/۲۳)

☆ مرد عورت ننگے ہوکر شرم گاہیں ملائیں تو وضو نہیں ٹوٹتا۔(ص۱/۱۹)

☆ صحیح یہ ہے کہ شراب (الخمر) ناپاک نہیں ہے۔(ص۱/۱۹)

☆ جانور کی شرم گاہ میں جماع کیا تو غسل فرض نہیں۔(ص۱/۲۳)

☆ آدمی کے پاخانہ کے مقام میں جماع کیا (دبر زنی) تو غسل فرض نہیں۔

(ص۱/۲۳)

☆ مردہ عورت سے جماع کیا تو غسل فرض نہیں۔(ص۱/۲۳)

☆ عورت نے انگلی استعمال کی تو غسل فرض نہیں، عورت اگر لکڑی کا ذکر (آلہ تناسل) بنا کر استعمال کرے تو غسل فرض نہیں، عورت اگر لکڑی لوہے کا ذکر اس صفائی سے استعمال کرے کہ ذکر تو سارا اندر جاتا رہے مگر ہاتھ کی ہتھیلی اندام نہانی کو نہ لگے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ کسی مردہ کا ذکر عورت اپنی شرم گاہ میں داخل کرلے تو بھی غسل فرض نہیں، عورت نے لڑکے کا آلہ

تناسل (ذکر) داخل کرایا جو بالغ نہ تھا تو کسی پر بھی غسل فرض نہیں۔ (۱/۲۴)

☆ غیر مقلد مرد بھی اپنی دبر (مقعد) میں لوہے، لکڑی، یا مردے یا جانور کا آلہ تناسل داخل کرے تو غسل فرض نہیں۔ (ص ۱/۲۴)

☆ قرآن پر غلاف ہو تو سر کے نیچے (تکیہ کی جگہ) یا پیٹھ کے پیچھے رکھ لینا مکروہ نہیں۔ (ص ۱/۲۷)

☆ فلسفہ، منطق اور کلام (عقائد) کی کتابوں سے استنجا جائز ہے۔ (۱/۲۷)

☆ انسان، خنزیر وغیرہ ہر جان دار کی کھال رنگنے سے پاک ہو جاتی ہے۔ (۱/۲۹)

☆ حرام جانور کو ذبح کرنے سے سوائے خنزیر کے باقی سب کا گوشت اور چربی بھی پاک ہو جاتی ہے۔ (۱/۳۰)

☆ کتا اور اس کا لعاب محققین اہل حدیث کے نزدیک پاک ہے۔ (۱/۳۰)

☆ کتے اور خنزیر کا جھوٹا پانی دودھ وغیرہ بھی پاک ہے۔ (۱/۳۱)

☆ کتے کا پیشاب اور پاخانہ بھی پاک ہے۔ (۱/۵۰)

☆ ہر حلال اور حرام جانور کا پیشاب پاک ہے۔ (۱/۴۹)

☆ شراب کی میل آٹے میں گوندھ کر روٹی پکائی وہ پاک بھی ہے اور حلال بھی۔ (۱/۳۰)

☆ نماز با جماعت میں مرد عورت کے ساتھ ساتھ ایک صف میں مل کر پڑھیں تو نماز فاسد نہیں۔ (۱/۱۰۰)

☆ مرد نماز میں تھا عورت نے اس کا بوسہ لیا تو نماز نہیں ٹوٹی۔ (۱/۱۱۱)

☆ کسی شخص نے ایک عورت سے زنا کیا اس عورت کی ماں اور بیٹی اس مرد پر حلال ہیں۔ (۲/۲۱)

☆ ساس کا بوسہ لیا، اس کو کاٹا، گلے لگایا بلکہ اس سے صحبت بھی کی تو نکاح قائم رہا۔

(۲/۲۸)

یحیٰی صاحب۔ آپ کے ممدوح دیوبندیوں کے امین صاحب نے لکھا ہے کہ وحید الزمان صاحب کا کہنا ہے کہ ان کی اس کتاب ''نزل الابرار'' کا مطالعہ کرنا نفل نماز سے زیادہ ثواب رکھتا ہے۔ (بحوالہ کنز الحقائق)

☆ ابھی تو میں نے آپ کے مذہب کی کچھ جھلکیاں پیش کی ہیں، اگر اپنے پاس موجود ذخیرہ کتب سے اسی طرح حوالے نقل کرتا رہا تو مکمل پوسٹ مارٹم ہو جائے گا۔ آپ کے تحقیقی جائزے کے مندرجات کے جواب کے ساتھ ساتھ آپ کے مذہب اور آپ کے ممدوحین سے آپ کے تعلق کے حقائق پیش کرنا ضروری تھے تاکہ شرق پور والے جان لیں کہ آپ نے اپنے جھوٹے ہونے کا ثبوت خود فراہم کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور یوں بھی یہ ضروری تھا کہ آپ کو حقائق کا آئینہ دیکھ کر خود بھی احساس ہو کہ آپ کو تحقیق سے کوئی واسطہ نہیں تاکہ آپ آئندہ ایسی کسی غلطی کا اعادہ نہ کریں۔ اس کے باوجود آپ کو اپنی بے غیرتی اور ڈھٹائی پر گھمنڈ اور اصرار ہو تو آپ کو خود اپنی ذلت اور شقاوت میں اضافے کا شوق پورا کرنے میں کیا عذر مانع ہوگا؟ آپ کے مذہب میں شاید ہرنا پاکی حلال ہے، آخر آپ نے اپنے مذہب کو کچھ سوچ کر ہی قبول کیا ہوگا......

واضح رہے کہ میں نے آپ کے وہابی مذہب کے عقائد و اعمال کے لئے آپ کی کتب کے حوالے ہی پیش کیے ہیں، ان پر کوئی تبصرہ نہیں کیا، نہ ہی کوئی وضاحت وغیرہ کی ہے، میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ آپ کے ممدوحین دیوبندی ہی آپ کے مذہب کے بطلان کو جہاد سمجھتے ہیں اور اہل سنت و جماعت کی طرف سے ہر باطل کے خلاف کبھی مصلحتوں سے کام نہیں لیا گیا بلکہ صدائے حق کو بے باکی سے بلند کرنا ہی صحیح العقیدہ اہل حق اہل سنت و

جماعت کا شعار اور اعتبار و افتخار ہے۔ صرف دیو بندیوں کا تعاقب ہی نہیں، ہم اہل سنت و جماعت کسی اپنے کی بھی ہرزہ سرائی پر مہر بہ لب نہیں رہتے، جیسا کہ پروفیسر طاہر القادری (وغیرہ) کے بارے میں ہمارا موقف ہے وہ بھی سنی بریلوی ہی متعارف ہوا لیکن جب اسے راہ حق سے الگ پایا تو اس سے کوئی رعایت نہیں برتی گئی اور احقاق حق کے لئے ہمارا طرز و طریق مبہم یا غیر واضح نہیں۔ آپ نے دیو بندیوں کے ساتھ اپنی مطابقت و موافقت ثابت کرنی چاہی حالاں کہ وہ اس کی تردید کر رہے ہیں لیکن ہمارے لئے آپ کی طرح وہ بھی درست نہیں۔ کون کتنا بڑا مجرم ہے؟ ہمیں اس کا فیصلہ نہیں کرنا، ہم تو اپنے احباب کو صحیح عقائد پر ثابت و قائم رکھنے کے لئے حقائق بیان کرتے ہیں اور آپ ہی لوگوں کی تحریروں سے خود آپ کا غلط ہونا ثابت کرتے ہیں، بات لمبی ہو جائے گی۔ آپ شاید پریشان ہو رہے ہوں گے کہ ابھی تک آپ کے ممدوح دیو بندیوں کی قادیانیوں کی اقتداء کرنے والی عبارت کیوں پیش نہیں کی، لیجئے وہ بھی ملاحظہ فرمایئے:

☆ دیو بندی وہابی تبلیغی جماعت کے موجودہ سرپرست جناب ابوالحسن علی ندوی اپنی کتاب ''سوانح عبدالقادر رائے پوری'' (مطبوعہ مکتبہ اسلام لکھنو) کے ص ۵۵ پر لکھتے ہیں ''اس زمانہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے اور دعوت کا بڑا غلغلہ تھا، پنجاب میں خاص طور پر مسلمانوں کی کم بستیاں اس چرچے اور تذکرہ سے خالی تھیں، ان کی کتابیں اور رسائل مسلمانوں میں پڑھے جاتے تھے اور ان پر بحث و گفتگو کا سلسلہ جاری رہتا تھا، حضرت (رائے پوری) کے وطن (ڈھڈیاں) کے قریب ہی بھیرہ ہے، وہاں کے ایک عالم جو حضرت (رائے پوری) کے خاندانی بزرگوں کے شاگرد بھی تھے، حکیم نور الدین (قادیانی)، مرزا صاحب (قادیانی) کے خاص معتقدین اور معاونین میں سے تھے اور ان (مرزا قادیانی) کی نصرت اور رفاقت کے لئے مستقل طور پر قادیان میں سکونت پذیر تھے،

مرزا صاحب (قادیانی) کے عنداللہ مقبول اور مستجاب الدعوات ہونے کا ان کے معتقدین اور حلقہ اثر میں عام چرچا تھا، حضرت (رائے پوری) نے مرزا صاحب (قادیانی) کی تصنیفات میں کہیں پڑھا تھا کہ ان (مرزا) کو خدا کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ **اجیب کل دعائک الافی شر کائک** (میں تمہاری تمام دعائیں قبول کروں گا، سوائے ان دعاؤں کے جو تمہارے شرکت داروں کے بارے ہوں) حضرت (رائے پوری) نے مرزا صاحب (قادیانی) کو اسی الہام اور وعدہ کا حوالہ دے کر افضل گڑھ سے خط لکھا جس میں تحریر فرمایا کہ میری آپ سے کسی طرح کی بھی شرکت نہیں ہے اس لئے آپ میری ہدایت اور شرح صدر کے لئے دعا کریں، وہاں (قادیان) سے مولوی عبدالکریم صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا جواب ملا کہ تمہارا خط پہنچا تمہارے لئے خوب دعا کرائی گئی، تم کبھی کبھی اس کی یاددہانی کر دیا کرو۔ حضرت (رائے پوری) فرماتے تھے کہ اس زمانہ میں ایک پیسہ کا (پوسٹ) کارڈ تھا، میں (مرزا قادیانی کو) تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد ایک کارڈ دعا کی درخواست کا ڈال دیتا تھا۔

جناب شاہ عبدالرحیم رائے پوری کے مرید خاص جناب عبدالقادر رائے پوری کا (جن کا اصلی نام غلام جیلانی تھا) مزید احوال ملاحظہ ہو۔ ابوالحسن علی ندوی صاحب، ص ۶۲ پر لکھتے ہیں کہ رائے پوری نے ''حکیم (نورالدین قادیانی) صاحب کی مجلس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا، میں دیکھتا تھا کہ کچھ کچھ وقفہ کے بعد وہ (حکیم قادیانی (بڑے درد سے **لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین**، اس طرح پڑھتے تھے کہ دل کھنچتا تھا، مجھے خیال ہوتا تھا کہ ان کو ایسی رقت اور انابت ہوتی ہے، یہ کیسے ضلالت پر ہو سکتے ہیں؟ مگر اسی کے ساتھ دل میں آتا تھا کہ میں جس اللہ کے بندے کو دیکھ کر آیا ہوں اگر اللہ تعالیٰ رحمن و رحیم ہے اور یقیناً ہے تو اس کو ضلالت میں نہیں چھوڑ سکتا، اس سفر میں (عبدالقادر رائے پوری

کی) مرزا صاحب (قادیانی) سے بھی ملاقات ہوئی، (عبدالقادر رائے پوری) فرماتے تھے کہ میں ان کے (قادیانی) امام کے پیچھے بھی نماز پڑھتا اور اپنی الگ بھی پڑھ لیتا تھا۔''

جمعیۃ علماء ٹرانس وال، جنوبی افریقا کے اخراجات پر شائع ہونے والی کتاب ''فیض الباری (شرح بخاری)'' کے یہ الفاظ بھی یحییٰ صاحب آپ اور تمام دیوبندی وہابی تبلیغی خوب توجہ سے ملاحظہ فرمائیں اور اپنے مشہور ''امام کبیر'' جناب انور شاہ کشمیری کے بارے میں شرعی حکم بیان فرمائیں، وہ لکھتے ہیں:

''میرے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ قرآن میں تحریف لفظی بھی ہے، یہ تحریف یا تو لوگوں نے جان بوجھ کر کی ہے یا کسی مغالطے کی بنا پر کی ہے۔'' (فیض الباری، ص ۳۹۵، ج ۳)۔ کیا قرآن میں تحریف کے قائل دیوبندی وہابی ملاں بھی قادیانیوں اور رافضیوں سے کفر میں کسی طرح کم شمار ہو سکتے ہیں؟

☆ مکتبہ حمادیہ، شاہ فیصل کالونی، کراچی نے جناب مناظر احسن گیلانی کی کتاب ''احاطہ دارالعلوم دیوبند میں بیتے ہوئے دن'' شائع کی ہے جو ماہ نامہ دارالعلوم، دیوبند میں گیلانی صاحب کے دو مطبوعہ مضامین کا مجموعہ ہے، کتاب پر سن اشاعت درج نہیں البتہ ص ۱۳ پر کتاب مرتب کرنے والے کی تحریر کے آخر میں یکم محرم ۱۴۱۶ھ کی تاریخ درج ہے۔ گیلانی صاحب نے اس درس کا خود اپنی آنکھوں دیکھا کانوں سنا حال لکھا ہے جس میں جناب انور شاہ کشمیری نے اللہ تعالیٰ کے لئے ''بڑے میاں اور بڑے صاحب'' کے الفاظ استعمال کئے، چناں چہ گیلانی صاحب ص ۱۰۳ پر اس عنوان ''کیفیت باطنی کی جھلک'' کے تحت لکھتے ہیں: ''(انور شاہ) فارسی ادب کا مذاق بھی کافی کھتے تھے، کبھی کبھی درسی تقریروں میں فارسی کے موزوں اشعار کو ترنم کے خاص لہجے میں استعمال فرماتے۔

کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقاں

مصلحت راتہمتے برآ ہوئے چین بستہ اند (۱)

(مشک افشانی کرنا تو تیری زلفوں کا کام ہے مگر عاشقوں نے کسی مصلحت سے اس کی تہمت چین کے ہرن پر رکھ دی ہے)

جب توحیدی کیفیت کا غلبہ ہوتا تو مسکرا کر حافظ کا یہ شعر دہراتے یا انہیں کے اس مشہور شعر

مصلحت نیست کہ از پردہ دروں افتد راز

ورنہ در مجلس رنداں خبر ے نیست کہ نیست

(مصلحت نہیں ہے کہ راز پر سے پردہ اٹھے، ورنہ رندوں کی مجلس میں کوئی ایسی خبر نہیں ہے جو نہ ہو) کو خاص اندازہ مستانہ سے سناتے تھے

(انور شاہ) فرماتے کہ جی ہاں! یہ سب بڑے میاں کی کارروائی ہے۔''

پہلے شعر کے لئے حاشیہ میں لکھتے ہیں: ''(۱) تقدیر و تدبیر کے فرق کو بتاتے ہوئے عموماً اس شعر کو ضرور دہراتے، فرماتے تھے کہ خلیفہ بنانے کا فیصلہ تو بڑے صاحب نے پہلے ہی کر لیا تھا لیکن فیصلہ کا ظہور اس شکل میں ہوا کہ آدم سے غلطی صادر ہوئی اور زمین پر جانے کا حکم دیا گیا۔'' صفحہ ۱۰۵ پر مزید لکھتے ہیں: ''(انور شاہ) اسی سلسلے میں فرمایا کرتے جی ہاں! ظرافت کی یہ مد وہاں بھی کافی وسیع ہے بڑے صاحب کے یہاں بھی اس کا تماشہ پیش ہوگا پھر مثالاً ان حدیثوں کو ذکر فرماتے جن میں آیا ہے، کہ قیامت کے دن بعض گنہ گاروں کے ساتھ یہ معاملہ کیا جائے گا۔''......اسی کتاب کے صفحہ ۴۱ پر گیلانی صاحب کا یہ جملہ بھی محل نظر ہے، لکھتے ہیں: ''اور طے ہو گیا کہ رمضان کے بعد بجائے ٹونک، خاک سار دارالعلوم دیوبند ہی کا احرام باندھے گا۔''......اسی کتاب کے ص ۹۴ پر حاشیہ میں ہے کہ ''مکہ معظّمہ کے مشہور مجاور بزرگ جن کا مولانا محب الدین نام تھا، دارالعلوم (دیوبند) میں تشریف لائے تو یہاں کی جماعت میں شریک ہو کر اپنا کشفی احساس یہ ظاہر کرتے تھے کہ جس کیفیت

کی یافت یہاں کی جماعت میں ہوتی ہے، اب تو حرم (خانہ کعبہ) کی جماعت میں بھی اس کیفیت کونہیں پاتا۔'' یہ وہی دارالعلوم ہے جس کے طلبہ کے بارے میں گیلانی صاحب ص ۱۹۹ پر اسی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ''قصبہ (دیوبند) میں ادھر ادھر گدھے جو مارے پھرتے، ان کو (طلبہ) پکڑتے اور دم اٹھا کر پسی ہوئی سیاہ مرچوں کا سفوف اس کے اندر ڈال دیا کرتے، طالب علم اس پر سوار ہو جاتے اور مرچوں کی وجہ سے گدھوں پر ایک حال طاری ہو جاتا۔'' اور دیوبند کے مدرسے کے طلبہ کی ایک ٹولی کا یہ حال بھی اسی کتاب کے ص ۱۹۸ پر ہے کہ وہ ٹولی ''گوشت کی جھلی میں منسل پٹاس والے پٹاخے کی گولیوں کو لپیٹ کر کتوں کے آگے ڈال دیتی جس میں پتھر کا کوئی ٹکڑا بھی محفوظ کر دیا جاتا، کتے غریب گوشت کے لالچ میں پورا منہ ان پر مارتے، دانتوں کے نیچے دبنے کے ساتھ ہی یہ گولی منہ کے اندر پھٹتی اور ایک ہیبت ناک آواز آتی، غریب (کتا) ایک عجیب مصیبت میں مبتلا ہو جاتا۔'' انھی طلبہ کے بارے میں گیلانی صاحب ص ۱۸۰ پر اسی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ''اپنے درس کے ان رفقاء کا اب بھی جب خیال آ جاتا ہے تو آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا اٹھتی ہیں، کچھ نہیں معلوم کہ وہ کہاں گئے اور کہاں رہے؟ لیکن آج بھی مل جائیں تو جی چاہتا ہے کہ دیر تک ان کے قدموں کو چومتا رہوں، ان کے پاک قدموں کی خاک کو سر پر ملوں، آنکھوں میں اس کا سرمہ لگاؤں۔''...... اسی کتاب کے ص ۱۴۳ پر گیلانی صاحب ایک آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے لئے کیا لفظ استعمال کرتے ہیں، ملاحظہ ہو: **تعلم ما فی نفسی و لا اعلم ما فی نفسک** (المائدہ) جو کچھ میرے جی میں ہے اسے تو جانتا ہے اور جو کچھ تیرے جی میں ہے اسے میں نہیں جانتا۔'' اسی دیوبند کو عبدالرحمن کوندو کی کتاب ''الانور'' (مطبوعہ ندوۃ المصنفین، دہلی، طبع دوم، فروری ۱۹۷۸ء) میں ص ۲ پر کیا کہا گیا ہے، ضیاء الرحمن ضیا کا شعر ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں۔

''اے خوشا دیوبند، جلوہ زار حسن عالماں
مکہ ہندی، زیارت گاہ ارباب دلاں''

اسی کتاب کے اسی صفحہ پر انور شاہ صاحب کے بارے میں یہ شعر بھی ملاحظہ ہو ؎

''دین کی حقانیت کا حجت و برہاں رہا
تھا فرشتہ اور گمان حضرت انساں رہا''

کہئے یحییٰ صاحب! یہ ادھر ادھر سے نہیں، علمائے دیوبند کی معتبر مستند اور مصدقہ کتب کے اقتباسات ہیں، کچھ فرمائیں آپ کیوں کہ آپ ہی کے ممدوحین ہیں یہ دیوبندی......!

یحییٰ صاحب! مونھ نہ چھپایئے، اللہ تعالیٰ کو بڑے میاں، بڑے صاحب کہنے، دیوبند کے دارالعلوم کے لئے احرام باندھنے، دیوبند کو ہندوستان کا مکہ کہنے کی بھی فاسد تاویل فرمایئے، نہیں معلوم آپ کے نزدیک کفر و شرک اور حرام و ناجائز کی تعریف کیا ہے؟ اور ایمان اور غیرت نام کی کسی چیز سے آپ لوگوں کو کوئی واقفیت ہے یا نہیں؟ اللہ کریم ہمیں آپ لوگوں سے بچائے، (آمین)

☆ آپ کے دیوبندیوں کے ''مطاع الکل'' گنگوہی سے رام اور کرشن کی تعریف بھی ملاحظہ ہو۔

''حضرت (گنگوہی) نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری زبان سے غلط نہیں نکلوائے گا۔'' (ارواح ثلاثہ، ص ۲۶۶، مطبوعہ دارالاشاعت، کراچی) چناں چہ ان کا ''حق'' ملاحظہ ہو، یہی گنگوہی صاحب فرماتے ہیں ''ہندوؤں کے پیشوا) رام اور کنہیا اچھے لوگ تھے، پچھلوں نے کیا کا کیا بنا دیا۔'' (ص ۲۸۷، تذکرۃ الرشید، ج ۲، مطبوعہ ادارہ اسلامیات، لاہور)

☆ مرزا قادیانی اور اپنے ممدوح اشرفعلی تھانوی کی تحریروں میں موافقت بھی دیکھئے:

قادیانی: اور ایک دن میں جب عشاء کی نماز سے فارغ ہوا اس وقت نہ مجھ پر نیند طاری تھی اور نہ کوئی بے ہوشی کے آثار تھے، بلکہ بیماری کے عالم میں تھا۔ اچانک سامنے سے آواز آئی، آواز کے ساتھ دروازہ کھٹکھٹانے لگا، تھوڑی دیر میں دیکھتا ہوں کہ دروازہ کھٹکھٹانے والے جلدی جلدی میرے قریب آرہے ہیں، بے شک یہ پنج تن پاک تھے۔ یعنی علی ساتھ اپنے بیٹوں کے اور دیکھتا ہوں کہ فاطمۃ الزہرا نے میرا سر اپنی ران پر رکھ لیا اور میری طرف گھور گھور کر دیکھنا شروع کیا۔'' (آئینہ کمالات اسلام، مرزا قادیانی، ص ۲۷۳، تحفہ گولڑویہ، ص ۱۳۱ مطبع ضیاء الاسلام، قادیان، مرزا قادیانی)

''حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ اس میں سے ہوں چنانچہ یہ کشف براہین احمدیہ میں موجود ہے۔'' (ایک غلطی کا ازالہ، ص ۹، مصنفہ مرزا قادیانی، مطبوعہ مہتمم نشرواشاعت، قادیان ۱۹۰۱ء)

تھانوی: ''ان حضرات (دیوبند کے بڑوں) کی تو ہر بات میں کشش ہوتی ہے...... ایک مرتبہ فرمایا کہ ہم ایک دفعہ بیمار ہوگئے، ہم کو مرنے سے بہت ڈر لگتا ہے ہم نے خواب میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا، انہوں نے ہم کو اپنے سینے سے چمٹا لیا، ہم اچھے ہوگئے۔'' (الافاضات الیومیہ، از اشرفعلی تھانوی ص ۳۷، ج ۲)

اپنے خاص ممدوح **اسمٰعیل دہلوی** سے بھی بے حیائی ملاحظہ فرمایئے:

''ایک دن جناب ولایت مآب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو (اسمٰعیل دہلوی کے مرشد سید احمد رائے بریلوی نے) خواب میں دیکھا، پس جناب علی مرتضی نے آپ کو اپنے ہاتھ مبارک سے غسل دیا اور آپ کے بدن کو خوب اچھی طرح سے شست وشو (مل مل کے دھویا اور صفائی) کی جس طرح والدین اپنے بیٹوں کو نہلاتے اور شست وشو کرتے ہیں، اور جناب فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے نہایت

عمدہ اور نفیس قیمتی لباس اپنے ہاتھ مبارک سے آپ (اسمٰعیل دہلوی کے جوان برہنہ مرشد) کو پہنایا......'' (ص ۱۶۴، صراط مستقیم، مطبع مجتبائی، دہلی ۱۳۰۸ھ (فارسی)۔صراط مستقیم، ص ۲۸۰، مترجم اور مصنفہ اسمٰعیل دہلوی، ناشران ملک سراج الدین اینڈ سنز پبلشرز، لاہور نومبر ۱۹۵۶ء، مطبوعہ نذیر پریس لاہور۔)

یحییٰ صاحب! اب آپ اپنے ممدوح دیوبندی وہابی حضرات سے سنئے کہ وہ امام اہل سنت، مجدد دین ملت، **اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی** رحمتہ اللہ علیہ کے لئے کیا فرماتے ہیں۔

جناب اشرفعلی تھانوی فرماتے ہیں ''میرے دل میں احمد رضا کے لئے بے حد احترام ہے، وہ ہمیں کافر کہتا ہے لیکن عشق رسول کی بناء پر کہتا ہے کسی اور غرض سے تو نہیں کہتا'' (چٹان، لاہور۔ ۲۳ اپریل ۱۹۶۲ء)

خورشید علی خان ایس ڈی او (نہر)، کہتے ہیں کہ مولانا احمد رضا بریلوی کے انتقال پر بریلی سے حضرت تھانوی کے ایک مرید کا تار آیا جو میں نے پڑھ کر سنایا۔ حضرت تھانوی نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھی، حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ مولانا بریلوی نے آپ کو کافر کہا اور آپ ان کی موت پر انا للہ پڑھ رہے ہیں۔ حضرت تھانوی نے فرمایا ''مولوی احمد رضا خان بڑے عالم اور عشق رسول میں ڈوبے ہوئے تھے۔ انہوں نے میری عبارت کا جو مطلب سمجھا اور اس کی بناء پر جو لکھا وہ صحیح تھا۔ اگر میں ان کی جگہ ہوتا اور وہ میری جگہ ہوتے اور ان کے قلم سے یہ الفاظ سرزد ہوتے تو اس مطلب کی بناء پر جو وہ سمجھے تھے میں بھی ان کی تکفیر ہی کرتا۔'' (مولانا کوثر نیازی نے بھی مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی کی زبانی سنا ہوا یہی واقعہ اپنے کالم ''مشاہدات وتاثرات'' (روزنامہ جنگ لاہور ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۰ء) میں تحریر کیا)

ابوالاعلیٰ مودودی صاحب فرماتے ہیں ''مولانا احمد رضا خان کے علم وفضل کا میرے

دل میں بڑا احترام ہے۔ فی الواقع وہ علوم دینی پر بڑی نظر رکھتے تھے اوران کی فضیلت کا اعتراف ان لوگوں کو بھی ہے، جو ان سے اختلاف رکھتے ہیں، نزاعی مباحث کی وجہ سے جو تلخیاں پیدا ہوئیں وہی دراصل ان کے علمی کمالات اور دینی خدمات پر پردہ ڈالنے کی موجب ہوئیں۔'' (ہفت روزہ شہاب، لاہور۔ ۲۵ نومبر ۱۹۶۲ء)

جناب سید سلیمان ندوی فرماتے ہیں: ''اس احقر نے جناب مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی مرحوم کی چند کتابیں دیکھیں تو میری آنکھیں خیرہ ہوکررہ گئیں، حیران تھا کہ یہ واقعی مولانا بریلوی صاحب مرحوم کی ہیں، جن کے متعلق کل تک یہ سنا تھا کہ وہ صرف اہل بدعت کے ترجمان ہیں اور صرف چند فروعی مسائل تک محدود ہیں، مگر آج پتہ چلا کہ نہیں، ہرگز نہیں، یہ اہل بدعت کے نقیب نہیں بلکہ یہ تو عالم اسلام کے اسکالر اور شاہ کار نظر آتے ہیں، جس قدر مولانا (احمد رضا) مرحوم کی تحریروں میں گہرائی پائی جاتی ہے، اس قدر گہرائی تو میرے استاد مکرم، جناب مولانا شبلی نعمانی صاحب اور حضرت حکیم الامت مولانا اشرفعلی تھانوی اور مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی اور حضرت مولانا شیخ التفسیر علامہ شبیر احمد عثمانی کی کتابوں کے اندر بھی نہیں جس قدر مولانا بریلوی کی تحریروں میں ہے۔'' (ماہنامہ ''ندوہ'' اگست ۱۹۱۳ء ص ۱۷)

''سیرۃ النبی'' نام کی مشہور کتاب لکھنے والے، جناب شبلی نعمانی فرماتے ہیں:

''مولوی احمد خان رضا خاں صاحب بریلوی جو اپنے عقائد میں سخت متشدد ہیں، مگر اس کے باوجود مولانا صاحب کا علمی شجر اس قدر بلند درجہ کا ہے کہ اس دور کے تمام عالم دین اس (مولانا احمد رضا خاں صاحب) کے سامنے، پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتے۔ اس احقر نے بھی آپ (فاضل بریلوی) کی متعدد کتابیں، جس میں احکام شریعت اور دیگر کتابیں بھی شامل ہیں اور نیز یہ کہ مولانا کی زیرسرپرستی ایک ماہ وار رسالہ ''الرضا'' بریلی سے نکلتا ہے،

جس کی چند قسطیں، بغور وخوض دیکھی ہیں، جس میں بلند پایہ مضامین شائع ہوتے ہیں۔‘‘

(رسالہ ندوہ، اکتوبر ۱۹۶۴ء ص ۱۷)

مشہور سیاسی و مذہبی لیڈر مولانا محمد علی جوہر فرماتے ہیں: ’’اس دور کے مشہور عالم دین جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب واقعی ایک عظیم مسلمان راہ نما ہیں، ہم بعض باتوں پر اختلاف کے باوجود، ان کی عظیم شخصیت اور دینی راہ نما ہونے کا اعتراف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ اس دور کے سب سے بڑے محقق، مصنف، ادیب، شاعر، مدقق اور مرد حق ہیں، بلاشبہ ایسی ہستیوں کا وجود مسعود ہمارے لئے مرہون منت ہے۔‘‘ (روزنامہ خلافت، بمبئی، ص ۴)

جناب محمد انور شاہ کشمیری (صدر مدرس دارالعلوم دیوبند) فرماتے ہیں: ’’جب بندہ ترمذی شریف اور دیگر کتب احادیث کی شروح لکھ رہا تھا، تو حسب ضرورت احادیث کی جزئیات دیکھنے کی ضرورت پیش آئی تو میں نے شیعہ حضرات و اہل حدیث و دیوبندی حضرات کی کتابیں دیکھیں مگر ذہن مطمئن نہ ہوا، بالآخر ایک دوست کے مشورے سے مولانا احمد رضا صاحب بریلوی کی کتابیں دیکھیں تو میرا دل مطمئن ہوگیا کہ میں اب بخوبی احادیث کی شروح بلا جھجک لکھ سکتا ہوں، واقعی بریلوی حضرات کے سرکردہ عالم مولانا احمد رضا خاں بریلوی صاحب کی تحریریں شستہ اور مضبوط ہیں جسے دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مولوی احمد رضا خاں صاحب ایک زبردست عالم دین اور فقیہہ ہیں۔‘‘ (ماہنامہ ہادی، دیوبند، جمادی الاول ۱۳۳۰ھ، ص ۲۱)

دارالعلوم دیوبند کے شیخ الادب، جناب اعزاز علی فرماتے ہیں: ’’یہ احقر یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ اس دور کے اندر اگر کوئی محقق اور عالم دین ہے تو وہ احمد رضا خاں بریلوی ہے کیونکہ میں نے مولانا احمد رضا خاں کو، جسے ہم آج تک کافر، بدعتی، مشرک کہتے رہے ہیں، بہت وسیع النظر اور بلند خیال عالی ہمت عالم دین صاحب فکر و نظر پایا ہے۔ آپ

(فاضل بریلوی) کے دلائل قرآن وسنت سے متصادم نہیں بلکہ ہم آہنگ ہیں، لہٰذا میں آپ کومشورہ دوں گا، اگر آپ کوکسی مشکل مسئلہ میں کسی قسم کی الجھن درپیش ہوتو آپ بریلی میں جا کرمولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی سے تحقیق کریں۔" (رسالہ النور، تھانہ بھون، شوال المکرم ۱۳۴۲ھ، ص ۴۰)

جسٹس ملک غلام علی صاحب فرماتے ہیں "حقیقت یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خان صاحب کے بارے میں ایک تک ہم لوگ سخت غلط فہمی میں مبتلا رہے ہیں۔ ان کی بعض تصانیف اور فتاویٰ کے مطالعہ کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ جو علمی گہرائی میں نے ان کے یہاں پائی وہ بہت کم علماء میں پائی جاتی ہے اور عشق خدا اور رسول تو ان کی سطر سطر سے پھوٹا پڑتا ہے۔" (ص ۱۴، ارمغان حرم، لکھنئو)

جناب معین الدین ندوی فرماتے ہیں "مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی مرحوم اس دور کے صاحب علم ونظر علماء مصنفین میں تھے، دینی علوم خصوصاً فقہ وحدیث پر ان کی نظر وسیع اور گہری تھی۔ مولانا نے جس دقت نظر اور تحقیق کے ساتھ علماء کے استفسارات کے جواب تحریر فرمائے ہیں، اس سے ان کی جامعیت، علمی بصیرت، قرآنی استحضار، ذہانت اور طباعی کا پورا پورا اندازہ ہوتا ہے، ان کے عالمانہ محققانہ فتاوے مخالف وموافق ہر طبقہ کے مطالعہ کے لائق ہیں۔" (ماہنامہ معارف، اعظم گڑھ شمارہ ستمبر ۱۹۴۹ء)

مفتی انتظام اللہ شہابی فرماتے ہیں "حضرت مولانا احمد رضا خان مرحوم اس عہد کے چوٹی کے عالم تھے۔ جزئیات فقہ میں یدطولیٰ حاصل تھا، قاموس الکتب اردو، جو ڈاکٹر مولوی عبدالحق مرحوم کی نگرانی میں مرتب ہوئی ہے، اس میں مولانا (احمد رضا) کی کتب کا ذکر کیا اور اس پر نوٹ بھی لکھے (مولانا احمد رضا کے کئے ہوئے) ترجمہ کلام مجید اور فتاویٰ رضویہ وغیرہ کا مطالعہ کر چکا ہوں، مولانا کا نعتیہ کلام پر اثر ہے۔ میرے دوست ڈاکٹر سراج الحق پی ایچ

ڈی تو مولانا کے کلام کے گرویدہ تھے اور مولانا کو عاشق رسول سے خطاب کرتے ہیں۔ مولانا کو دینی معلومات پر گہری نظر تھی۔''

علامہ نیاز فتح پوری فرماتے ہیں۔''مولانا احمد رضا کو دیکھ چکا ہوں، وہ غیر معمولی علم و فضل کے مالک تھے، ان کا مطالعہ وسیع بھی تھا اور گہرا بھی، ان کا نور علم، ان کے چہرے بشرے سے ہویدا تھا۔فروتنی وخاکساری کے باوجود ان کے روئے زیبا سے حیرت انگیز حد تک رعب ظاہر ہوتا تھا۔''

جناب جعفر شاہ پھلواری فرماتے ہیں:''جناب (مولانا احمد رضا) فاضل بریلوی،علوم اسلامیہ،تفسیر، حدیث،فقہ پر عبور رکھتے تھے۔منطق، فلسفے اور ریاضی میں بھی کمال حاصل تھا،عشق رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ ادب رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں اتنے سرشار تھے کہ ذرا بھی بے ادبی کی برداشت نہ تھی، کسی بے ادبی کی معقول توجیہہ وتاویل نہ ملتی تو کسی رورعایت کا خیال کئے بغیر اور کسی بڑی سے بڑی شخصیت کی پرواہ کئے بغیر، دھڑلے سے فتویٰ لگا دیتے......انہیں حب رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں اتنی زیادہ فنائیت حاصل تھی کہ غلو کا پیدا ہو جانا، بعید نہ تھا۔تقاضائے ادب نے انہیں بڑا احساس بنا دیا تھا اور اس احساس میں جب خاصی نزاکت پیدا ہو جائے تو مزاج میں سخت گیری کا پہلو بھی نمایاں ہو جانا کوئی تعجب کی بات نہیں۔اگر بعض بے ادبانہ کلمات کو جوش توحید پر محمول کیا جا سکتا ہے تو تکفیر کو بھی محبت وادب کا تقاضا قرار دیا جا سکتا ہے، اس لئے فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کو میں اس معاملے میں معذور سمجھتا ہوں، لیکن یہ حق صرف اس کے لئے مخصوص جانتا ہوں جو فاضل موصوف (مولانا احمد رضا) کی طرح فنافی الحب والادب ہو۔''

جناب شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں۔''مولانا احمد رضا خاں کو تکفیر کے جرم میں برا کہنا بہت ہی برا ہے کیوں کہ وہ بہت بڑے عالم دین اور بلند پایہ محقق تھے۔مولانا احمد رضا خاں

کی رحلت عالم اسلام کا بہت بڑا سانحہ ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔'' (ماہنامہ ہادی، دیو بند، ذوالحجہ ۱۹۶۹ھ، ص ۲۱)

جناب محمد یوسف بنوری کے والد جناب زکریا شاہ بنوری فرماتے ہیں ''اگر اللہ تعالیٰ ہندوستان میں (مولانا) احمد رضا بریلوی کو پیدا نہ فرماتا تو ہندوستان میں حنفیت ختم ہو جاتی۔''

وہابی عالم جناب فخر الدین، صدر مدرس مرادآبادی فرماتے ہیں۔

''مولانا احمد رضا خان سے ہماری مخالفت اپنی جگہ تھی مگر ہمیں ان کی خدمت پر بڑا ناز ہے۔غیر مسلموں سے ہم آج تک بڑے فخر کے ساتھ یہ کہہ سکتے تھے کہ دنیا بھر کے علوم اگر کسی ایک ذات میں جمع ہو سکتے ہیں تو وہ مسلمان ہی کی ذات ہو سکتی ہے۔دیکھ لو مسلمانوں ہی میں مولوی احمد رضا خان کی ایسی شخصیت آج بھی موجود ہے جو دنیا بھر کے علوم میں یکساں مہارت رکھتی ہے۔ہائے افسوس کہ آج ان کے دم کے ساتھ ہمارا یہ فخر بھی رخصت ہو گیا۔''

جناب ابوالحسن علی ندوی فرماتے ہیں:

''فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر جو، ان (فاضل بریلوی) کو عبور حاصل تھا، اس زمانہ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔'' (نزہتہ الخواطر، ص ۴۱، ج ۸ مطبوعہ دکن)

مودودی جماعت کے مشہور صحافی جناب منظور الحق فرماتے ہیں:

''جب ہم امام موصوف (فاضل بریلوی) کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص اپنی علمی فضیلت اور اپنی عبقریت کی وجہ سے دوسرے علماء پر اکیلا ہی بھاری ہے۔'' (ماہنامہ حجاز جدید، نئی دہلی جنوری ۱۹۸۹، ص ۵۴)

روزنامہ جنگ، لاہور کی ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۰ء کی اشاعت میں مولانا (حیات محمد) کوثر نیازی کا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں علمائے دیوبند کے بیانات

پر مشتمل مضمون بھی اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی بلاشبہ سچے عاشق رسول اور دین اسلام کے یگانہ روزگار عالم اور ملت کے محسن تھے)۔

مزید شخصیات کے تاثرات جاننے کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔

خیابان رضا، امام احمد رضا، ارباب دانش کی نظر میں، فقیہ اسلام، المیز ان بمبئی (امام رضا نمبر)، جہان رضا۔ مقالات یوم رضا (حصہ دوم)، لاہور۔

مذکورہ افراد کے تاثرات جاننے کے بعد فرمایئے کہ آپ کے تاثرات کو درست مانا جائے یا ان شخصیات کے؟ آپ نے خود ہی شرق پور شریف کو ایک قصبہ لکھا ہے، ایک قصبے کے کسی گوشے میں بند رہ کر آپ نے اپنی غیر تحقیقی تحریر کو تحقیقی جائزہ کا عنوان جانے کیسے دے دیا؟ آپ کو شاید یہ گمان ہوگا کہ آپ اپنے من پسند جملے تحریر کر کے لوگوں کو بہکانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ آپ نے فرمودۂ قرآن **و لا تلبسو الحق بالباطل** کا خیال بھی نہیں کیا۔ آپ نے ذاتی طور پر جو تاویلات تراشی ہیں اور غیر مقلد ہونے کے باوجود اپنے جن مخالفین کو اپنا اکابر کہہ کر اپنے اور ان کے لئے تراشی ہیں، افسوس کہ وہی آپ کے اکابر لوگ آپ کی ہم نوائی نہیں کرتے، اپنا نظریہ لکھنے سے پہلے آپ نے تحقیق کی ہوتی تو اپنی یہ رسوائی آپ کو نہ دیکھنی پڑتی۔

☆ آپ نے حضرت شیخ الاسلام والمسلمین، سلطان الزاہدین بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ کے اسمائے گرامی کے بارے میں کسی خود ساختہ فرضی مخطوطے کا کچھ متن اپنے تحقیقی جائزے کے ص ۴۲ پر نقل کیا ہے جب کہ اس فرضی مخطوطہ کی کوئی سند یا اس کے مولف و مصنف اور اس کی کسی حیثیت و مرتبت کا کوئی بیان نہیں کیا اور ص ۴۳ پر لکھا ہے کہ ”اندازہ کیجئے کہ وہ خاص صفات جو حق تعالیٰ کی عظمت و رفعت اور اس کی قدر و منزلت کا مظہر ہیں اور ان کا اطلاق ذات باری کے لئے مخصوص ہے کس بے خوفی سے بندگان خدا میں بانٹ دی جاتی ہیں۔“

اسی صفحے کے آخر میں آپ لکھتے ہیں کہ ''چنانچہ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے) حضرت ابن عباس کو ارشاد فرمایا: جب مانگو صرف اللہ سے مانگو اور جب مدد چاہو تو صرف اللہ سے اور دل میں یہ یقین جما لو کہ ساری امت جمع ہو کر بھی تمہیں کوئی نفع نہیں پہنچا سکتی بجز اس کے جو قدرت نے تری قسمت میں لکھا ہے، اور ساری امت جمع ہو کر تیرا کوئی نقصان نہیں کر سکتی بجز اس کے جو قدرت نے تمہارے نصیب میں لکھا ہے، اس حدیث کے بارہ میں شاہ جیلانی رحمہ اللہ نے رقم فرمایا کہ ہر مسلمان کو چاہئے یہ حدیث شریف تختی پر لکھ کر ہر وقت اپنے گلے میں لٹکائے رہے کیونکہ یہی عقیدہ ذریعہ نجات ہے۔''

حدیث شریف تختی پر لکھ کر گلے میں لٹکائے رکھنے کی ترغیب دیتے ہوئے آپ کو خود ہی اپنا مسلک و مذہب یاد نہیں رہا اور پھر آپ نے حدیث شریف اور حضرت پیر پیراں شاہ جیلاں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے قول کے اصل الفاظ لکھے ہیں نہ ہی حوالہ نقل کیا ہے۔ سیدنا غوث اعظم کی مصدقہ دیگر تحریروں اور قصیدہ غوثیہ شریف میں مذکور ارشادات کیوں فراموش کر دیئے آپ نے؟ کیا محققین کی تحریر ایسی ہی ہوتی ہے؟ عربی سے اردو ترجمہ کے حوالے سے اپنی علمیت بھی آپ نے خوب ظاہر کی ہے۔ ''اول'' کے معنی آپ نے ''ہر چیز سے پہلے'' اور ''آخر'' کے معنی ''ہر چیز سے پیچھے'' لکھے ہیں۔ ''ظاہر فرید، باطن فرید'' کے معنی آپ نے یہ لکھے ہیں ''ہر چیز میں اس کی قدرت کا ظہور، ہر مخفی چیز میں اس کی مہربانی کارفرما۔'' کیا یہی آپ کا علم اور تحقیق ہے؟ اپنے کتابچے کے سرورق پر آپ نے اپنے نام کے ساتھ ''مولانا'' کا لفظ لکھا یا لکھوایا ہے، سورۂ بقرہ کی آخری آیت میں اللہ تعالیٰ کے لئے ''انت مولانا'' اور سورۂ توبہ میں ''ھو مولانا'' کے الفاظ آپ نے دیکھے پڑھے ہوں گے۔ (اپنے عقائد کے مطابق) کیا آپ نے اس طرح اللہ کے اسماء وصفات میں خود کو شریک نہیں کیا؟ قرآن ہی میں ''وانا اول المسلمین'' کے الفاظ بھی آپ نے ملاحظہ

کیسے ہوں گے۔ اول و آخر کے علاوہ قرآن ہی میں اولین، اولون کے الفاظ اور آخرین، آخرون اور آخرنا کے الفاظ بھی ہیں و آخر دعواھم کے الفاظ بھی قرآن میں ہیں، ان قرآنی الفاظ کو اپنے کیے ہوئے معنوں کے مطابق ذرا ملاحظہ فرمایئے اور اپنی علمی قابلیت کا ماتم کیجئے۔ قرآن کریم ہی میں واحی الموتی باذن اللہ کے الفاظ بھی ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں، قرآن ہی میں استعینوا بالصبر والصلوٰۃ کے الفاظ بھی ہیں۔ ''تعاونوا علی البر والتقویٰ'' اور ''اعینونی بقوۃ'' کے الفاظ بھی ہیں۔ (واللہ خلقکم وما تعملون کے الفاظ کو ''صبر و صلوٰۃ'' کے الفاظ پڑھتے ہوئے فراموش نہ کیجئے گا۔) قرآن ہی میں ''کونوا انصار اللہ'' کے الفاظ بھی ہیں ان تنصرو اللہ ینصرکم... والذین آوو نصروا... وعزروہ ونصروہ اور ولتنصرنہ کے الفاظ بھی ہیں۔ کیا آپ قرآن پڑھتے نہیں یا آپ قرآن فہمی نہیں رکھتے؟ آپ نے ''یا عباداللہ اعینونی'' کے الفاظ حدیث میں ملاحظہ نہیں کئے؟ استعینوا بالغداوہ والروحۃ وشئی من الدلجۃ... استعن بیمینک علی حفظک... استعینوا بطعام السحر علی صیام النھار وبالقیلولۃ علی قیام اللیل... استعینوا علی الرزق بالصدقۃ... استعینوا علی انجاح الحوائج بالکتمان... انا لا نستعین بمشرک... اسلم استعن بک علی امانۃ المسلمین... فاعنی علی نفسک بکثرت السجود... اطلبوا الفضل عند الرحماء من امتی تعیشوا فی اکنافھم فان فیھم رحمتی... اطلبوا الخیر والحوائج من حسان الوجوہ... اطلبوا الحاجات عند حسان الوجوہ... اللہ فی عون العبد مادام العبد فی عون اخیہ... اطلبوا الحوائج الی ذوی الرحمۃ من امتی ترزقوا وتنجحوا... یحییٰ صاحب! افراد و اعمال سے استعانت کی یہ سب احادیث آپ کو نظر نہیں آئیں؟ ''انصر اخاک'' کے

الفاظ بھی کیا آپ نے حدیث میں نہیں دیکھے؟ آپ نے ''**خیر الناس من ینفع الناس**'' کے الفاظ بھی شاید حدیث میں نہیں دیکھے؟ آپ اہل حدیث صرف کہلاتے ہیں اگر اہل حدیث ہوتے تو احادیث پڑھتے سمجھتے اور مانتے۔ نفع کے حوالے سے قرآنی آیات بھی آپ نے نہیں شاید پڑھیں۔ **و انزلنا الحدید فیہ باس شدید و منافع للناس... و الفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس... عسی ان ینفعنا... قل فیھما اثم کبیر و منافع للناس...** آپ بصارت وبصیرت ہر دو سے محروم ہیں شائد، ورنہ واضح حقائق کو فراموش کر کے آپ اتنے سنگین ظلم کا ارتکاب نہ کرتے..........مزید ملاحظہ فرمایئے:

آپ کے ممدوحین دیوبندیوں کے ''مجدد'' اشرفعلی تھانوی صاحب نے خود کو اپنی تحریروں میں فخریہ طور پر ''والی اللہی'' لکھا ہے حالاں کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ تحریریں جن کی اشاعت خود دیوبندی علماء ہی نے اپنے دیوبندی پبلشرز ہی سے کروائی ہے، ان تحریروں کی قولی و فعلی مخالفت بھی خود دیوبندی ہی کر رہے ہیں، یوں ان کا ولی اللہی کہلانے کا فخر محض ڈھونگ اور نہایت مضحکہ خیز ہو جاتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ کے فرزند حضرت شاہ عبدالعزیز کو دیوبندی بھی ''سراج الہند'' کہتے ہیں، ان کی تفسیر فتح العزیز (مطبوعہ مجتبائی، دہلی) سے یہ حکایت بھی آپ کی توجہ کے لئے پیش کر رہا ہوں، وہ فرماتے ہیں ''شیخ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ در نماز شام امامت می کرد، چوں **ایاک نعبد و ایاک نستعین** گفت، بے ہوش افتاد، چوں بخود آمد، گفتند اے شیخ ترا چہ شدہ بود؟ گفت چوں **ایاک نستعین** گفتم، ترسیدم، کہ مرا بگویند، کہ اے دروغ گو! چرا از طبیب داروی خواہی، واز امیر روزی واز بادشاہ یاری می جوئی؟ ولہذا بعضے از علماء گفتہ اند کہ مرد را باید کہ شرم کند از اں کہ ہر روز و شب پنج نوبت در مواجہ پروردگار خود استادہ دروغ گفتہ باشد، لیکن دریں جا باید فہمید کہ استعانت از غیر بوجہے کہ اعتماد بر آں غیر باشد و اورا مظہر عون الہی نداند

حرام است، واگر التفات محض بجانب حق است و اورا یکے از مظاہر عون دانستہ ونظر بہ کارخانہ اسباب وحکمت اوتعالیٰ درآں نمودہ بغیر استعانت ظاہری نماید، دوراز عرفان نخواہد بود، ودر شرع نیز جائز وروا ست، وانبیاء واولیاء ایں نوع استعانت بغیر کردہ اند ودر حقیقت ایں نوع استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت حق است، لا غیر--"

(ترجمہ) "شیخ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے شام کی نماز میں امامت فرمائی جب (سورۂ فاتحہ کی قرأت وتلاوت کرتے ہوئے اس آیت) ایاک نعبد و ایاک نستعین کو پڑھا، بے ہوش ہوکر گر پڑے، جب ہوش میں آئے تو لوگوں نے کہا اے شیخ! آپ کو کیا ہوگیا تھا؟ (شیخ سفیان ثوری نے) فرمایا جب میں نے ایاک نستعین کہا تو مجھے خوف ہوا کہ (کہیں) مجھ سے یہ نہ کہا جائے کہ اے جھوٹے، پھر طبیب سے دوا کیوں لیتا ہے؟ امیر سے روزی اور بادشاہ سے مدد کیوں مانگتا ہے؟ اسی لئے بعض علماء نے فرمایا ہے کہ انسان کو اپنے پروردگار سے شرم کرنی چاہئے کہ روزانہ پانچ وقت اس کے سامنے کھڑا ہوکر جھوٹ بولتا ہے مگر یہاں خوب سمجھ لینا چاہئے کہ غیر اللہ سے اس طرح مدد مانگنا کہ اسی غیر پر بھروسا ہو اور اس کو اللہ تعالیٰ کی مدد کا مظہر نہ جانا جائے (تو یہ) حرام ہے اور اگر توجہ صرف اللہ ہی کی طرف ہے اور اس کو اللہ کی مدد کا مظہر جانتا ہے اور اللہ کی حکمت اور اس کے کارخانہ اسباب پر نظر کرتے ہوئے ظاہری طور پر غیر سے مدد مانگتا ہے تو ایسا کرنا عرفان (تمیز، پہچان) سے دور نہیں اور شریعت میں بھی جائز اور درست ہے اور نبیوں ولیوں نے ایسی مدد کی ہے اور حقیقت میں یہ مدد غیر اللہ سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہی سے استعانت ہے......" یحییٰ صاحب! آپ کو "تحقیقی جائزہ" لکھنے کا بہت شوق تھا، آپ نے علمائے دیوبند کی تحریریں نہیں دیکھیں، اشرفعلی تھانوی کے استاد کا لکھا ہوا مرثیہ کیوں بھلا دیا آپ نے؟ دیکھئے وہ کہتے ہیں کہ ؎

"حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یا رب

گیا وہ قبلہ حاجات جسمانی و روحانی‘‘

یہ ’’ابن قیم مددے قاضی شوکاں مددے‘‘ کے الفاظ آپ نے کیوں فراموش کر دیئے؟ کیا یہ آپ کے نواب صدیق حسن خاں بھوپالی نے نہیں لکھے؟ ’’مقالات کوثری‘‘ پڑھیئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ کا یہ ’’شوکانی‘‘ دراصل کون تھا۔ (☆)

☆ آیئے اپنے اکابر علمائے دیوبند کی تحریروں سے القاب کی ایک مختصر فہرست بھی ملاحظہ کیجئے اور دیکھئے کہ آپ جن سے دفاع کر رہے ہیں وہی آپ کو کس طرح رسوا کرتے ہیں، یہ القاب علمائے دیوبند آپس میں ایک دوسرے کو کس بے خوفی سے بانٹ رہے ہیں، ان میں کتنے الفاظ صفات الٰہیہ کے لئے مخصوص ہیں اور کتنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے مخصوص ہیں، آپ خود اپنے آئینے میں دیکھ لیجئے اور اس کا فیصلہ کر لیجئے، ان القاب سے پہلے یہ فتویٰ بھی ملاحظہ ہو:

تالیفات رشیدیہ ص ۶۳ ۴ (مطبوعہ ادارہ اسلامیات، لاہور) میں ہے:

’’**سوال:** قبلہ وکعبہ یا قبلہ دارین وکعبہ کونین یا قبلہ دینی وکعبہ دنیوی یا قبلہ آمال وحاجات یا قبلہ مرادات یا قبلہ صوری وکعبہ معنوی یا دیگر مثل ان الفاظ کے القاب وآداب میں والد یا عموی کو یا اخوی کو یا کسی اور کو تحریر کرنے جائز ہیں یا نہیں، حرام ہے یا غیر حرام، مکروہ ہے تحریمی یا تنزیہی معہ عبارت ودلائل تفصیلی ارقام فرمائیں۔

جواب: ایسے کلمات مدح کے کسی کی نسبت کہنے اور لکھنے مکروہ تحریمی ہیں لقولہ علیہ السلام لا تطرونی جب زیادہ حد شان نبوی سے کلمات آپ کے واسطے ممنوع ہوئے کسی دوسرے کے واسطے کس طرح درست ہو سکتے ہیں؟‘‘ (رشید احمد گنگوہی)

کتاب ’’تذکرہ رحمانی‘‘ (سوانح خاندان فضل رحمانی) مطبوعہ رزاقی برادرز، فیڈرل بی ایریا، کراچی، مصنفہ حضرت شاہ بھولے میاں صاحب جوہر (مسند نشین بارگاہ فضل رحمانی، گنج مراد آباد شریف، ضلع اوناؤ، بھارت) میں آپ کے

(باقی حاشیہ برصفحہ آئندہ)

اس فتویٰ کے بعد القاب کی فہرست ملاحظہ ہو:

''مطاع الکل، مطاع العالم، غوث اعظم، ماوائے جہاں، رحمۃ للعالمین، امیر المومنین، غوث الکاملین، منبع برکات، مخزن فیوضات، معدن معارف، محبوب خدا، قاسم العلوم والخیرات، حجۃ اللہ علی الارض، مربی خلائق، مسیحائے زمان، میزبان خلق، سرچشمہ احسان، لاثانی، قبلہ وکعبہ دینی وایمانی، نورمجسم، مشکل کشا، حاجت روا، مستجمع الصفات، بے مثل بے نظیر، سرتا پا کمال، مدار رشد وہدایت، قسیم فیض یزداں، مرجع عالم، ظاہراً و باطناً وجود با جود، آیت اللہ، المخدوم المطاع الجلیل، امداد اللہ العالمین، مولانا وہادینا، اعلیٰ حضرت آقائے نعمت، سیدی ومولائی وملجائی، حضرت اقدس، معطی ومربی، کاشف الآیات، مرجع الاقطاب، ملجا و ماویٰ، میزاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علی العالمین، غیاث المریدین، غوث المسترشدین، مطلع انوار، منبع اسرار، مقتدائے خاص و عام، ذریعہ ہدایت، دستاویز مغفرت، ممدوح اہل الحمد والاحسان، قاسم للعلم والعرفان، غوث الوری، شمس الہدیٰ، کاشف ظلمات، جامع البرکات، جامع الفضائل والفواضل العلیہ، مستجمع الصفات والخصائل البہیہ، مہبط انوار، خیر الطاہرین، صدر الہدی، ارشد الابرار، صدر الصدور، بدر الطالبین، صدر العاشقین، مجمع الاسرار، فتاح العلوم، حامی السائلین، کاشف الانوار، رفیق الراشدین، لمع الشاکرین، نعمت عظمیٰ، وسیلہ یومی وغدی، مرشد العرب والعجم، دستگیر بے کساں، گنج عرفان، ہادی گم گشتگاں، فضل و امداد الٰہ، والا صفات، آب حیات، عالم تاب آفتاب، محی دیں، غوث العباد، قطب الارشاد، شیخ کل، رہنمائے انسانیت، شہ عالی مقام، والی دین، پیکر زہد وتقدس، آبروئے بزم امکاں، شمع نورانی، پاسبان عقل وہوش، کنز علم، سالار اعظم، عظیم قائد، مہر دین، شیخ اکبر، قدسی الاصل، بے عدیل وبے مثال، مہر درخشاں، نیر تاباں، سراج علم دین، حسین ثانی، تاج دار کشور روحانیاں، عارف حق، مربی قدیم، علی وقت، مرشد

الآفاق، قطب العصر، ہادی مہرباں، رہنمائے رہنمایاں، محور حسن عمل، رہبر اعظم، جامع الاوصاف، سرخیل امت، گنج فضل، کامل الصفات، جامع الکمالات، مرکز اہل کمالات، محرم اسرار، مقتدائے اخیار، غوث دارین، کعبہ دل، قبلہ جاں، امام عرفان، خضر راہ، مصلح اعظم،

ذوالعطا، بحرالعلوم، کارساز، سید عالی نسب، والاہمم، آیت ذوالجلال، شمع تسلیم ورضا، مشعل ایماں، عدیم المثال، دانائے راز خدا، نور بزم جہاں، دستگیر دستگیراں، نیر علم و دانش، امام شریعت، شاہ دین ودنیا، آفتاب دین وملت، ماہ تاب رشد وہدایت، معدن علم وحکم، نیر برج سعادت، مجسم رحمت ورأفت، امام المسلمین، پیکر صدق وصفا، امام اہل عقل ونقل، صاحب الحسنات، سلطان العلماء، ماہ کامل، مخزن علم وعمل، بحر ذخار، مہر وماہ علم وعرفان، گنج فیض، صادق وفخر زماں، سید علماء، کوہ وقار، طائرعرش آشیاں، کوہ تمکین، استاد کامل، جامع الفضائل العلمیہ والعملیہ، ہادی عالم، سردار اولیاء، فقید النظیر، وحید العصر، سراپا برکت، دست گیر درماندگاں، رہنمائے راہ گم گشتگاں، حضرت اقدس، مجموعہ کمالات جلیلہ، مخزن اوصاف جمیلہ، قطب العالم، الفاضل الکامل، اکمل العلماء، افضل الفضلا، النحریر المقدام، البحر الطمطام، امام العلماء ربانیین، البحر الکامل، سید الطائفہ، چراغ رشد وہدایت، منبع جود وسخا، پیکر رحم وکرم، انیس بے کساں، چارہ ساز درد ہجراں، پیکر ایثار والطاف سخا، شمع بزم عارفین، رئیس اصفیاء، ترجمان رحمت مظہر یزداں......''

صرف چار پانچ کتابوں سے علمائے دیوبند کے ایک دوسرے کے لئے تحریر کردہ القاب وآداب کی مختصر جھلک آپ کی معلومات کے لئے پیش کی ہے، اگر اپنی ذاتی لائبریری (کتب خانے) میں موجود تمام دیوبندی کتب سے القاب کی کھیپ نقل کروں تو جانے کتنا وقت اور کتنے صفحات ضائع ہو جائیں گے، مجھے آپ کے تحقیقی جائزے کا جواب لکھنے کا شوق تھا نہ ضرورت۔ آپ سے ڈھیٹ لوگوں کے لئے میرے پاس اتنا وقت بھی نہیں، بایں ہمہ یہ سطور اس لئے لکھنی پڑ گئیں کہ حضرت صاحب زادہ محمد ابوبکر نقشبندی نے تا ایں دم مجھے پہلی مرتبہ ایک مکتوب لکھا ہے اور مجھے فرمایا ہے کہ آپ کو حقیقت کا آئینہ دکھاؤں۔ میں نے عرض کی تھی کہ اپنی کتاب ''سفید وسیاہ'' میں ان تمام اعتراضات کا جواب پہلے ہی دے چکا

ہوں، میں نے اپنے دیگر مشاغل کا عذر بھی پیش کیا، لیکن شاہ زادۂ محترم کا حکم ہوا کہ ضرور جواب لکھوں، چناں چہ بہت اختصار سے لکھ رہا ہوں اور آپ کی طرح کسی فرضی مخطوطے یا ادھر ادھر سے نہیں لکھ رہا، نہ ہی کوئی لفظی ہیر پھیر کر رہا ہوں بلکہ وہ حقائق پیش کر رہا ہوں جو ناقابل تردید ہیں، صرف یہی نہیں بلکہ علمائے دیوبند کی معتبر کتب کا ذخیرہ جو میرے پاس ہے اس سے آپ کو اس قدر مواد فراہم کر سکتا ہوں کہ آپ کو اپنے ہم نواؤں سمیت شرق پور شریف میں مونھ چھپانا اور ٹھہرنا مشکل ہو جائے۔ آپ جیسے لوگوں نے خود کو ہر قانون و ضابطے سے مستثنیٰ سمجھا ہوا ہے، ہفوات و خرافات کے سوا آپ کو کوئی چیز بھاتی نہیں، دوسروں کے لئے حلال وطیب کو آپ حرام کہتے اور اپنے لئے ہر شجر ممنوعہ کو آپ حلال جانتے ہیں۔ گستاخانہ اور ناپاک عبارات کو صحیح اور پاک ثابت کرنے کی مذموم کوشش آپ کو بہت مرغوب ہے، آگ آپ خود بھڑکاتے ہیں، فتنوں کو ہوا خود آپ دے رہے ہیں اور الزام سنیوں پر دھر رہے ہیں۔ یحییٰ صاحب، کہئے! یہ تمام القاب وآداب انتہا درجے کا مبالغہ لئے ہوئے ہیں یا نہیں؟ آپ ہی کے مطابق شرک کی اقسام میں سے کتنی ہیں جو ان القاب میں شامل ہیں؟ القاب کے بعد اشعار پر توجہ دی جائے تو معاملہ اور سنگین ہو جاتا ہے۔ کلیات امدادیہ، قصائد قاسمی، کلیات شیخ الہند ہی نہیں بلکہ ہر سوانح میں مراثی، قصائد اور مناقب کی بھر مار ہے اور ان میں ایسے ایسے اشعار ہیں کہ ان کو نقل کرنا بھی باعث اذیت ہے، مگر آپ آئینہ دیکھے بغیر کہاں مانیں گے! آپ نے تحقیقی جائزہ لکھ کر خود ہی دعوت دی ہے کہ آپ کے ممدوح حضرات کو بے نقاب کیا جائے، لہٰذا تلملائیے نہیں، توجہ سے ملاحظہ کیجئے:۔

آپ نے اپنے کتابچے کے ص ۱۴۱ پر یہ شعر لکھ کر شرک کی آمیزش کا اعتراض کیا ہے۔

”تیرا دربار دربار مصطفائی ہے
میری بگڑی بنا داتا تو نے لاکھوں کی بنائی ہے“

اس شعر میں نہیں معلوم کہ کن الفاظ میں آپ کو شرک محسوس ہوا ہے؟ یہ فقیر پہلے ہی عرض کر چکا ہے کہ آپ قرآن وحدیث نہیں سمجھتے (☆) اور آپ علمائے دیوبند کی تحریروں سے بھی واقف نہیں ورنہ اعتراض کرنے سے پہلے ہزار بار سوچتے۔

اس داتا دربار کے بارے میں آپ کے ممدوح جناب اشرفعلی تھانوی نے جو فرمایا ہے وہ شاید آپ نے نہیں پڑھا سنا۔ آپ کو تحقیق سے کوئی شغف ہوتا تو آپ پڑھتے۔ المکتبۃ الاشرفیہ، لاہور نے آپ کے تھانوی کا ''سفرنامہ لاہور ولکھنؤ'' شائع کیا ہے۔ اس کے ص ۴۹، ۵۰ پر ہے کہ:

''(۲ مئی ۱۹۳۸ء)...... موٹر آیا، حضرت والا (تھانوی) سوار ہو گئے اور خانقاہ حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ تشریف لے گئے، یہ ایسا وقت تھا کہ زائرین کی کثرت تھی، آپ (تھانوی)، صاحب مزار کے پائنتی کی طرف حسب معمول قدرے پیچھے ہٹے ہوئے ہاتھ چھوڑے کھڑے ایصال ثواب میں مشغول ہو گئے...... بعد فراغت وہاں سے روانہ ہوتے ہوئے (حضرت داتا صاحب رضی اللہ عنہ کے بارے میں) فرمایا کہ بہت بڑے شخص ہیں، عجیب رعب ہے، وفات کے بعد سلطنت کر رہے ہیں۔'' (☆)

ملاحظہ فرمایا آپ نے یحییٰ صاحب؟ کہئے سلطنت کرنے والا بگڑی بناتا ہے یا نہیں؟ شاید آپ اپنے ممدوحین سے یہ حقیقت جان کر قبول کر لیں، ملاحظہ فرمائیں۔

آپ کے ممدوح اور ملت دیوبندی ازم کے ''قاسم العلوم والخیرات'' محمد قاسم نانوتوی صاحب، قصائد قاسمی، (مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی ۱۳۰۹ھ) کے ص ۸ پر سلطان عبدالحمید خاں کی مدح میں قصیدہ لکھتے ہیں، ذرا اس کے اشعار ملاحظہ کریں، وہ لکھتے ہیں۔

اردو قصیدہ کے بعد فارسی اور عربی قصیدہ بھی ہے، جی تو یہی چاہتا ہے کہ آپ کو ایک ایک شعر میں مبالغہ ہی نہیں اور بہت کچھ دکھاؤں تاکہ آپ شرک وغیرہ کو صحیح طور پر پہچانیں مگر نہیں

معلوم کہ آپ کے ہاں شرک کی کوئی صحیح متفقہ تعریف بھی ہے یا نہیں؟ آپ لوگ تو عشق کو شرک اور محبت کو بدعت بنانے میں ماہر ہیں۔ دیکھئے ص ۹ پر آپ کے نانوتوی صاحب کیا لکھتے ہیں۔

ص ۱۳ پر محمد قاسم نانوتوی صاحب عربی میں کچھ یوں مدح سلطان کرتے ہیں۔

''وان مولانا سلطان بن السلطان الغازی عبدالحمید خلد اللہ ملکه و سلطانه وافاض علی العالمین بره و احسانه۔ قد جمع اللہ فیه اشتات الفضائل التی لم یوجد فی الاواخر والاوائل فلا قرین له من ملوک الاسلام والاماثل فهو ملاذا الاسلام والمسلمین... فطاعته واعانته فرض علی کافة الانام من الخواص والعوام... ولما راینا عجزنا عن نصرة الدولة العلیة مالا وبدنا وقصورا فی اداء شکرها جنانا ولسانا التجانا الی الدعاء... اذکر الان بعض القصائد المدحیة اذهی نوع من شکر الدولة العلیة نظمها بعض العلماء...''

ان منظومات میں نانوتوی صاحب، محمد ذوالفقار علی صاحب، فیض الحسن صاحب، محمد یعقوب صاحب، مدرسین مدرسہ دیوبند نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں سلطان عبدالحمید کے لئے ان میں سے چند ملاحظہ ہیں۔

''شمس الضحیٰ بحر الندی، لافضل الا وهو فی افضالکم، بجمالکم وجلالکم ونوالکم، ومکارم الاخلاق دون نزالکم، فوت المحال عقولکم ومثالکم، الخیل خیلکم اعزت وما استوی، لازال غرتکم وغرة الکم، فالموت ادنی من شراک نعالکم، یاآل عثمان ویافخر الکرم ویا، خیر الانام لانتم منتهی

☆ نور محمد کارخانہ تجارت کتب، آرام باغ، کراچی کی مطبوعہ ''حیات وحید الزماں'' کے ص ۱۴۲ پر آپ کے

(باقی حاشیہ برصفحہ آئندہ)

املی۔ اجزاکم ربکم خیر الجزاعن الا اسلام اذقد نصرتم سیدالرسل، العادل الباذل مرھوب سطوتہ، فی الجود کالبحربل کالعارض الرطل، غوث الورٰی خادم الحرمین معتصم، المکروب غیث الندی بھی بلامطل، ولو دعوتھم اولی التقوی لخدمتکم، النصر یقدمہ و الفتح یخدمہ و اللہ یحمیہ من زلل و من خلل۔ یاایھا الملک المیمون طلعتہ۔ یاایھا الملک الغربین انت لنا، مولی و انت مفدی کل آفاق یثنی علیک ولا تحصی مناقبکم، بذکر مافیہ من سم و تریاق۔ ھذا ویرجو کم خیر و نحمدکم۔ من آل عثمان خیر الناس کلھم، الخان سلطاننا عبدالحمید عدا، ذی الجود و الفضل و الاحسان و الکرم۔ طابت مناقبہ عمت فضائلہ، جلت مراتبہ من بارء النسم۔ کھف الورٰی عبدالحمید۔ اذا نت عون الحق غوث الخلق والرکن الشدید، فلانت سلطان البریہ الملوک لک

العبید...“

فرمائیے یحییٰ صاحب! مذکورہ مدحیہ الفاظ میں آپ کو کچھ آمیزش نظر آئی یا آپ زبان و بیان کی خوبیاں شمار کر کے اپنے اور اپنے اکابر کے ہر شرک کو ایمان ثابت کریں گے؟

اسی کتاب قصائد قاسمی کے ص ۲۰ پر شجرہ منظومہ از نانوتوی درج ہے، کچھ مصرعے اور الفاظ ملاحظہ ہوں۔

’’شہ نور محمد نور مطلق، شہ عبدالرحیم غوث دارین...... امیر و دستگیر دستگیراں۔ بحق صدر ایوان جلالت، جلال الدین شمس چرخ رفعت۔ کہ ہم ہادی بدو ہم بود مہدی۔ بحق احمد عبدالحق کہ افلاک، بہ پیش رفعتش پست ست از خاک۔ بحق آں کہ شاہ اولیا شد، در او بوسہ گاہ اولیا شد۔ بآن رشک ملائک فخر انساں...... بحق خواجہ مودود چشتی، کہ سگ رافیض او ساز د بہشتی۔

معین الدین حسن سنجری کہ برخاک، ندیدہ چرخ چوں او مرد چالاک۔ بحق بوہبیرہ زیب عالم، گل باغ سعادت فخر آدم۔ امیر عالم، منبع فیض...... در علم لدن وفیض رحمان-- مطلع فیض......علی ابن ابی طالب کہ خورشید۔ بنور خاک پائے او درخشید ......"

☆ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ "کس بے خوفی" سے کیا کیا ہو رہا ہے؟ آیئے اب اشرفعلی تھانوی کے استاد محمود حسن صاحب کا لکھا ہوا مرثیہ بھی آپ کو سنایا جائے، اہل تشیع سے کیا خوب مناسبت ہے آپ کے ممدوحین کو، یہ مرثیہ آپ کے ہم نام محمد یحییٰ صاحب تاجر کتب دینیہ، گنگوہ ضلع سہارن پور کے زیر اہتمام مطبع ہلالی، ساڈھورہ، ضلع انبالہ سے طبع شدہ میرے پاس ہے۔ اس پر سن طباعت درج نہیں، کل صفحات ۳۶ ہیں، سرورق پر درج عبارت آپ کے لئے نقل کرتا ہوں۔ "حضرت قطب العالم، خاتم الاولیاء والمحدثین، فخر الفقہاء والمشائخ، حضرت عالی ماوائے جہاں، مخدوم الکل، مطاع العالم جناب رشید احمد صاحب گنگوہی...... کی وفات حسرت آیات پر مرثیہ۔" یہ وہی گنگوہی صاحب ہیں جو شہدائے کربلا کے مرثیہ کو جلانے کا فتویٰ دیتے ہیں اور ان کے اپنے تلامذہ وخلفاء خود اپنے استاد و مرشد "گنگوہی" کا مرثیہ لکھتے، چھاپتے اور پڑھتے ہیں۔ ۱۹۷۶ء میں مکتبہ محمودیہ لاہور نے "کلیات شیخ الہند" مولفہ میاں اصغر حسین (۱۳۴۰ھ) کی عکسی طباعت کی ہے جس میں مرثیہ سمیت محمود حسن صاحب کا تمام کلام جمع ہے۔ اس کے بعد دیوبند میں مرثیہ نگاری

ایسی مروج ہوئی کہ پھر ہر کسی کی موت پر عربی فارسی اردو مرثیے لکھے جانے لگے، چناں چہ آپ کی معلومات کے لئے کچھ مراثی کی تفصیل اس مرثیے کے اشعار پیش کرنے کے بعد لکھوں گا، واضح رہے کہ یہ مراثی جو پیش کر رہا ہوں یہ ان علمائے دیوبند نے لکھے ہیں جن کی ''اہل دیوبند'' پرستش سی کرتے ہیں اور ''ملاں پرست'' مشہور ہیں، دیکھا گیا ہے کہ قرآن و حدیث سے زیادہ ملت دیوبند اپنے علماء کی تحریروں اور ارشادات کو اہمیت دیتی ہے اور اللہ تعالٰی اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت ہی زیادہ اپنے علماء کی مدح کرتی ہے، انہی علماء سے دفاع کرتی ہے اور انہی کے لئے خود کو وقف کیے ہوئے نظر آتی ہے۔ علمائے دیوبند کی سوانح اور تذکرے لکھنے والے یہی تاثر عام کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ علمائے دیوبند سے بڑھ کر علم وعمل، زہد وتقویٰ، فضل وکمال میں کوئی اور مخلوق دنیا میں نہیں اور حیرت تو اس بات پر ہوتی ہے کہ جو القاب وآداب، جو فضائل ومناقب، جو محاسن وکمالات دوسروں کے لئے شرک وحرام اور ناجائز وغلط قرار دیئے جاتے ہیں، وہی سب علمائے دیوبند کے لئے نہ صرف جائز بلکہ لازمی وضروری سمجھے جاتے اور ان کے لئے لکھے جاتے ہیں اور اس لکھے ہوئے کو قرآن کی طرح اٹل، قطعی، یقینی، ناقابل تردید وغیرہ سمجھا جاتا ہے۔ کفر وشرک، حرام وبدعت، جائز وناجائز، صدق وکذب، ایمان ونفاق، کی نہ جانے کوئی ایک مسلمہ ومتفقہ تعریف علمائے دیوبند میں کیوں نہیں ہے؟ ان کے بڑے جسے شرک کہتے ہیں، ان کے چھوٹے اسی کو ایمان کی طرح اپنائے ہوئے ہیں، جسے حرام وناجائز کہا جاتا ہے، اسی کے یہ خوگر دکھائی دیتے ہیں اور بدعات میں جس قدر یہ خود دھنسے ہوئے ہیں اس کی مثال کہیں اور کم ہی ملے گی۔ بھانت بھانت کی بولیاں بولنا اور لکھنا ان کا وتیرہ ہے۔ کبھی شیعوں کو یہ کافر کہتے ہیں اور کبھی ان ہی کے جنازوں اور انہی کی محفلوں کی یہ رونق ہوتے ہیں۔ ان کے گنگوہی صاحب تو صاف لکھ گئے ہیں کہ ''جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے وہ

ملعون ہے ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔" (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۴۱ ج ۲، مطبوعہ خواجہ برقی پریس دہلی، ناشر کتب خانہ رحیمیہ، سنہری مسجد، دہلی۔ ۱۳۵۲ھ)۔ ملت دیوبند کے پاس اپنے گنگوہی کے اس فتوی کا کوئی جواب نہیں، اس کے باوجود "سپاہ صحابہ" کے عنوان سے جو کچھ کہا اور کیا جا رہا ہے، اس کو یہ لوگ عین ایمان سمجھے ہوئے ہیں، اگر سپاہ صحابہ والے سچے ہیں تو گنگوہی کے بارے میں فتویٰ کیوں نہیں دیتے؟ اگر گنگوہی سچا ہے تو سپاہ صحابہ کے بارے میں کیا فتویٰ ہوگا؟ کہئے یحییٰ صاحب! کیا فرماتے ہیں آپ؟ سانپ کے منھ میں چھچھوندر والی مثال ایسے ہی موقع پر چسپاں ہوتی ہے۔ آپ کو جانے کیوں تحقیقی جائزہ چھاپنے کا شوق چڑھا تھا، اب سنئے اور سر دھنئے۔ مرثیہ میں محمود حسن صاحب نے جو کچھ لکھا ہے اس کے کچھ اشعار پر تبصرہ و تنقید وغیرہ آپ میرے والد گرامی حضرت مجدد مسلک اہل سنت خطیب اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب "تعارف علمائے دیوبند" (مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، داتا گنج بخش روڈ، لاہور) میں اور کچھ اشعار کے بارے میں حضرت صاحب زادہ علامہ پیر سید غلام نصیر الدین نصیر گولڑوی کی کتاب "راہ و رسم منزل ہا" (مطبوعہ گیلانی پبلشرز، درگاہ گولڑا شریف، ۱۹۸۸ء) میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ میں اپنی اس تحریر میں صرف کچھ اشعار بلا تبصرہ و تنقید پیش کر رہا ہوں۔ ان میں کتنا مبالغہ ہے یا شرک کی کتنی آمیزش ہے؟ اللہ تعالیٰ اور انبیاء کی کتنی مخصوص صفات، دیوبندیوں کے علماء کے لئے بیان کی گئی ہیں؟ کتنی باتیں شریعت و سنت کے خلاف ہیں؟ اس کا فیصلہ آپ خود کر لیں۔ آپ نے کسی غیر معروف شخص کے ایک شعر پر شور مچایا ہے، جواباً علمائے دیوبند کے بڑوں کے اشعار نہیں، دیوان ملاحظہ ہوں۔

اشعار از غزل مدحیہ

''قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

رقاب اولیاء کیوں خم نہ ہوتیں آپ کے آگے
وہ شہباز طریقت تھے محی الدین جیلانی

خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے
مرے مولی مرے ہادی تھے بے شک شیخ ربانی

جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا
مرے قبلہ مرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی

ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسری جاگہ ہوا گمراہ
وہ میزاب ہدایت تھے کہیں کیا نص قرانی

گدایان در دولت کے کشکول و مرقع سے
نظر آتے تھے شرمندہ قباؤ تاج سلطانی

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق وشوق عرفانی

برومند و شرف اندوز اے سرچشمہ احسان
تمہارے خوان نعمت سے سدا تھے قاصی ودانی

علائق اور امیدوں کے لئے خدام و اعدا کے
وہ حلال معاقد تھے غضب تیغ صفا ہانی

تمہارے خوان نعمت سے نہیں تھے فضلہ چیں ورنہ
کلیسا کی طرف ہرگز نہ جاتے شیخ صنعانی

نواسنج انا الحق فیض یاب ہوتے اگر تم سے
انانیت کو اپنی جانتے اک حظ نفسانی

ایاز درگہ عالی کی کفش پا کو شاہ دیں
تصور کرتا ہے محمود بہ از تاج سلطانی

ہدایت کے لئے آئے تھے یہاں پاکر فراغت اب
گئے ہیں تا کریں وہاں مغفرت کی میر سامانی

شہید و صالح و صدیق ہیں حضرت باذن اللہ
حیات شیخ کا منکر ہو جو ہے اس کی نادانی

رہے منہ آپ کی جانب تو بعد ظاہری کیا ہے
ہمارے قبلہ و کعبہ ہو تم دینی و ایمانی

چھپائے جامہ فانوس کیوں کر شمع روشن کو
تھی اس نور مجسم کے کفن میں وہ ہی عریانی

وفات سرور عالم کا نقشہ آپ کی رحلت
تھی ہستی گر نظیر ہستی محبوب سبحانی

وہ تھے صدیق اور فاروق پھر کہئے عجب کیا ہے
شہادت نے تہجد میں قدم بوسی کی گر ٹھانی

فقط اک آپ کے دم سے نظر آتے تھے سب زندہ
بخاری و غزالی بصری و شبلی و شیبانی

نہ آئے مہدی موعود اور تم بھی چلے یاں سے
کرے گا گلشن اسلام کی کون اب نگہ بانی

تمہاری تربت انور کو دے کر طور سے تشبیہ
کہوں ہوں بار بار ارنی مری دیکھی بھی نادانی

محی الدین اکبر جاتے ہیں دار فنا سے بس
اٹھے اف دیر ویراں سے محی الدین گیلانی''

ازقصیدہ مشتمل برحالات مدرسہ دیوبند

''اس کی آواز تھی یا بانگ خلیل اللہی
کہہ کے لبیک چلے اہل عرب اہل عجم

باندھ کر چست کمر کہتے ہوئے نحن معک
جس جگہ اس یم رحمت کا پڑا نقش قدم

اس مربی دل و جاں کی مسیحائی سے
علم دیں زندہ ہوا جہل نے لی راہ عدم

اس کی آواز تھی بے شک قم عیسیٰ کی صدا
جس کے صدقہ سے لیا علم نے دوبارہ جنم

طائر علم شریعت کے لئے یہ دبین
برکت حضرت قاسم سے ہے مامون حرم

دیکھ کر حضرت امداد کی زاری کو ملک
پر سمیٹے ہوئے کہتے تھے الٰہی ارحم

نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا
اس کا جو حکم تھا تھا سیف قضائے مبرم

مشکلات ہوتے تھے سب اس کے اشاروں پر طے
مہر اور قہر میں تھے اس کے نعم اور نقم

سب مریضوں کے لئے ایک وہی تھا آنار
سینکڑوں زہر تھے تریاق تھا بس اس کا دم

داغ ہے لفظ نعم کو کہ خلاف حق پر
منہ سے اس کے کبھی نکلا نہ خدا ہی کی قسم

لاکو حسرت ہے یہی اور نہ ہووے کیوں کر
شکل دیکھی نہ کبھی اس کی دعا کی اک دم

قاسم و حضرت و امداد کو مرنے نہ دیا
بلکہ زندہ ہی رکھا سب کو علیٰ وجہ اتم

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

رحم بر بے کسم ہیچ نکر دی رفتی
اے کہ کفش کف پائے تو بود تاج سرم

از:قصیدہ مدحیہ درثناومنقبت مرشدان والا (نانوتوی وگنگوہی)

اے اسیران غم قاسم خیر و برکات
وے فقیران سرکوئے رشید جانم''

''ان ہی کے فیض سے شاداب ہیں اور بار آور
علم و اخلاق کے پژمردہ گلستاں دونوں

کائن و بائن وفانی و صفی و باقی
سالک راہ یقین عارف یزداں دونوں

عارج و نازل و محبوب و محب و واصل
قطب ارشاد ہیں اور مرکز عرفاں دونوں

ضارب راس عدی فارق حق و باطل
قاسم بزم ہدی جامع فرقاں دونوں

راشد و قاسم خیرات و رشید و مرشد
قبلہ دین ہیں اور کعبہ ایماں دونوں

مظہر فیض اتم مجمع اخلاق و شیم
معدن لطف و کرم مخزن احساں دونوں

وہ تناسب کہ تھا مابین خلیل و خاتم
رکھتے عیسیٰ سے ہیں مہدی دوراں دونوں

سامریان زمانہ سے بچایا دیں کو
میں تو کہتا ہوں کہ ہیں موسیٰ و عمراں دونوں

لطف وفیض ان کا وہ ہے جس کے امید وڈر سے
ہیں تردد میں عجب عاصی و شیطاں دونوں

نظر مہر و غضب ان کی وہ ہے جس کو بغور
تکتے رہتے ہیں سدا مالک و رضواں دونوں

دل مردہ کے لئے صحبت و خدمت ان کی
قم عیسیٰ سے نہیں کم کسی عنواں دونوں

مرے ہادی مرے مرشد مرے ماوٰی ملجا
مرے آقا مرے مولیٰ مرے سلطان دونوں

سب کمال ان میں ہیں کس کس کو بتاؤں لیکن
بے مثل ہوتے اگر ہوتے نہ یکساں دونوں

غرق گرداب بلا کے لئے دونوں الیاس
گم شدہ رہ کے لئے خضر بیاباں دونوں

گفتگو چہرۂ انور کے مساوات میں ہے
ہم نے مانا کہ مہ و خور بھی ہیں رخشاں دونوں

ان سے روشن ہے فقط ارض و سما اور اس سے
دل منور ہوئے اور گور غریباں دونوں

اس تمنا میں کہ شاید کہیں بن جائیں ایاز
من و محمود شدہ بندہ جاناں دونوں

چھوڑ انداز غزل خوانی کہ ہے جائے ادب
مدح کر مدح کہ ہیں مدح کے شایاں دونوں

ان کا یہ عزو علی اور مرا یہ عجز و قصور
ناطقہ کے لئے ہیں حاجب و درباں دونوں

قاسم خیر و رشید احمد ذی شاں دونوں
ہیں مسیحائے زماں یوسف کنعاں دونوں

بن گئے ان کے تصدق سے مقام محمود
کیوں نہ نانوتہ و گنگوہ ہوں نازاں دونوں

وائے ناکامی اگر ہوں نہ عیاذاً باللہ
روز محشر میں مرے حال کے پرساں دونوں

غرق امواج معاصی ہوں نہیں شکل نجات
ناخدا ہوں مری کشتی کے مگر ہاں دونوں

بے کسوں پر ہیں شفیق اور غلاموں پر فدا
عام ہیں سب کے لئے رحمت و رضواں دونوں

دیکھیں ممدوح کو میرے تو بیاضیں اپنی
غالبا دیویں جلا سعدی و سلماں دونوں

عین حق ہے جو کہوں اس میں تامل کیا ہے
کہ ہیں ممدوح پئے حضرت رحماں دونوں

دل میں ایمان ہو ایماں میں ہو عشق ان کا
زیب لب عشق میں ہوں نالہ و افغاں دونوں

جاؤں عرصات میں جب خائف و نادم تہی دست
دونوں ہاتھوں میں ہوں ان دونوں کے داماں دونوں

قبر سے اٹھ کے پکاروں جو رشید و قاسم
بوسہ دیں لب کو مرے مالک و رضواں دونوں

ان کے اصحاب رہیں تکیہ زن مسند دیں
خصم و بدخواہ رہیں خوار و پریشاں دونوں

آل و اتباع ہوں مسعود و سعید و طیب
اور بد اندیش وشقی خائب و خزیاں دونوں'

☆

’’آں نکو صورت کہ بودہ قلب قرآن نام او واں نکو سیرت کہ بودہ مامن و ماوائے من
بازبان یاس اکنوں میرایم نغمہ ملجاء مامرد یعنی خادم مولائے من‘‘

☆

’’حلیم و کریم و سعید و مبارک حبیب و نجیب و نظیف و مطہر
نئی سی نئی رحمتیں ہوویں نازل تری قبر اور آل و اصحاب سب پر‘‘

ترجیع بند۔ درمرثیہ عبدالرحیم رائے پوری، (اس میں سے صرف الفاظ نقل کر رہا ہوں)

’’قبلہ وکعبہ امانی مرد، زینت وزیب الف ثانی مرد، خازن خیروکافل برکات، قاسم فیض وجامع اشتات، سایہ لطف رحمت مہدات، ساقی بزم وحدت وعرفان، ملجا و مامن خواص وعوام، شمع وہاج، بحر الطاف وابر جود وسخا، روح اخلاق وجان صدق وصفا، کوہ تمکین وکان حلم وحیا، بدر آفاق وشمس عزوعلا۔ چشمہ فضل ومعدن احسان، مجمل صدق قول فخر زماں، فانی و باقی وتقی تواب، دستگیر ارامل وایتام، عیسئ زماں، قاسم فرقان، نائب عثمان، اے ستودہ صفات، درد فرقت میں تیرے روحی فداک، رائے پور تجھ سے تھا محط رجال۔ تھا وہ ام القریٰ وام قری، محی علم، تم تھے احیاء کنندۂ اعمال، رحمت وفضل وقرب حق یا شاہ، کہف الغربا ملاذ الفضلا......‘‘

☆ تذکرۃ الرشید مولفہ محمد عاشق الٰہی میرٹھی (مطبوعہ ادارہ اسلامیات (عکسی طباعت) مارچ ۱۹۸۲ء) کے ص ۲ گنگوہی کے لئے القاب ملاحظہ ہوں ’’قطب العالم، قدوۃ العلماء، غوث الاعظم، اسوۃ الفقہاء، جامع الفضائل والفواضل العلیہ، مستجمع الصفات والخصائل البہیۃ السنیہ، حامی دین مبین، مجدد زمان، وسیلتنا الی اللہ الصمد الذی لم یلد ولم یولد، شیخ المشائخ مولانا الحافظ الحاج المولوی رشید احمد صاحب محدث گنگوہی......‘‘ آگے

لکھتے ہیں کہ ''یعنی گنگوہی بارگاہ علیہ وآستانہ قدسیہ کے حالات کی تسطیر میں کچھ دشواریاں اور دقتیں ایسی تھیں جن کا انحلال بشری قوت سے باہر تھا۔'' اور ص ۳ پر لکھتے ہیں کہ ''حضرت مولانا رشید احمد صاحب...... کا توکل میں صبر وقناعت میں ریاضت وعبادت میں تقویٰ و طہارت میں مجاہدہ میں استقامت میں استغنا میں حب فی اللہ بغض فی اللہ میں جس طرح کوئی مثل نہیں اسی طرح تبحر علمی میں وسعت نظر میں تفقہ میں تحدیث میں عدالت وثقاہت میں حفظ واتقان میں فہم وفراست میں اور روایت ودرایت میں بھی کوئی نظیر نہ تھا پس بے نظیر شیخ وقت اور بے عدیل قطب زماں کی سوانح میں کوئی لکھے تو کیا لکھے بھلا جس نور مجسم اور سرتاپا پاکمال کا عضو عضو اور رواں رواں ایسا حسین ہو کہ عمر بھر ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے سے بھی سیری نہ ہوسکے اس کے کوئی محاسن بیان کرے تو کیا بیان کرے۔

فدا ہو آپ کی کس کس ادا پر
ادائیں لاکھ اور بے تاب دل ایک

اور ص ۴ پر لکھتے ہیں ''کہ اب رہے وہ اصحاب کہ جن کو گاہے گاہے آستانہ بوسی کا شرف حاصل ہوجاتا تھا......'' ص ۵ پر لکھتے ہیں کہ ''اس پائیدار یادگار کے ضمن میں بندۂ ناکارہ کو دینی ودنیوی نفع پہنچانا منظور تھا اور قلوب صافیہ میں چھپے ہوئے مضامین کو صفحہ قرطاس پر موتیوں کی طرح بکھیرنا مقصود اس لئے قدوۃ العارفین زبدۃ السالکین مہبط انوار رشیدیہ سیدی ومولائی مولانا الحافظ الحاج المولوی خلیل احمد صاحب وحضرت مولانا محمود حسن صاحب وحضرت مولانا عبدالرحیم صاحب کا اس بے بضاعت وکم مایہ کو ارشاد ہوا......حق تعالیٰ علام الغیوب شاہد ہے کہ ایسے بڑے مہتم بالشان کام کا خیال کرتے بھی مجھ کو ہر ہراہٹ اور تھری تھری وکپکپاہٹ پیدا ہوجاتی تھی واللہ العظیم کسی درجہ میں کبھی یہ وسوسہ ہی نہیں گزرتا تھا کہ میں اس عظیم القدر خدمت کی سرانجامی کے قابل ہوں۔'' ص ۷ پر لکھتے ہیں کہ ''کیوں کہ

خوش نصیب وہی ہے جو اپنے شیخ کی جوتیوں کے طفیل میں دین حاصل کرے اور دین کے ساتھ دنیا بھی کمائے۔“...... اور ص ۸ پر لکھتے ہیں کہ ”اثناء کتابت میں ایک صاحب دل دین دار شخص کا جن کی صورت میں نے کبھی نہیں دیکھی بسبیل ڈاک لفافہ پہنچا کہ میں نے خواب دیکھا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوانح لکھی جارہی ہے...... اپنے حضرت صاحب سوانح (گنگوہی) کی زیارت سے بھی خواب میں مشرف ہوا کہ مسکرا کر دریافت فرماتے ہیں کیا میری سوانح لکھ رہے ہو؟“

کہئے جناب محمد یحییٰ شرق پوری! یہ صرف ایک تذکرے کے ابتدائی صفحات کے چند جملے ہیں، گنگوہی کو ہی نور مجسم بے مثل و بے نظیر وغیرہ کہنے پر بس نہیں کی گئی ہر ایک کو یہی کہا گیا ہے، ہر ایک کے سوانح نگار نے کوشش کی ہے کہ وہ تمام القاب و آداب اور خصائص و کمالات ”بے خوفی“ سے اپنے ممدوح دیوبندی ملاں کے لئے ثابت کردے۔ ”تھرتھری اور کپکپاہٹ“ کے الفاظ بھی توجہ چاہتے ہیں، نزول وحی کے واقعے سے مماثلت و مشابہت کی کوشش کی گئی ہے، گنگوہی علیہ ما علیہ کی سوانح کو مقدس صحیفہ ثابت کرنے کی جسارت ہور ہی ہے، اور دیکھئے:

☆ اشرف السوانح (مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ، بیرون بوہڑ گیٹ ملتان، اکتوبر ۱۹۸۵ء) کی جلد چہارم میں ص ۱۴۵ سے ص ۱۹۱ تک اشرفعلی تھانوی کے لئے مرثیے اور مدحیہ منظومات ہیں، ان میں اردو عربی فارسی زبانوں میں تھانوی کے لئے جو کچھ کہا گیا ہے وہ سب آپ ملاحظہ فرمائیں اور بتائیں کہ شرک کی آمیزش اور مبالغہ کسے کہتے ہیں؟ مفتی محمد شفیع دیوبندی تو تھانوی کی قبر کے بارے میں یہاں تک کہتے ہیں کہ ”اور سب قبروں میں اشرف وہ قبر ہے جو اشرفعلی تھانوی کی نعش کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے، جو دین الٰہی

(☆) کے مجدد تھے کیا کوئی ان کا ہم سر ہے؟" (ص ۱۵۲) اور یہ الفاظ از جناب ظفر احمد تھانوی برائے اشرفعلی تھانوی ملاحظہ ہوں۔ لکھتے ہیں۔

"رؤف راحم بر کریم و فی عنق الهوی سیف صقیل
تضلع بالعلوم فکان فردا الیه کل مکرمة تؤول
ولی زمانه عدل تقی امام الدهر لیس له مثیل
یبکیک السماء و نیراها وهذی الارض هامدة تمیل
یبکیک البحار و ماحوتها وتبکیک الحزونة والسهول
فانی لن اصاب بمثل هذا وان رحیل لهو الرحیل
بنفسی روضته فی ارض قدس بها جدث له شرف نبیل
زیارته الحیاة لکل قلب و تربته بها یشفی العلیل"

(ص ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷)

محمد ادریس صاحب کاندھلوی لکھتے ہیں۔

"لقد قبضت روح العلی والمکارم بموت حکیم الهند اشرف عالم
وقد قبضت روح الفضائل والهدی بموت امام الهند راس الاکارم
وحق علی الاسلام والعلم التقی لفقدک تذارف الدموع السواجم

(☆) یحییٰ صاحب! آپ کے پیارے دیوبندیوں کے مفتی اعظم نے اپنے اشرفعلی تھانوی کو "دین الٰہی" کا مجدد کہا ہے اور آپ جانتے ہوں گے کہ برصغیر میں مغل بادشاہ اکبر کا ایجاد کردہ دھرم "دین الٰہی" ہی کے الفاظ سے متعارف کروایا گیا تھا۔ یحییٰ صاحب! ہم بے جا اعتراض یا اختلاف برائے اختلاف کے قائل و عامل نہیں ورنہ دیوبندیوں ہی کے مفتی اعظم کے الفاظ کے مطابق یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ کا تھانوی اکبر کے اسی "دین الٰہی" کا مجدد تھا...... تاہم اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ کا تھانوی صرف دیوبندی ازم کا مجدد تھا، وہ دین حق کا مجدد ہرگز نہیں تھا۔

تزعزع بنیان الشریعة والتقی — وضار بناء الدین واھی الدعائم
فقد ناکم من شاء بعدک فلیمت — فرزء ک رزء جل عن وھم واھم
وایتمت اھل العلم یا علم الھدی — فمن ذا الذی ندعو لرغم المخاصم
علیک سلام اللہ یا قبر اشرف — ورحمة تتری کجود الغمائم“

(ص ۱۵۸،۱۵۹،۱۶۰)

سراج الحق صاحب مچھلی شہری لکھتے ہیں۔

”ملاذ الکید النفس اقوی واننی — ضعیف افمن بی حین عنی ترجع
سنی و فاروق و للعصر مفخر — غنی و تا روک و للخلق مرجع
حمید شھید متق و مبجل — فقیہ نبیہ مقتدی تم اورع
مجدد دین اللہ فی مئة جرت — وافضل اھل الارض طرا و اورع
وقد جمع اللہ العوالم فی الذی — فقد ناہ وھو للمکارم منبع
وسیلتنا فی الیوم والغد فانتظر — ولا ترض بالفردوس وحدک تقنع
سراج تحلد واسئال اللہ رحمة — علی روحہ واعمل عسی فیک یشفع“

(ص ۱۶۲،۱۶۳)

جمیل احمد صاحب تھانوی کہتے ہیں۔

”فاین طبیب ارواح البرایا — فقد اعیی الاطبہ کل داء
تلفظہ لنا نفثات عیسیٰ — ولحظ العین عین الکیمیاء“

(ص ۱۵۳)

مزید فرماتے ہیں۔

”آں کنہ کمال و کنہ وصفش — بالا ز تصور خیالی

دربار گہش بفیض تاثیر حالی ہمہ گفتگوئے قالی
محروم ز درگہش ندیدم مقسوم گرفت ہر سوالی
از عالمیاں نہفت چوں رخ کرداست جہاں زورع خالیٰ''

(ص١٦٦)

یحییٰ صاحب! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ آپ کی پیاری ملت دیوبند کا کیا احوال ہے؟ آپ کو عدل وانصاف سے کچھ بھی لگاؤ ہے تو اپنے ممدوحین کی ''بے خوفی، مبالغہ آمیزی اور شرک و بدعت سے رغبت'' کا احوال جان کر خود ہی کہئے کہ آپ نے اپنے تحقیقی جائزہ میں ہم اہل سنت و جماعت، اہل حق پر بہتان طرازی اور اپنے بغض وعناد کے اظہار کے سوا اور کیا کیا ہے؟ مگر ہمیں آپ سے عدل وانصاف اور اظہار حق کی معمولی سی بھی امید نہیں، ہاں یہ یقین ہے کہ آپ کا باطن اتنا سیاہ ہو چکا ہے کہ آپ حق و باطل میں تمیز سے بھی عاری ہو چکے ہیں۔

یحییٰ صاحب! آپ تو تقویۃ الایمان کو شاید کوئی الہامی مقدس صحیفہ سمجھتے ہیں اور اس کے مندرجات کے لئے وکیل صفائی ثابت ہونا چاہ رہے ہیں، خود اسمٰعیل دہلوی تسلیم کر رہا ہے کہ وہ شدید اور نامناسب الفاظ استعمال کر گیا ہے، اور دیوبندیوں کا حکیم الامت و مجدد ملت تھانوی تسلیم کر رہا ہے کہ تقویۃ الایمان کی عبارات کو دہرایا نہیں جائے گا کیوں کہ وہ گستاخی و بے ادبی پر مشتمل ہیں اور آپ شرق پور میں بیٹھے ۱۹۹۴ء میں اپنی ذاتی فاسد تاویلات پیش کر کے اپنے ممدوح حضرات ہی کو جھٹلا رہے ہیں۔ آپ سے چیلے ہی ایسے گروؤں کو مزید بدنام کرتے ہیں۔ آپ جن سے دفاع کرنا چاہتے ہیں وہ اپنے ساتھ آپ کو بھی ڈبو رہے ہیں۔ یحییٰ صاحب! گھبرائیے نہیں، ایسی باتوں کا ایسا ہی انجام ہوتا ہے، ملاحظہ فرمائیے ''تفویۃ الایمان'' کو جسے آپ تقویۃ الایمان'' کہتے ہیں:

☆ کتاب ''ارواح ثلاثہ (حکایات اولیاء)'' مرتبہ اشرفعلی تھانوی، (ناشر دارالاشاعت کراچی) کے ص ۷۳ پر ہے کہ ''خاں صاحب نے فرمایا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب نے تقویۃ الایمان اول عربی میں لکھی تھی۔ چنانچہ اس کا ایک نسخہ میرے پاس اور ایک نسخہ مولانا گنگوہی کے پاس اور ایک نسخہ مولوی نصر اللہ خورجوی کے کتب خانہ میں بھی تھا اس کے بعد مولانا نے اس کو اردو میں لکھا اور لکھنے کے بعد اپنے خاص خاص لوگوں کو جمع کیا جن میں سید صاحب صاحب مولوی عبدالحی صاحب، شاہ اسحاق صاحب، مولانا محمد یعقوب صاحب مولانا فریدالدین صاحب مراد آبادی، مومن خاں، عبداللہ خاں علوی (استاذ امام بخش صہبائی و مولانا مملوک علی صاحب) بھی تھے اور ان کے سامنے تقویت الایمان پیش کی اور فرمایا کہ میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے مثلاً امور کو جو شرک خفی تھے جلی لکھ دیا گیا ہے۔ ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اشاعت سے شورش ضرور ہو گی۔ اگر میں یہاں رہتا تو ان مضامین کو آٹھ دس برس میں بتدریج بیان کرتا۔ لیکن اس وقت میرا ارادہ حج کا ہے اور وہاں سے واپسی کے بعد عزم جہاد ہے۔ اس لئے میں اس کام سے معذور ہو گیا اور میں دیکھتا ہوں کہ دوسرا اس بار کو اٹھائے گا نہیں۔ اس لئے میں نے یہ کتاب لکھ دی ہے گو اس سے شورش ہو گی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے۔ یہ میرا خیال ہے کہ اگر آپ حضرات کی رائے اشاعت کی ہو تو اشاعت کی جاوے ورنہ اسے چاک کر دیا جاوے۔ اس پر ایک شخص نے کہا کہ اشاعت تو ضرور ہونی چاہئے مگر فلاں فلاں مقام پر ترمیم ہونی چاہئے۔ اس پر مولوی عبدالحی صاحب شاہ اسحاق صاحب اور عبداللہ خاں علوی اور مومن خان نے مخالفت کی اور کہا کہ ترمیم کی ضرورت نہیں اس پر آپس میں گفتگو ہوئی اور گفتگو کے بعد بالاتفاق یہ طے پایا کہ ترمیم کی ضرورت نہیں ہے اور اسی طرح شائع ہونی چاہئے چنانچہ اسی طرح اس

کی اشاعت ہوگئی۔"

☆ امداد الفتاویٰ معروف بہ فتاویٰ اشرفیہ از افادت اشرفعلی تھانوی، (مطبوعہ مطبعہ مجتبائی دہلی ۱۳۴۶ھ) جلد چہارم کے ص ۱۱۹ (کتاب العقائد والکلام) میں ہے کہ:

"سوال:۔ وہابی کی کتاب تقویۃ الایمان اس میں لکھا ہے کہ کل مومن اخوۃ یعنی آپس میں سب مومن مسلمان بھائی بھائی ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ خدا کے آگے پیغمبر ایسے ہیں جیسے چمار چوہڑے تو آپ اس میں کیا فرماتے ہیں کہ بھائی کہنا درست ہے کہ نہیں اور چمار چوہڑے کے بارے میں بھی لکھنا ضرور بضرورتا کیداً لکھا جاتا ہے کیونکہ یہاں سب سے مومن مسلمان بھائی ہیں نفاق پڑا ہے کیونکہ وہابی لوگ کہتے ہیں کہ کہنا درست ہے اور حضرت کو بڑا بھائی کہتے ہیں اور سب جماعت کہتی ہے کہ کہنا درست نہیں لہٰذا براہ مہربانی اس خط کا جواب بہت جلد لکھئے فقط۔

جواب:۔ تقویۃ الایمان میں بعض الفاظ جو سخت واقع ہوگئے ہیں تو اس زمانہ کی جہالت کا علاج تھا جس طرح قرآن مجید میں عیسیٰ علیہ السلام کو الٰہ ماننے والوں کے مقابلہ میں قل فمن یملک من اللہ شیئا ان ارادان یھلک المسیح بن مریم الخ فرمایا ہے لیکن مطلب ان الفاظ کا برا نہیں جو غور سے یا سمجھانے سے سمجھ میں آسکتا ہے لیکن بعضوں کی عادت ہے کہ ان الفاظ کو بلاضرورت بھی استعمال کرتے ہیں، (اسمٰعیل دہلوی نے جو الفاظ لکھے ہیں) یہ بے شک بے ادبی اور گستاخی ہے۔ اگر متنازعین میں انصاف ہوگا تو ان سطروں سے باہم فیصلہ کرلیں گے جس کا حاصل یہ ہوگا کہ تقویت الایمان والوں کو برا بھی نہ کہا جاوے اور تقویۃ الایمان کے الفاظ کا استعمال بھی نہ کیا جاوے گا۔ فقط ۲۰ جمادی الثانیہ ۱۳۲۵ھ۔" (تھانوی)

اگر تقویۃ الایمان کے الفاظ تھانوی صاحب کے نزدیک گستاخی نہیں تو ان کا استعمال

کیوں منع ہے؟ کوئی اور ان الفاظ کا اسمٰعیل دہلوی کے حوالے سے تذکرہ کرے تو گستاخی ہو اور جس نے لکھے وہ بری الذمہ ہو، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ ظاہر سی بات ہے کہ اسمٰعیل دہلوی کو برا اس لئے نہ کہا جائے کہ اسے وہ اپنا امام مانتے ہیں ورنہ یہ الفاظ کسی اور کے ہوتے تو دیوبندی ازم کے پیروکار اصول وانصاف بھول جاتے ہیں۔

☆ جناب یحییٰ شرق پوری! آنکھیں کھولئے اور دیکھئے! ''تاریخ ہزارہ'' آپ نے نہیں دیکھی ورنہ انگریزوں کے حامی اپنے اسمٰعیل دہلوی کو آپ ''شہید'' نہ کہتے۔ وہ قتیل دہلوی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صرف بشر کی سی تعظیم کا بھی اختصار کے ساتھ روادار ہے اور اسی اسمٰعیل دہلوی کے چیلے، علمائے دیوبند اپنے گرو کا مونھ چڑاتے، تمسخر وتضحیک کرتے ہوئے اپنی گنگوہی، نانوتوی وتھانوی وغیرہ کے بارے میں صرف اللہ ومعبود والے الفاظ کا واضح استعمال نہیں کرتے لیکن صفات الٰہیہ اور صفات رسول کریم کا بیان بے خوفی سے کررہے ہیں اور شیخ الاسلام نمبر، ''الجمعیۃ'' دہلی جسے پاکستان میں مکتبہ مدنیہ باغ بان پورہ، گوجراں والا نے فروری ۱۹۸۵ء میں شائع کیا اس کے ص ۱۱۳ میں جناب عبدالرزاق ملیح آبادی، حسین احمد مدنی کو مجازاً خدا لکھتے ہیں، وہ کیسی دریدہ دہنی کا مظاہرہ کرتے ہیں، ملاحظہ ہو وہ لکھتے ہیں:

''تم نے کبھی خدا کو بھی اپنے گلی کوچوں میں چلتے پھرتے دیکھا ہے؟ کبھی خدا کو بھی اس کے عرش عظمت جلال کے نیچے فانی انسانوں سے فروتنی کرتے دیکھا ہے؟ تم کبھی تصور بھی کرسکے کہ رب العالمین اپنی کبریائیوں پر پردہ ڈال کے تمہارے گھروں میں بھی آکر رہے گا؟ تم سے ہم کلام ہوگا؟ تمہاری خدمت کرے گا؟ نہیں، ہرگز نہیں ایسا نہ کبھی ہوا ہے نہ کبھی ہوگا۔

تو پھر کیا میں دیوانہ ہوں، مجذوب ہوں کہ بڑہانک رہا ہوں؟ نہیں بھائیو، یہ بات نہیں

ہے۔سڑی ہوں نہ سودائی، جو کچھ کہہ رہا ہوں، سچ ہے حق ہے مگر سمجھ کا ذرا سا پھیر ہے حقیقت ومجاز کا فرق ہے۔محبت کا معاملہ ہے، اور محبت میں اشاروں کنایوں سے ہی کنایوں سے ہی کام لینا پڑتا ہے۔محبت بے پردہ سچائی کو گوارا نہیں کرتی۔کچھ بند بند، ڈھکی ڈھکی، چھپی چھپی باتیں ہی محبت کو راس آتی ہیں۔''

کہئے یحییٰ صاحب! کیا فرماتے ہیں آپ اس اقتباس پر؟ بغیر کسی تبصرے کے آپ کے سامنے آپ کے ممدوح دیوبندی عالم کا ہذیان ہے! اسی کتاب کے ص ۲۱ پر یہ شعر بھی حسین احمد مدنی کے لئے ملاحظہ ہو:

''آہ رخصت ہوگیا ہے بزم ہستی سے ندیم
پیشوائے علم دیں، تہذیب کا پروردگار''

☆ یحییٰ صاحب! آپ کسی خودساختہ فرضی مخطوطہ سے حضرت سیدنا بابا فرید گنج شکر رضی اللہ عنہ کے نام لکھ کر غلط ترجمہ کرکے عوام کو بہکانے کے کام کا نام ''تحقیقی جائزہ'' رکھ رہے ہیں، آپ نے صرف تذکرۃ الرشید، اشرف السوانح، قصائد قاسمی، کلیات شیخ الہند اور شیخ الاسلام نمبر سے کچھ اقتباس ملاحظہ کیے ہیں، اگر تمام تذکروں سے منظومات نقل کروں تو آپ کو معلوم ہو کہ آپ کے شرک وبدعت ساز دیوبندی ازم پر صرف چار حرف بھیجنا کافی ہوں گے۔دیکھئے اشرفعلی تھانوی کا یہ مکتوب بھی ملاحظہ کیجئے، تذکرۃ الرشید کا مولف اس مکتوب کے بارے میں لکھتا ہے''چوں کہ مولانا تھانوی میرے عقیدہ میں سرتاج علماء ہونے کے علاوہ خود میرے محترم پیشوا اور دینی آقا ہیں اس لئے اس پاکیزہ تحریر کو جو انشاء اللہ قیامت کے ہول ناک دن میں مغفرت کی دستاویز اور قلبی سلامتی وایمان کی مہری سند بنا کر علی رؤس الاشہاد مولانا (تھانوی) کے ہاتھ میں دی جائے گی، سوانح میں شائع کرتا ہوں۔'' (اصل عربی متن وارد وترجمہ بلفظہ کتاب تذکرۃ الرشید ج اول ص

۱۱۴، ۱۱۵ سے پیش خدمت ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ تعالیٰ والسلام علی رسولہ الافضل الاعلی۔ امام بعد من العبد الذلیل الی المخدوم المطاع الجلیل، السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔ والیکم یشتاق قلبی الاواہ، وبعد فقدا جتمعت فی ھذا الایام بالمولوی منور علی فقال ان حضرت مولانا ساخطون علیک لاختیارک طریق بعض اقاربک الذی یغائر طریقھم فعلیک ان تعتذر الیھم وترضیھم فتوجعت بھذا الخبر توجعا فظیعا وتالمت تالما وجیعا لکن مالمت الانفسی وماریت شیا غیر الصدق ینجی فیا مولانا واللہ انی کنت فی ذلک الزمان غریقا فی بحار الحیرۃ والطلب، واتطلع من یخلصنی من ذاک الوصب والنصب، اذنادی منادمن قریب من غیر ارادتی وقصدی ھات یدک بیدی انجیک من ھذا البحر اللجی وان الغریق یتشبث بکل حشیش۔ لما ھو فیہ من التھوش والتشویش۔ وقد کنت من وراء البحار من حبیبی۔ مغیثی وطبیبی، ومع ھذا ماترکت بحمد اللہ یوما العمل بقول الاکابر۔ خذما صفاودع ماکدر ثم کما ساعدنی الجلد بلثم تراب نعلیہ۔ وحضرت لدیہ۔ جددت الارادۃ۔ لیکون لما عسی ان یکون فات اعادہ فلما رجعت اذدوت ظمآء واکادا حسب السراب ماء، واریتنی لا ازدادالا حیرۃ ووحشہ وضیقا ودھشہ کتبت الی حبیبی ماوقع من الحال، ونادیت بالبلبال ؎

یا مرشدی یا موئلی یا مفزئی   یا ملجائی فی مبدئی و معادی

ارحم علی ایاغیاث فلیس لی کھفی سوی حبیکم من زاد
فاز الانام بکم وانی ھائم فانظر الی برحمة یا ھاد
یا سیدی لله شیاء انه انتم لی المجدی وانی جادی

فعذونی و نصرنی حباء کرامه و اقامنی علی ساحل السلامه فترنمت شوقا، وتبینت ذوقا ۔

دوش وقت سحر از غصه نجاتم دادند واندران ظلمت شب آب حیاتم دادند
کیمیائیست عجب بندگی پیر مغاں خاک او گشتم و چندیں در جاتم دادند

قد لسعت حیة الھوی کبدی فلا طبیب لھا ولا راقی
الا الحبیب الذی شغفت به به فعنده رقیتی و تریاقی

و انی والله قد رضیت بالله ربا و بالا سلام دینا و بحمد نبینا و بشیخی امداد الله العالمین مرشد او ولیا و بکم یا مولانا (گنگوھی) ھادیا مھدیا فھذا الذی ذکر کان من خبری و حقیقة امری فبالله ھو عین الصدق۔ و محض الحق۔ ما کان فیه من کذب و لا شعر۔ و لا خداع و لا سحر۔ فباسیدی لله ان تقبلوا اعذری بخلقکم العظیم۔ ولا تصغوا الی کل ھماز زلماز مشاء بنمیم۔ ولا تخرجونی من الجماعة۔ فانی ارجوان اکون معکم یوم تاتی الساعة۔ لکن لا تطیق ھمتی ان انا بذبا المخالفة مع الاعلان۔ عسی ان یکون من الله تعالی بمکان۔ فایذواه بوجب الھوان والخسران، فانی احسبه من فرقة اھل الملامه۔ و لکن لیس بمنصب الامامه۔ نعم التزمت علی نفسی انکار طریق یخالف السنة و الکتاب، علی راس المنبر و بطن المحراب۔ وان من مصلحتی ان یکتم بذا السر، لئلا یلحقنی الضر

والشر۔ وھو المامول من جنابکم۔ ومن قاری کتابکم۔ ولعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔ ویوکن ھذا السر جھرا۔ وھا انا قد اشتدالا الانتظار منی۔ ان تبشرونی برضاکم عنی۔ رضی اللہ عناو عنکم وعن جمیع المسلمین۔ بحق سیدنامحمد ﷺ ابداالآبدین۔ ۲۹ ذی قعدہ ۱۳۱۴ھ

ترجمہ:۔ ”اللہ کے لئے ہے سب تعریف اور سلام اس کے افضل واعلیٰ پیغمبر پر۔ اس کے بعد از بندۂ ذلیل بخدمت مخدوم ومطاع جلیل السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور مشتاق دل کے اظہار شوق کے بعد عرض ہے کہ دریں ایام مولوی منور علی صاحب سے ملنے کا بندہ کو اتفاق ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت مولانا (گنگوہی) تم (تھانوی) سے ناراض ہیں کیونکہ تم نے اپنے بعض اقارب کا وہ طرز عمل اختیار کرلیا ہے جو حضرت کے طریق عمل کے خلاف ہے۔ پس ضرور ہے کہ اپ معذرت کریں اور مولانا کو راضی کریں۔ یہ خبر سن کر مجھے نہایت صدمہ اور بہت رنج ہوا، اپنے آپ کو میں نے ملامت کی اور سچ کے سوائے کسی شے کو نجات دینے والا نہ سمجھا۔ پس اے ہمارے آقا میں اس وقت حیرت اور طلب کے دریا میں ڈوبا ہوا تھا اور اس بات کا متجسس تھا کہ کوئی مجھ کو اس رنج وفکر سے چھڑا لے۔ ناگاہ میرے قصد وارادہ کے بغیر قریب سے ایک منادی نے مجھے پکارا کہ ”لا اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے، تجھے اس گہرے سمندر سے نجات دوں گا“ اور ظاہر ہے کہ ڈوبتا ہوا شخص تنکے کا سہارا ڈھونڈتا ہے کیونکہ وہ پریشانی وتشویش میں مبتلا ہے اور میرا تو یہ حال تھا کہ اپنے پیارے فریادرس طبیب (اعلیٰ حضرت حاجی صاحب) سے کئی دریا ورے پڑا تھا (پس اس ندا کی طرف جھک گیا) مگر باوجود اس کے میں نے بزرگوں کی اس نصیحت کو ایک دن بھی نہ چھوڑا کہ ”صفا صفا لے لو اور گدلا گدلا چھوڑ دو“ پھر جب میری سعی نے اس نداکنندہ کی خاک بوسی نعلین تک مجھ کو پہنچا دیا اور ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے ارادت تجدید کرلی، اس امید پر کہ شاید مافات

کی مکافات ہو جائے مگر جب واپس ہوا ہوں تو پیاس بڑھی ہوئی پائی اور قریب تھا کہ (دھوکا کھاؤں) سپید ریت کو بہتا ہوا پانی سمجھ جاؤں اور میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ سوائے حیرت و توحش کی زیادتی اور تنگ دلی و دہشت کی ترقی کے کچھ نہ پایا، تب میں نے اپنے پیارے کو سارا حال لکھ کر بھیجا اور دل سے یوں عرض کیا۔

میرے مرشد میرے مولیٰ میری وحشت کے انیس میری دنیا کے مرے دین کے اے جائے پناہ
میرے فریاد رسا مجھ پر ترس کھاؤ کہ میں آپ کی حب کے سوا رکھتا نہیں توشہ راہ
خلق فایز ہو شہا آپ سے اور میں حیران رحم کی ہادی من اب تو ادھر کو بھی نگاہ
میرے سردار خدا واسطے کچھ تو دیجئے آپ معطی ہیں میرے میں ہوں سوالی اللہ

میرے اعلیٰ حضرت نے میری معذرت قبول فرمائی اور مدد کی اور محبت و بزرگی کے ساتھ لیا اور سلامتی کے کنارہ پر لا کھڑا کیا، جس کے سبب بہ شوق میں نے اس طرح نغمہ سرائی اور بہ

دوش وقت سحراز غصہ نجاتم دادند واندران ظلمت شب آب حیاتم دادند
کیمیائیست عجب بندگی پیر مغاں خاک او گشتم و چندیں در جاتم دادند
ڈس لیا عشق کی ناگن نے کلیجہ میرا کون منتر پڑھے اور کس سے رکھوں جان کی آس
ہاں وہ جاناں کہ مری جان ہے جس پر قرباں جھاڑنا جانتا ہے کھتا ہے تریاق کو پاس

ذوق یہ ابیات پڑھیں۔

اور میں بخدا راضی ہوں اللہ کو رب سمجھنے سے اور اسلام کو دین بنانے پر اور میں محمد ﷺ کو نبی ماننے اور اپنے شیخ حضرت امداد اللہ کو عالم کا مرشد اور ولی اور آپ (گنگوہی) کو، اے ہمارے آقا، راہبر اور ہدایت یاب سمجھنے سے، سو جو کچھ عرض ہوا ہے یہ ہے میرا قصہ اور حقیقۃ الامر جو بخدا عین صدق اور محض حق ہے، جس میں نہ جھوٹ ہے نہ افتراء، اور نہ دھوکا ہے نہ مزاح۔ پس اے میرے سردار اللہ واسطے میرا عذر اپنے اخلاق سے قبول فرما اور کان بھی نہ لگایئے کسی بدگو عیب چیں چغل خور کی طرف، مجھے اپنی جماعت سے ہرگز خارج نہ سمجھئے میں تو

واقعی امید رکھتا ہوں کہ آپ کے ساتھ محشور ہوں گا قیامت کے دن، ولیکن میری ہمت اس کی متحمل نہیں ہوسکتی کہ کھلم کھلا (ندا کنندہ) کی مخالفت کرنے لگوں کیونکہ ممکن ہے کہ وہ شخص خدا کے نزدیک بارتبہ ہو، پس اس کو ایذا پہنچانی موجب ذلت وخسارہ بن جائے اس میں شک نہیں کہ میں اس کو مستحق ملامت گروہ میں سمجھتا ہوں ولیکن امامت کا منصب نہیں (کہ روک سکوں) ہاں اپنے نفس پر میں نے لازم سمجھ لیا ہے کہ جو طریق سنت وکتاب اللہ کے مخالق ہو، اس کا انکار بالائے ممبر اور اندرون محراب کرتا رہوں اور میری مصلحت اس کو مقتضی ہے کہ یہ راز مخفی رہے، تا کہ مجھے کوئی ضرر یا شر نہ پہنچے اور اسی کی آپ کی جناب سے اور نیز خطوط کے پڑھنے والے سے امید بھی ہے، کیا عجب ہے کہ حق تعالیٰ اس کے بعد کوئی بات پیدا فرمادیں اور یہ راز آشکارا ہو جاوے، مجھے سرتاپا انتظار تصور فرماویں اس کا کہ آنحضرت (گنگوہی) کے مجھ سے راضی ہو جانے کا مژدہ مجھ تک پہنچے، حق تعالیٰ سدا راضی رہیں ہم اور آپ سے اور تمام مسلمانوں سے بطفیل محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے۔ ۲۹ ذی قعدہ ۱۳۱۴ ہجری۔'' (تھانوی)

(متن وترجمہ از تذکرۃ الرشید۔ ص ۱۱۴ ج ۱۔ از جناب عاشق الٰہی میرٹھی)

یحییٰ صاحب! ''یاسیدی للہ شیئا انہ'' کے الفاظ بھی ملاحظہ فرمائے آپ نے؟ آپ کو غیر مقلد ہونے کے باوجود علمائے دیوبند سے محبت ہے یا عقیدت؟ ذرا اپنے اور ان کے دین و ایمان کی کوئی تعریف تو بتایئے! ان کے قول و فعل میں ایسا سنگین تضاد ہے کہ یہ منافقوں کی بدترین قسم معلوم ہوتے ہیں اور جہنم کا درک اسفل انہی لوگوں کے لئے معلوم ہوتا ہے۔ ان کے فتاویٰ خود انہی کا تمسخر کرتے اور یہ اپنے ہی فتووں کی خود تضحیک وتوہین کرتے نظر آتے ہیں۔

انشاء اللہ مجھے وقت ملا تو تقویۃ الایمان کی عبارات کو کھلم کھلا جھٹلانے کا قولی وفعلی ثبوت علمائے دیوبند ہی کی تحریروں سے جمع کر کے کتابی شکل میں محفوظ کروں گا تا کہ اسمٰعیل دہلوی

کے چیلوں سے پوچھا جائے کہ ’’دونوں آوازوں میں تیری کون سی آواز ہے؟‘‘ بڑا جس کو شرک ثابت کرتا ہے چھوٹے اسی پر کاربند ہیں۔ قدرت کی طرف سے انہیں سزا ہے کہ یہ جسے شرک کہتے ہیں اسی کے خوگر ہیں، جسے حرام وغلط کہتے ہیں خود اسی کے قائل وعامل ہیں۔

اب اپنے ممدوح تھانوی کے بارے میں کچھ اور بھی ملاحظہ فرمایئے جسے ملت دیوبند جانے کیا کیا سمجھتی ہے۔

رسالہ ’’الامداد‘‘ از اشرفعلی تھانوی، بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۳۶ھ، مطبوعہ مطبع امداد المطابع، تھانہ بھون کے ص ۳۴، ۳۵، سے اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

’’ایک روز کا ذکر ہے کہ حسن العزیز دیکھ رہا تھا اور دوپہر کا وقت تھا کہ نیند نے غلبہ لیا اور سو جانے کا ارادہ کیا رسالہ حسن العزیز کو ایک طرف رکھ دیا لیکن جب بندہ نے دوسری طرف کروٹ بدلی تو دل میں خیال آیا کہ کتاب کو پشت ہوگئی اس لئے رسالہ حسن العزیز کو اٹھا کر اپنے سر کی جانب رکھ لیا اور سو گیا کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور (تھانوی) کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیئے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل پر یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے اشرفعلی نکل جاتا ہے حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور (تھانوی) کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہوگئی کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہوگئی زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی اتنے میں بندہ خواب

سے بیدار ہوگیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور (تھانوی) کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہوجاوے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کی تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں **اللھم صلی علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرفعلی** حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور (تھانوی) کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں۔

جواب:۔اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔ ۲۴ شوال ۱۳۳۵ھ۔" (تھانوی)

یحییٰ صاحب! آپ تاویل کرنے میں ماہر ہیں، یہاں بھی گوہرافشانی کیجئے!

جامعہ اشرفیہ لاہور کے بانی کہلانے والے مفتی محمد حسن صاحب اپنی کتاب "الکلام الحسن" (ملفوظات تھانوی)، مطبوعہ المکتبۃ الاشرفیہ، لاہور کے ص ۴۷ ج ۲ پر لکھتے ہیں:

" (تھانوی نے) فرمایا، گنگوہ میں ایک بزرگ تھے جن کا نام صادق تھا، وہ مرید کم کرتے تھے۔ دو شخص ان کے پاس آئے انہوں نے دونوں کا امتحان کیا اور کہا کہو **لا الٰہ الا اللہ صادق رسول اللہ** ایک بھاگ گیا، دوسرے نے کہہ دیا، اس کو (انہوں نے) بیعت کر لیا......"

تھانوی صاحب کے بارے میں بھی آپ نے پڑھ لیا کہ ان کا نام کلمہ و درود میں پڑھنے والے کو تسلی دی گئی اور خود تھانوی صاحب کی زبانی یہ بھی جان لیا کہ بیعت کے لئے

امتحان کرتے ہوئے کلمے میں اپنا نام پڑھوانا، جائز سمجھا گیا...... یحییٰ صاحب! بدزبانی و بد گوئی آپ صرف اہل سنت و جماعت (بریلوی) کے لئے کرتے ہیں، اپنے ممدوحین کے لئے آپ فاسد تاویل کر کے غلط کو بھی صحیح قرار دینا اپنا ایمانی فریضہ سمجھتے ہیں، یعنی آپ کے نزدیک آپ کے دیوبندی اکابر کی جو عزت ہے وہ اللہ کریم کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہیں، کیا اسی کا نام آپ نے ''شرک و بدعت کی رسوم سے پاک دین داری'' رکھا ہوا ہے؟ اللہ کریم ہمیں آپ کی ایسی نام نہاد دین داری اور آپ کے ایسے ممدوحین سے بچائے۔ (آمین)

☆ آپ نے اپنے ''تحقیقی جائزہ'' میں لکھا ہے کہ:۔ ''چند دنوں کی بات ہے کہ قصبہ شرق پور میں ایک نہایت اشتعال انگیز اور نفرت افزاء تحریر لائی گئی جو بالکل جھوٹے اور ناپاک بہتانوں پر مشتمل ہے یہ تحریر سنی تحریک لاہور کے دفتر سے لائی گئی تھی ان نادان افراد کو فرقہ پرستی کی تاریکی اس قدر اندھا کر چکی ہے کہ انہیں یہ بھی نظر نہیں آتا کہ اس وقت ہم اندرون ملک بیرون ملک (بلکہ پورا عالم اسلام) دشمن طاقتوں کی انتہائی گھناؤنی اور تباہ کن سازشوں کے نتیجے میں کن کن پریشانیوں میں گرفتار ہیں اور ہمیں اپنی صفوں میں اتحاد و اتفاق اور یگانگت قائم رکھنے کی کتنی شدید ضرورت ہے لیکن ایسے لوگوں کو وقت کے تقاضوں اور ملک و ملت کی فلاح و بہبود سے کیا دلچسپی۔ انہیں تو فی سبیل الشیطان فساد بپا کرنے سے ہی لذت آتی ہے...... یہ کوتاہ فہم لوگ بزعم خویش اپنے فرقہ کی برتری اسی میں سمجھتے ہیں کہ ان مسلمانوں کو بدنام کریں جو شرک و بدعات اور خود ساختہ رسومات سے اپنے دین کو اسی طرح پاک رکھنا چاہتے ہیں جس طرح اس دین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسانی بناوٹوں سے پاک اور انتہائی سادہ، تابناک صورت میں امت کو عطا فرمائے گئے تھے۔ یہ بر خود غلط لوگ ان مسلمانوں کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈہ کرنا اور ان کی طرف ان ہوئی باتوں کو منسوب کرنا

اپنے خیال میں دین کی خدمت اور اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں……

اندریں صورت حال میں نے مناسب سمجھتا کہ حقائق سے بالکل بے خبر اور سادہ دل عوام کے سامنے اصل حقیقت واضح کردی جائے چنانچہ بادل ناخواستہ اس مضمون کا تعاقب کرنے کا ارادہ کیا۔

ہوتی آئی ہے اچھوں کو برا کہتے ہیں'' (ص ۳، ۴، ۶)

جناب یحییٰ شرق پوری! آپ نے مذکورہ ''اشتعال انگیز اور نفرت افزا'' تحریر کو اپنے ''تحقیقی جائزہ'' میں شامل نہیں کیا حالاں کہ اس کا متن زیادہ سے زیادہ دو صفحات میں سماتا۔ لیکن اس طرح آپ کے شرانگیز اور تعصب افزا اعتراض و بہتان (کے جھوٹ) کی قلعی کھل جاتی۔ اور آپ کی تحریر سے یہ بھی طے ہوگیا کہ ''سچے اور پاک بہتان'' بھی ہوتے ہیں کیوں کہ آپ نے ''جھوٹے اور ناپاک بہتانوں'' کے الفاظ استعمال کئے ہیں…… ''بے فضول، بے عزتی خراب کرنے'' جیسے الفاظ کی طرح آپ کے ان الفاظ کو بھی زبان و بیان اور مفہوم و معانی کی لغات میں اضافہ قرار دیا جانا چاہئے اور آپ کے علم و فہم کی داد دینی چاہئے۔

سنّی تحریک کے افراد کو آپ نے نادان اور فرقہ پرست لکھا ہے یا تمام سنیوں کو؟ شاید آپ مفہوم و معانی کے ہیر پھیر کے لئے لفظ و بیان کو آڑ بنائیں۔ میں اس سے قطع نظر کرتے ہوئے آپ سے پوچھنا چاہوں گا کہ سنی اگر نادان ہیں تو کیسے؟ اور فرقہ پرستی کیا ہے؟

ان کی نادانی اگر یہ ہے کہ وہ بدمذہب شریروں کی شرانگیز اور نفرت افزا سیاہ کاریاں لوگوں کو بتا کر لوگوں کو ان شریروں سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں تو اس کو نادانی کہنا خود نادانی ہے اور کوئی اہل حدیث کہلانے والا اس کو نادانی کہے تو گویا وہ حدیث پر عمل سے روکنے کا مرتکب ہوتا ہے کیوں کہ مشکوٰۃ شریف ص ۲۸ میں حدیث ہے کہ:…… **ایاکم و ایاھم لا**

یضلونکم ولا یفتنونکم ان (بدمذہب لوگوں) کو اپنے سے دور کرو اور خود بھی ان سے بچو تا کہ تم کو بہکا نہ سکیں اور فتنہ میں نہ ڈالیں۔ اور (ان کان صحیحاً) ایک روایت میں ہے کہ بے دین، بدکار کا تذکرہ کرو تا کہ لوگ اس سے بچیں...... کیوں کہ **للصحبۃ تاثیر ولو کان شیئا** کے تحت بقول آپ کے بھی ''حقائق سے بالکل بے خبر اور سادہ لوح عوام کے سامنے اصل حقیقت واضح کرنا'' یقینا اچھا کام ہے اور قرآن کا فرمودہ ہے کہ **فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین** لہٰذا حقائق اور نصیحت جاننے کے بعد برے لوگوں سے بچنا ضروری ہے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ شریعت کے احکام کا نفاذ اور فیصلہ ظاہر کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ **نحن نحکم بظواھر کم ولا نحکم ببواطنکم** (ہم تو تمہارے ظاہر پر حکم بتاتے ہیں اور ہم تمہارے باطن کے اعتبار سے فیصلے نہیں کرتے) اور آپ جانتے ہوں گے کہ **الرضا بالکفر کفر**۔ (کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے) اور یہ بھی ارشاد آپ کو معلوم ہوگا کہ **من رای منکم فلیغیرہ بیدہ** الخ یعنی جب تم میں سے کوئی دیکھے کہ برائی وخرابی ہو رہی ہو تو اسے طاقت وقوت رکھنے کی صورت میں اس برائی کا سدباب کرنا چاہئے، ہاتھ سے روکے، زبان سے صدائے حق بلند کرے اگر سدباب کی طاقت وقوت نہیں رکھتا تو دل سے اس برائی کو برا جانے جب کہ صرف دل سے برا جاننا یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ ہاتھ اور زبان سے برائی کو روکنے یعنی احقائق حق اور ابطال باطل کرنے میں تحریر وتقریر بھی شامل ہے یا نہیں؟ آپ ہی کہئے کہ سنیوں نے احادیث پر عمل کیا ہے یا نادانی کی ہے؟ کیا حدیث پر عمل کرنے والا صرف وہی کہلاتا ہے جو صرف رفع یدین، فاتحہ خلف الامام، آمین بالجہر کرتا ہو؟ باقی احادیث پر عمل کرنا شرانگیز اور نفرت افزا کیوں سمجھا جاتا ہے؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں گستاخانہ الفاظ استعمال کرنے یا گستاخی کرنے والوں سے دفاع کرنے یا گستاخوں کو اپنا اکابر کہہ کر ان کی حمایت وتائید کرنے اور کسی خود ساختہ فرضی مخطوطہ کی کچھ

باتوں کو اپنے تئیں شرک و مبالغہ کہنے کو آپ نادانی یا فرقہ پرستی نہیں کہیں گے بلکہ ''شرک و بدعت سے خود کو پاک رکھنے کی'' کوشش ٹھہرائیں گے اور اہل باطل کی معتبر و معتمد کتابوں کی کفریہ و گستاخانہ عبارات کی تردید و بطلان کو آپ نادانی و فرقہ پرستی کہتے ہیں۔ فرقہ واریت اور فرقہ پرستی میں فرق بھی شاید آپ نہیں سمجھتے ہوں گے ورنہ آپ سے زیادہ سمجھ داری کا مظاہرہ دین سے بے بہرہ وہ حکمران کر رہے ہیں جو فرقہ پرستی کی بجائے فرقہ واریت کے الفاظ استعمال کرتے ہیں، سچے مسلمانوں کو مشرک و کافر ٹھہرانا تو آپ سے باطل پسند اور شخصیت پرست لوگوں کو روزگار اور شعار ہے لیکن آپ لوگ اہل حق پر زبان طعن دراز کرتے ہیں۔ سواد اعظم، فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت کی تبلیغ و اشاعت کو فرقہ پرستی وغیرہ کہنا تو احادیث کی مخالفت ہے، اپنی کتاب ''دیوبند سے بریلی'' میں اس موضوع پر حقائق پیش کر چکا ہوں۔ اہل سنت و جماعت ہرگز فرقہ پرست نہیں۔ آپ انہیں فرقہ پرست کہہ کر ان پر بہتان باندھ رہے ہیں، ہو سکے تو آئینے میں آپ اپنا چہرہ و کردار دیکھیں! (☆) شیطان نے سیدھے راستے پر گامزن لوگوں کی تاک میں بیٹھنے کا اعلان کیا تھا...... مجھے بتائیے یحییٰ صاحب! تمام باطل ٹولے صرف اہل سنت و جماعت ہی کی تاک میں ہیں یا نہیں؟ مرزائیوں کے آپ ہم نوا اور دیوبندیوں کے آپ مداح ہیں اور رافضیوں سے آپ کی فقہی مطابقت ہے۔ عداوت آپ کو صرف اہل سنت و جماعت (بریلویوں) سے ہے۔

(☆) آپ ہی کے ثناء اللہ امرت سری نے ''شمع توحید'' مطبوعہ سرگودھا کے ص ۴۰ پر لکھا ہے کہ: ''امرت سر مسلم آبادی، غیر مسلم آبادی کے مساوی ہے۔ اسی (۸۰) سال پہلے قریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو آج کل بریلوی، حنفی خیال کیا جاتا ہے۔'' یحییٰ صاحب! ایک غیر مقلد کی زبانی آپ نے جان لیا کہ تانگے کی چند سواریوں کا نام سواد اعظم اہل سنت نہیں اور سنی بریلوی ہی سچے مسلمان ہیں اور شروع ہی سے ان کی اکثریت رہی ہے۔ ہاں وہ آپ ہی لوگ ہیں جو مسلمانوں میں انتشار و افتراق اور اتحاد و اتفاق ختم کرنے کے لئے انگریزوں سے نام الاٹ کر کے سازشیں کر رہے ہیں اور فرقہ واریت کو بڑھا رہے ہیں۔

فی سبیل الشیطان خود آپ مشغول ہیں اور بہتان دوسروں پر دھر رہے ہیں! کیا یہی آپ کی وہ دین داری ہے جس کو آپ نے شرک و بدعت کی خود ساختہ رسوم سے پاک قرار دیا ہے؟ اپنے عقائد و اعمال کا احوال خود اپنے مسلک کی کتابوں سے آپ ملاحظہ کر چکے ہیں، اس کے باوجود آپ خود کو سچا مسلمان کہلانا چاہتے ہیں اور باقی کے لئے ''برخود غلط لوگ'' کے الفاظ استعمال کرتے ہیں...... سچ ہے کہ لاتوں کے بھوت باتوں سے درست نہیں ہوتے، افسوس کہ آپ کو گستاخان رسول علمائے دیوبند سے دفاع محبوب ہے لیکن حق و باطل میں تمیز قبول نہیں۔ آپ سے عرض ہے کہ شرق پور شریف کو شرف حضرت شیر ربانی قطب یزدانی میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اور ان کی برکت سے اس علاقے کے تمام لوگ حقائق سے بالکل بے خبر نہیں اسی لئے وہ آپ کے ہم نوا نہیں، آپ نے لکھا ہے کہ ۔

''ہوتی آئی ہے کہ اچھوں کو برا کہتے ہیں''

جی ہاں! آپ نے یہی کیا ہے اور یہ آپ اور آپ کے ممدوح فرقے کا وتیرہ چلا آرہا ہے کہ آپ اچھوں کو برا کہتے ہیں اور آپ کے تحقیقی جائزہ میں اچھوں کو برا کہنے اور بروں کو اچھا کہنے ہی کی مشق ستم دہرائی گئی ہے۔

آپ نے اپنے کتابچے کے ص ٦ پر مذکورہ مصرع کے بعد لکھا ہے کہ: ''اب ہم وہ ناپاک بہتان اور اصل حقیقت ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں تاکہ سچ جھوٹ نکھر کر سامنے آجائے چنانچہ ترتیب وار ملاحظہ ہوں۔

پہلا بہتان

غیب کی باتوں کا علم جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (کو ہے) ویسا علم زید، عمر، بچوں اور پاگلوں کو بلکہ تمام جانوروں کو بھی ہے۔'' (تحقیقی جائزہ، ص ٦)

آپ کے نزدیک اس عبارت میں ''ایسا علم'' سے مراد ''یعنی عطا کیا اور بخشا ہوا علم''

ہے۔(تحقیقی جائزہ ص ۷)

اس بارے میں خود کچھ عرض کرنے سے پہلے آپ کے ممدوح جناب اشرفعلی تھانوی کی اصل عبارت اور اس پر علمائے دیوبندہی کی وضاحت پیش کردوں تا کہ آپ کے نزدیک اس عبارت کی اصل حقیقت ظاہر ہو جائے اور آپ جان لیں کہ یہ بہتان ہے یا اسے بہتان کہنا خود بہتان ہے۔

کتاب ''حفظ الایمان'' (ناشر شیخ جان محمد الہ بخش، تاجران کتب علوم مشرقی، کشمیری بازار، لاہور۔ جون ۱۹۳۴ء مطبوعہ کریمی پرنٹنگ پریس لاہور) کے ص ٦ پر سوال ہے کہ:۔

''زید کہتا ہے کہ علم غیب کی دوقسمیں ہیں۔ بالذات اس معنی کر عالم الغیب خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہوسکتا۔ اور بواسطہ اس معنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم الغیب تھے۔ زید کا یہ استدلال اور عقیدہ وعمل کیسا ہے؟''

تھانوی صاحب اس سوال کے جواب میں پہلے یہ لکھتے ہیں ''عالم الغیب'' کے الفاظ کا اطلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جائز نہیں اور بالواسطہ کل علم غیب کی تو گنجائش نہیں کیوں کہ وہ عقلاً محال ہے۔ اگر بواسطہ علم غیب بعض ہے، تو اس کے بارے میں تھانوی صاحب لکھتے ہیں: ''پھر یہ کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ''ایسا علم غیب'' تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔'' (حفظ الایمان، ص ۷، از تھانوی)

اس عبارت میں علمائے اہل سنت نے اعتراض یہ کیا کہ آپ کے تھانوی نے ''اطلاق'' اور ''حکم'' کے الفاظ سوال کے جواب میں استعمال کیئے ہیں۔ (کسی چیز کے لئے کسی لفظ کا

بولنا، اسے اطلاق کہتے ہیں اور کسی چیز کے لئے کسی بات کا ثابت ہونا، اسے حکم کہتے ہیں۔ حکم اور اطلاق کبھی دونوں جمع ہوتے ہیں اور کبھی حکم صحیح ثابت ہوتا ہے مگر اطلاق درست نہیں ہوتا......) سوال کے جواب میں تھانوی صاحب نے حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے ''عالم الغیب'' کے الفاظ کا اطلاق تو نقلاً وعقلاً محال بتایا مگر ساتھ ہی علم غیب کا حکم بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر کیا جانا تسلیم نہیں کیا اور لکھا کہ ''آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو......'' یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے علم غیب ثابت ہونے سے صاف انکار کر دیا اور انکار کے بعد اللہ تعالیٰ کی عطا، اس علم کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہایت توہین اور شدید گستاخی کی۔

جناب عبدالشکور لکھنوی مناظرہ مونگیر کی روداد بنام ''نصرت آسمانی'' کے ص ۲۷ پر لکھتے ہیں: جس صفت کو ہم مانتے ہیں اس کو رذیل چیز سے تشبیہ دینا یقیناً توہین ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا میں صفت علم غیب ہم نہیں مانتے اور جو مانے اس کو منع کرتے ہیں، لہٰذا علم غیب کی کسی شق کو رذیل چیز میں بیان کرنا ہرگز توہین نہیں ہوسکتی۔''

یحییٰ صاحب! آپ ''اطلاق'' کی خودساختہ بات کر کے جانے کیوں اپنے ممدوحین ہی سے اپنی رسوائی پسند کر رہے ہیں۔ دیوبندی خود یہ تسلیم کر رہے ہیں کہ تھانوی کی عبارت میں رذیل چیزوں سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کو تشبیہ دی گئی ہے آپ کا تھانوی بعض علم غیب بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مجبوراً مانا ہے، اور اس کے لئے کہتا ہے کہ اس بعض علم غیب میں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے حضور کی کوئی خصوصیت اور کمال ہی نہیں ''ایسا علم غیب'' (کے الفاظ میں لفظ ''ایسا'' تشبیہ کے لئے ہے، یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کا عطا کیا اور بخشا ہوا جیسا علم غیب حاصل ہے، ایسا علم غیب) ہر ایرے غیرے ہر بچے اور پاگل

بلکہ تمام جانوروں اور جو پایوں کو بھی حاصل ہے (☆) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عطا شدہ علم غیب میں بچوں پاگلوں اور جانوروں کے ساتھ تشبیہ دینا اور یہ جتلانا کہ رسول پاک کے اور جانوروں وغیرہ کے علم غیب میں کوئی فرق نہیں، یہ شدید گستاخی اور توہین ہے۔

جناب اشرفعلی تھانوی کے معاصر ایک اور دیوبندی عالم جناب مرتضی حسن دربھنگی اپنی کتاب ''توضیح البیان'' کے ص ۸ پر ''ایسا'' کے لفظ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: ''واضح ہو کہ ''ایسا'' کا لفظ فقط مانند اور مثل ہی کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنی ''اس قدر'' اور ''اتنے'' کے بھی آتے ہیں جو اس جگہ (تھانوی کی عبارت میں (متعین ہیں''...... اور ص ۱۷ پر لکھتے ہیں کہ ''(تھانوی کی) عبارت متنازعہ فیھا میں لفظ ''ایسا'' بمعنی ''اس قدر اور اتنا'' ہے پھر تشبیہ کیسی؟''

دیو بند ہی کے ایک اور مشہور عالم جناب حسین احمد ٹانڈوی مدنی اپنی کتاب ''الشہاب الثاقب'' کے ص ۱۰۲ پر لکھتے ہیں:۔ ''وہ حضرت مولانا (تھانوی) (اس) عبارت میں لفظ ''ایسا'' فرما رہے ہیں۔ اگر لفظ ''اتنا'' ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کی برابر کردیا...... لفظ ''ایسا'' تو کلمہ تشبیہ کا ہے۔''

مرتضی حسن صاحب اپنے تھانوی صاحب کی عبارت میں لفظ ''ایسا'' کو تشبیہ کا کلمہ نہیں مانتے کہ اگر تشبیہ کا کلمہ مانیں گے تو کفر ہو جائے گا اور حسین احمد مدنی صاحب اس عبارت میں لفظ ''ایسا'' کو تشبیہ کا کلمہ کہہ رہے ہیں اور مرتضی حسن صاحب کے نزدیک جو معنی کفر ہے وہ ثابت کر رہے ہیں اور حسین احمد مدنی صاحب کے نزدیک جو معنی ''کفر'' ہے وہ مرتضی حسن صاحب اپنے تھانوی صاحب کی اس عبارت میں ثابت کر رہے ہیں، اس طرح تھانوی

(☆) جانوروں، چوپایوں سے اپنا اور اپنے مدوحین دیوبندیوں کے خاص شغف کا احوال ملاحظہ فرمائیں کہ ماننے پر آتے ہیں تو ان کے لئے علم غیب مان لیتے ہیں۔

صاحب کو کفر سے بچانے کی کوشش میں یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کے فتوے سے خود کافر قرار پائے۔ان دونوں نے ثابت کر دیا کہ سنی علماء نے تھانوی کی عبارت کا جو معنی و مفہوم بیان کیا ہے وہی اس عبارت سے ثابت ہے۔

یحییٰ صاحب! ''تحقیقی جائزہ'' کے ص ۸ پر آپ نے اپنے ممدوح تھانوی صاحب کا یہ بیان لکھا ہے کہ: ''جو شخص ''ایسا'' عقیدہ رکھے یا بلا اعتقاد صراحتاً یا اشارتاً یہ کہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم معاذ اللہ زید بکر کے برابر ہے، میں (تھانوی) اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے سرور عالم فخر بنی آدم کی۔''

یحییٰ صاحب، حفظ الایمان کی عبارت تھانوی صاحب نے ۸ محرم ۱۳۱۹ھ کو لکھی (جیسا کہ حفظ الایمان کے ص ۸ پر درج ہے) اور آپ کا یہ مذکورہ بیان تھانوی بسط البنان کے ص ۱۰ پر ہے اور یہ رسالہ بسط البنان شعبان ۱۳۲۹ھ میں تھانوی صاحب نے لکھا۔ آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ تھانوی صاحب کی طرف سے اپنی برأت کا بیان جو آپ نے نقل کیا ہے، اس میں ''جو شخص ایسا عقیدہ رکھے'' کے الفاظ میں ''ایسا'' کا لفظ تشبیہ کا کلمہ ہے یا نہیں؟ جس طرح اس عبارت میں ''ایسا'' کا لفظ ہے اسی طرح حفظ الایمان کی عبارت میں ''ایسا'' کا لفظ ہے، اور ''ایسا'' کے لفظ کے لئے آپ دو دیوبندی بڑے علماء سے ملاحظہ کر چکے ہیں کہ یہ کلمہ اس متنازع عبارت میں کیا معنی ومفہوم رکھتا ہے۔

''عبارات اکابر'' (مطبوعہ ادارہ نشر واشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجراں والا) کے ص ۱۸۷ پر لفظ ''ایسا'' کے ''امیر اللغات'' ص ۳۰۲، ج ۲ سے تین معانی پیش کر کے لکھا ہے کہ: ''لفظ ''ایسا'' سے اس قسم کا، یا اس قدر یا اتنا کوئی معانی مراد لیں، اس کے پیش نظر حضرت تھانوی کی مذکورہ عبارت بالکل بے غبار اور بے داغ ہے اور انہوں نے معاذ اللہ

تعالیٰ آں حضرت ﷺ کی ہرگز کوئی توہین نہیں کی۔''

یحییٰ صاحب! ''عبارات اکابر'' کے مصنف کے مطابق تھانوی کی تحریر یوں ہوجائے گی: ''اگراس سے مراد بعض علم غیب ہے تواس قسم کا علم غیب یا اس قدر علم غیب یا اتنا علم غیب تو ہرایرے غیرے، بچوں، پاگلوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے۔'' فرمایئے یحییٰ! آپ کے نزدیک جو بعض علم غیب نبی پاک ﷺ کو اللہ کی عطا سے حاصل ہے، اسی قسم کا یا اسی قدر یا اتنا علم غیب ہرایرے غیرے، بچوں، پاگلوں اور تمام جانوروں کے لئے بھی ماننا کفر ہے یا نہیں؟

آپ کہتے ہیں کہ ہم اہل سنت و جماعت (بریلوی) نے دیوبندی ملاؤں کی عبارات کے مطلب و مفہوم، معنی و مراد، غلط لئے ہیں...... یحییٰ صاحب؟ آپ کو بہتان لگانے سے خاصی رغبت ہے، اپنے اس مرغوب مگر مذموم شغل سے آپ حقائق بدل نہیں سکتے۔ آپ کے ممدوح ملاؤں کی عبارات، وحی الٰہی یا حدیث نبوی نہیں تھیں کہ ان کو بدلنا گوارا نہ کیا جاتا، غلط و کفریہ عبارات سے توبہ و رجوع، توہین و تحقیر کا باعث نہیں ہوتا لیکن آپ کے ممدوحین نے ''عذر گناہ'' کو ترجیح دی، توبہ کو نہیں اور آپ کے تھانوی کی بسط البنان کی عبارت خود اس کے اپنے ہاتھوں اس کے کفر کی گواہی ہے مگر برسوں بعد اب آپ اس کے کفر کو ایمان ثابت کر کے خود کو جس جرم میں مبتلا اور شامل کر رہے ہیں، اس کا نتیجہ ذلت و تباہی ہے۔

آپ کہتے ہیں کہ ''عطائی علم والے پر اطلاق (عالم الغیب) سے لازم آتا ہے کہ ادنی آدمی بلکہ معمولی اور حقیر چیزوں کو بھی عالم الغیب کہا جائے۔ اس میں حضور انور ﷺ کی کوئی تعریف نہیں نکلتی بلکہ اتنی حقیر مخلوق سے تشبیہ لازم آتی ہے جو سراسر باطل اور ظلم عظیم ہے مولانا تھانوی تشبیہ کا ابطال اور رد کر رہے ہیں لیکن بد باطن اعداء ان کی اسی عبارت میں زید بکر جیسا علم ثابت کر کے تشبیہ کا بہتان لگا رہے ہیں۔'' (تحقیقی جائزہ ص ۷)

جناب یحییٰ! آپ کے مذکورہ بالا الفاظ پکار رہے ہیں کہ آپ باندازِ دگر تسلیم کرتے ہیں کہ تھانوی نے رسول کریم ﷺ کے علم کو حقیر مخلوق سے تشبیہ دی ہے اور یہی ''سراسر باطل اور ظلم عظیم'' آپ کے تھانوی نے کیا ہے۔ آپ کا تھانوی تشبیہ کا ابطال یا رد نہیں کر رہا بلکہ ''بد باطن اور عدو'' ثابت ہو کر وہ کر رہا ہے جو سراسر باطل اور ظلم عظیم ہے اور آپ بھی اس سراسر باطل اور ظلم عظیم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اہل حق نے آپ کے تھانوی کی اس ناپاک عبارت سے جو واضح اور ثابت ہوتا ہے وہی بیان کیا ہے، اہل حق نے کوئی بہتان نہیں لگایا البتہ آپ اہل حق پر یہ بہتان ضرور لگا رہے ہیں کہ وہ آپ کے تھانوی کی عبارت میں زید بکر جیسا علم ثابت کر رہے ہیں۔ آپ کا تھانوی تو علم غیب کے ثبوت ہی کو کمالات نبوت میں نہیں مانتا اور آپ ''عالم الغیب'' کے الفاظ کے اطلاق کی بات اپنے تھانوی پر تھوپ رہے ہیں۔

اگر کوئی کہے کہ میں بچوں پاگلوں اور جانوروں کے لئے علم غیب نہیں مانتا، میں تو صرف رسول کریم ﷺ کے لئے علم غیب مانتا ہوں تو آپ کا تھانوی کہتا ہے کہ نبی میں اور بچوں پاگلوں جانوروں میں کیا فرق ہے؟ جیسا علم غیب نبی کو ہے ایسا علم تو بچوں پاگلوں اور جانوروں کو بھی ہے۔ آپ کے تھانوی نے عطا شدہ علم غیب کے حکم کی بات کی ہے اور آپ عالم الغیب کے اطلاق کی خود ساختہ بحث تراش رہے ہیں۔ آنکھیں آپ کو بھی عطا ہوئی ہیں اور خنزیر کو بھی۔ ''عطائی'' کو سامنے رکھ کر صرف ''عالم الغیب'' کے الفاظ کے اطلاق پر نہ جایئے باقی چیزوں کے اطلاق اور حکم کا احوال بھی دیکھئے۔ یحییٰ وہابی اور خنزیر کو کسی ''وصف'' میں شریک بیان کیا جائے تو توہین اور گستاخی کا کوئی پہلو ہوگا یا نہیں؟ آپ کا تھانوی اگر علم غیب کے ثبوت کو تسلیم کر کے یہ کہتا کہ ''عطا کیا ہوا علم غیب تو رسول کریم ﷺ کے علاوہ دوسرے رسولوں بلکہ ایمان والوں میں بھی بعض کو کسی درجہ حاصل ہے'' تو بات اتنی ہوتی کہ حضور اکرم ﷺ کی خصوصیت کا سوال رہتا کہ انہیں باقی مخلوق سے افضل و اعلیٰ فی العلم

والعمل مانتے ہیں یا نہیں؟ لیکن آپ کے تھانوی نے صاف کہا کہ ''اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ''ایسا'' علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔'' آپ کے تھانوی نے تشبیہ کا ابطال یا رد نہیں کیا بلکہ تشبیہ کا وہ استعمال کیا ہے جو سراسر باطل اور ظلم عظیم ہے۔

آپ اہل حدیث کہلاتے ہیں۔آپ جانتے ہوں گے کہ مسلم شریف، حدیث کی مشہور کتاب ہے۔اس کے ص ۲۱۸/۱ پر تذکرہ ہے کہ ام المومنین حضرت سیدہ طیبہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے یہ ذکر ہوا کہ نماز میں نمازی کے آگے سے کتے، گدھے اور عورت کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ تم نے ہمیں یعنی عورتوں کو کتے گدھے کے مشابہ اور مساوی کر دیا......اس واقعہ میں کسی محترم و معزز ہستی کا نام یا ذکر نہیں صرف جنس عورت کا ذکر کتے اور گدھے کے ساتھ کیا گیا تو حضرت سیدہ عائشہ نے اس انداز بیان کو بھی عورتوں کے لئے جیسا سمجھا وہ آپ ملاحظہ کرلیں۔آپ کے ممدوح تھانوی کی عبارت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کر کے ان کے علم کو جن جن کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے یہ ''سراسر باطل اور ظلم عظیم'' ہے یا نہیں؟ اگر یہ کہا جائے کہ عالم الحدیث کا اطلاق وحکم کس پر ہوسکتا ہے؟ اگر کسی پر ہوسکتا ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس علم حدیث سے مراد بعض احادیث کا علم ہے یا تمام احادیث کا؟ اگر بعض احادیث کا علم مراد ہے تو اس میں نذیر حسین دہلوی، نواب صدیق حسن بھوپالی، وحید الزمان، ثناء اللہ امرت سری، محمد حسین بٹالوی، میر ابراہیم سیال کوٹی، یحییٰ شرق پوری کی ہی کیا تخصیص ہے ''ایسا'' علم حدیث تو ایرے غیرے، ہر بچے و پاگل بلکہ تمام جانوروں اور چوپایوں کو بھی حاصل ہے کیوں کہ ہر ایک کو کسی نہ کسی ایسی ''بات'' کا علم ہوتا ہے جو دوسرے کو نہیں ہوتا تو چاہئے کہ سب کو ''عالم الحدیث'' کہا جاوے...... بتائیے یحییٰ صاحب! ''ایسا'' کہنے سے توہین کا کوئی پہلو نکلتا ہے

یانہیں؟ ہوسکتا ہے آپ کے برے عقائد واعمال میں ''توہین'' کا مفہوم ہی مختلف ہو اور اہانت وحقارت کے لئے آپ کے ہاں کوئی تصور ہی نہ ہو اور آپ تو نہیں معلوم کب سے تھانوی صاحب کو جانتے ہیں کب ان کے حامی ہوئے؟ آپ کو علم وفہم سے کچھ بھی واسطہ ہے تو یہ بتائیے کہ حسین احمد مدنی اور مرتضی حسن دربھنگی کی وضاحتوں کے بارے میں کیا کہا جائے گا؟ کیا آپ ان دونوں دیوبندیوں سے زیادہ عالم ہیں؟ کیا آپ ان دونوں سے بڑھ کر تھانوی صاحب کو جانتے مانتے اور تھانوی کی سمجھ رکھتے ہیں؟ یہ بھی بتائیے کہ اب تک وہ تمام علمائے دیوبند جنھوں نے تھانوی صاحب کی اس عبارت پر علمائے اہل سنت سے مناظرے کیے اور لفظ ''ایسا'' کو تشبیہ کا مانے بغیر نہیں رہے اور رسول کریم ﷺ کی گستاخی کے الزام سے اپنے تھانوی کو بری نہیں کرواسکے، ان سب کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ کیا وہ سب جاہل تھے؟ کیا وہ سب آپ سے کم فہم و دانش رکھتے تھے؟ کیا آپ ان سب سے زیادہ تھانوی کی سمجھ رکھتے ہیں؟

یہ بھی بتائیے کہ تھانوی علیہ ماعلیہ نے اپنی اس عبارت کو کیوں بدلا تھا؟ اس نے اپنی اس غلیظ عبارت کے بارے میں بھونڈی وضاحتوں پر جانے کتنے کاغذ سیاہ کیے لیکن بایں ہمہ خود کو توہین رسالت مآب (ﷺ) کے جرم سے بری نہ کرسکا۔ اگر اس کی ناپاک عبارت آپ کے نزدیک آپ کی لچر وضاحت کے مطابق درست ہی ہو تو اپنے ممدوح تھانوی کو آپ پھر بھی بچا نہیں سکیں گے کیوں کہ اس نے اس عبارت کو تبدیل کردیا تھا لیکن اس تبدیلی کے باوجود توہین رسالت مآب (ﷺ) کے جرم سے وہ بری نہیں ہوسکا کیوں کہ اس نے پہلی گستاخانہ عبارت سے توبہ نہیں کی۔ عبارت تبدیل کرنے کی بدیہی وجہ یہی تھی کہ وہ بھی بخوبی سمجھ گیا تھا کہ اس کی عبارت گستاخانہ ہے لیکن اپنی جھوٹی ساکھ باقی رکھنے کو اس نے اپنی پہلی عبارت سے توبہ نہیں کی جس کی وجہ سے وہ رسول کریم ﷺ کی

توہین وتنقیص اور گستاخی و بے ادبی کا مجرم ہی رہا اور بے توبہ مرا۔

یحییٰ صاحب! کراچی شہر میں آپ کے ممدوح خاص، اشرفعلی تھانوی کے نظریات کے پرچار کے لئے قائم، دارالعلوم کراچی کے سابق شیخ الحدیث جناب مفتی رشید احمد لدھیانوی کوفقیہ العصر کے القاب سے یاد کر کے (دیوبندی پبلشر) ایچ ایم سعید کمپنی، پاکستان چوک کراچی نے ان کے فتاویٰ کا مجموعہ ''احسن الفتاوی'' شائع کیا ہے۔اس کتاب کی طبع چہارم ۱۴۰۸ھ کے ص ۳۱۱ پر جناب ابو الاعلیٰ مودودی کے بارے میں وہ لکھتے ہیں ''کوئی صاحب بطور نمونہ دیکھنا چاہیں تو تفہیم القرآن میں حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت داؤد، حضرت یونس، حضرت یوسف علیہم السلام کی شان میں اور ترجمان القرآن ج ۲۹ عدد ۴ ص ۵ اور رسائل و مسائل ص ۳۱ ج ۱ طبع دوم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں دریدہ دہنی ملاحظہ فرمالیں، مگر مودودی کی اس عیاری سے ہوشیار رہیں کہ وہ ہر جدید ایڈیشن سے ایسی گستاخی کو چپکے سے اڑا دیتا ہے جو مسلمانوں کے لئے نا قابل تحمل ہو مگر اس سے توبہ کا اعلان نہیں کرتا۔'' یہی عبارت (دارالاشاعت، اردو بازار کراچی سے شائع ہونے والی) کتاب ''مودودی صاحب اور ان کی تحریرات کے متعلق چند اہم مضامین'' کے ص ۸۸ پر بعینہ موجود ہے، یہ کتاب دیوبندی تبلیغی جماعت کے شیخ محمد زکریا کے خلیفہ محمد اقبال ہوشیار پوری نے زکریا صاحب کے حکم پر مرتب کی ہے جس میں مودودی صاحب کے خلاف علمائے دیوبند کی تحریریں شامل کی گئی ہیں۔اسی کتاب کے ص ۷۱ پر مفتی رشید احمد کی ایک اور عبارت بحوالہ ''مودودی اور ایک ہزار علمائے امت'' ص ۳۵ سے نقل کی گئی ہے جس میں وہ لکھتے ہیں ''مودودی صاحب کے اعتراضات سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام بھی محفوظ نہیں ہیں ایسی حالت میں علمائے کرام مودودی پر اعتراض کرتے ہیں تو یہ قبیح کیوں ہے؟ علماء کے اعتراضات سے بچنا تو مودودی کے اختیار میں ہے وہ اسلاف کے حق میں گستاخیوں سے باز آجائیں اور جو لکھ چکے ہیں اس سے

توبہ کا اعلان کردیں تو علماء کے اعتراضات خود ہی ختم ہو جائیں گے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ وہ (مودودی) تو اکابر دین پر اعتراضات کی اشاعت میں سرگرم رہیں اور ان (مودودی) پر کوئی اعتراض نہ کرے۔ کوئی شخص کسی بھری مجلس میں جا کر اہل مجلس کے آباء و اجداد کو گالیاں دینا شروع کرے اور پھر ان لوگوں سے اپنے اعزاز و احترام کی امید رکھے اس سے بڑی حماقت کیا ہوگی؟'' اسی کتاب کے ص ۹۴ پر جناب محمد یوسف بنوری (جنہیں دیوبندی اپنا محدث کبیر مانتے کہتے ہیں) لکھتے ہیں ''کیا ہی اچھا ہوتا کہ مودودی صاحب اپنی غلطی کا اعتراف کر کے توبہ کرتے اور اعلان کرتے کہ میں نے یہ بات غلط کی ہے لیکن مودودی صاحب کی تاریخ زندگی میں اس بات کا امکان نہیں، یہ تو ہوا کہ جب کسی ہم درد حواری نے کسی غلطی پر متنبہ کیا تو (اس کتاب کے) دوسرے ایڈیشن میں وہ بات نکال دی گئی لیکن اس کی توفیق نہ ہوئی کہ اعتراف کر کے غلطی کا اعلان ہوتا اور غلط بات سے رجوع کرتے تا کہ وہ لوگ جن کے پاس (کتاب کا) پہلا ایڈیشن ہے وہ گمراہ نہ ہوتے...... کیا مودودی صاحب معصوم ہیں کہ ان کی عصمت انبیاء کرام سے بھی زیادہ ہے؟ بہر حال جب عذر کر کے جواب دیا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ بھی بالکل لچر اور بے معنی ہے۔''

یحییٰ صاحب! آپ کے ممدوح دیوبندیوں ہی کے قلم سے آپ کو یہ حوالے فراہم کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ جان لیں کہ جو مشورے آپ کے پیارے دیوبندی اپنے مودودی کو دے رہے ہیں وہی مشورے ہم ان دیوبندیوں کو ان کے بڑوں کے لئے دیتے ہیں تو ہم کو کیوں برا سمجھا جاتا ہے؟ اور دیوبندی علماء کی ان تحریروں سے آپ نے جان لیا کہ غلط عبارت کو صرف بدل دینا یا نکال دینا کافی نہیں ہے بلکہ اس غلط عبارت سے توبہ اور غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے اس کا اعلان ضروری ہے۔ آپ کے ممدوح تھانوی نے حفظ الایمان والی گستاخانہ عبارت سے توبہ نہیں کی اس لئے آپ اسے گستاخی کے جرم سے بری الذمہ قرار نہیں دے سکتے۔

اگر آپ یہ کہنا چاہیں کہ تھانوی نے توبہ کر لی تھی تو اس کی توبہ ثابت کریں اور خود بھی توبہ کر کے اس عبارت کے قائل و قابل ہونے سے انکار کریں اور اپنے ممدوحین یعنی تمام دیوبندیوں سے بھی توبہ کروائیں مگر آپ فاسد تاویل کر کے کفر سے تھانوی کو بچانے کی بجائے خود اس کے حکم میں داخل ہونا گوارا کر رہے ہیں۔ اور آپ کے ممدوحین ملت دیوبند آج تک تھانوی کی حفظ الایمان والی اصل، غلیظ عبارت پر ثابت و قائم ہیں لہٰذا اہل سنت و جماعت کا یہی فیصلہ ہے کہ علمائے دیوبند کی صریح کفریہ و گستاخانہ عبارات کے قائل و قابل بھی اسی حکم میں داخل ہیں۔ (☆) آپ نے جناب شبیر احمد عثمانی کے بھتیجے جناب عامر عثمانی

☆ آپ کے ممدوح جناب اشرفعلی تھانوی کی مرتبہ ''ارواح ثلاثہ'' (مطبوعہ دارالاشاعت، کراچی) کے ص ۲۵۷، ۲۵۸ پر ہے کہ:

''خان صاحب نے فرمایا کہ مولوی محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ مولانا گنگوہی نے فرمایا کہ مولوی یحییٰ، احمد رضا خاں مدت سے میرا رد کر رہا ہے، ذرا اس کی تصنیف مجھے بھی تو سنا دو۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھ سے تو نہیں ہو سکے گا۔ حضرت نے فرمایا کیوں؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت ان میں تو گالیاں ہیں، حضرت نے فرمایا کہ اجی دور کی گالیوں کا کیا ہے، پڑی (یعنی بلا سے) گالیاں ہوں تم سناؤ، آخر اس کے دلائل تو دیکھیں، شاید کوئی معقول بات ہی لکھی ہو تو ہم ہی رجوع کر لیں، میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھ سے تو نہیں ہو سکتا۔'' اس جملے کہ ''حضرت مجھ سے تو نہیں ہو سکتا'' کے بارے میں حاشیہ میں تھانوی صاحب لکھتے ہیں ''ھو کقول علی لا امحوک (اشرفعلی)''

یحییٰ صاحب! آپ کی طرح آپ کے ممدوحین دیوبندیوں کو بھی سچ اور تحقیق سے کوئی واسطہ نہیں اور اس اقتباس سے ثابت ہوا کہ ملت دیوبند کے پاس دلائل حقہ کا جواب نہ ہو تو دلائل کو گالیاں کہہ دیا جاتا ہے جیسے آپ نے کتابوں میں موجود عبارات کے لئے بہتان کا لفظ استعمال کیا ہے کیوں کہ چیلے نہیں چاہتے کہ ان کے بڑے اپنی غلطیوں سے رجوع یا توبہ کریں اور تھانوی صاحب نے قرآن و سنت پر مشتمل دلائل نہ پڑھنے کو حضرت علی کے اس قول کے مشابہ قرار دیا جو انہوں نے اپنے ایمان کے تحفظ کے لئے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے الفاظ مٹانے کا انکار کرتے ہوئے فرمائے تھے--- میں اس اقتباس پر تبصرہ کا حق محفوظ رکھتے ہوئے عرض گزار ہوں کہ آپ اندازہ کر لیں کہ علمائے دیوبند کا اپنی غلط عبارات سے توبہ نہ کرنا خود ان کے اپنے قلم و بیان سے ثابت ہے علاوہ ازیں آپ توبہ کے مانعین کو بھی ذرا پہچان لیجئے۔......

کی وہ تحریر بھی شاید ملاحظہ نہیں کی جو انہوں نے ماہ نامہ تجلی (دیوبند) میں علمائے دیوبند کی گستاخانہ عبارات کے بارے میں شائع کی۔ ذرا وہ بھی ملاحظہ فرمائیے تا کہ آپ پھر علمائے دیوبند کے وکیل صفائی بننا چاہیں تو حقائق آپ کے علم میں ہوں۔ مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہو رہا ہے کہ سادہ دل عوام تو حقائق سے بالکل بے خبر نہیں البتہ آپ سے بد باطن اور شریر ضرور بے خبر ہیں۔ آپ کے دیوبندی جناب عامر عثمانی نے اہل سنت و جماعت کے ایک مشہور عالم و ادیب علامہ ارشد القادری کتاب ''زلزلہ'' پر تبصرہ کرتے ہوئے جو فرمایا وہ ذرا توجہ سے ملاحظہ فرمائیے اور دیکھئے کہ آپ کے ممدوح ہی آپ کو کس قدر رسوا کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

''بات یقیناً تشویش ناک ہے، مصنف نے ہرگز ایسا نہیں کیا ہے کہ ادھر ادھر سے چھوٹے موٹے فقرے لے لے کر ان سے مطلب پیدا کیا ہو بلکہ پوری پوری عبارتیں نقل کی ہیں اور اپنی طرف سے ہرگز کوئی معنی پیدا نہیں کیے ہیں۔ ہم اگرچہ حلقہ دیوبندی سے تعلق رکھتے ہیں، لیکن ہمیں اس اعتراضات میں کوئی تامل نہیں کہ اپنے ہی بزرگوں کے بارے میں ہماری معلومات میں اس کتاب نے اضافہ کیا...... اور ہم حیرت زدہ رہ گئے کہ دفاع کریں تو کیسے؟ دفاع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کوئی بڑے سے بڑا منطقی اور علامتہ الدھر بھی ان الزمات کو دفع نہیں کر سکتا جو اس کتاب کے مشملات، بزرگان دیوبند پر عائد کرتے ہیں۔ ہم اگر عام روش کے مطابق اندھے مقلد اور فرقہ پرست ہوتے، تو بس اتنا ہی کر سکتے تھے کہ اس کتاب کا ذکر ہی نہ کریں، لیکن خدا بچائے اشخاص پرستی اور گروہ بندی کی باطل ذہنیت سے، ہم اپنا دیانت دارانہ فرض سمجھتے ہیں کہ حق کو حق کہیں اور حق یہی ہے کہ مقتدر علمائے دیوبند پر تضاد بیانی کا جو الزام اس کتاب میں دلیل و شہادت کی ساتھ عائد کیا گیا ہے، وہ اٹل ہے۔

اس کی توجیہ آخر کیا کریں گے کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی یا حضرت مولانا اشرفعلی

تھانوی جیسے بزرگ جب فتوے کی زبان میں بات کرتے ہیں تو ان احوال وعقائد کو برملا شرک، کفر اور بدعت وگمراہی قرار دیتے ہیں، جن کا تعلق غیب کے علم اور روحانی تصرف اور تصور شیخ اور استمداد بالا رواح جیسے امور سے ہے، لیکن جب طریقت وتصوف کی زبان میں کلام کرتے ہیں، تو یہی چیزیں عین کمال ولایت اور علامت بزرگی بن جاتی ہیں۔

ہم اگر فرض کرلیں کہ ان بزرگوں کی طرف دیگر مصنفین نے جو کچھ منسوب کردیا ہے، وہ مبالغہ آمیز ہے، غلط ہے حقیت سے بعید ہے، تو بے شک ان بزرگوں کی حد تک ہمیں اعتراض سے نجات مل جائے گی، لیکن یہ دیگر مصنفین بھی تو علماء دیوبند ہیں، ان کی کتابیں بھی حلقہ دیوبند میں بڑے ذوق وشوق سے تلاوت فرمائی جاتی ہیں اور کسی اللہ کے بندے کی زبان پر یہ اعلان جاری نہیں ہوتا کہ ان خرافات سے ہم برات ظاہر کرتے ہیں برات کیا معنی، ہمارے موجودہ بزرگ پورا یقین رکھتے ہیں کہ ان کتابوں میں علم غیب اور فریادرسی اور تصرفات روحانی اور کشف والہام کے جو کمالات ہمارے مرشدین کی طرف منسوب ہیں، وہ بالکل حق ہیں سچے ہیں، پھر آخر ازالہ اعتراض کی کیا صورت ہو؟

ہمارے نزدیک جان چھڑانے کی ایک ہی راہ ہے، یہ کہ یا تقویۃ الایمان، فتاویٰ رشدیہ، فتاویٰ امدادیہ، بہشتی زیور اور حفظ الایمان جیسی کتابوں کو چوراہے پر رکھ کر آگ دے دی جائے اور صاف صاف اعلان کردیا جائے کہ ان کے مندرجات قرآن وسنت کے خلاف ہیں، اور ہم دیوبندیوں کے صحیح عقائد ارواح ثلاثہ، سوانح قاسمی اور اشرف السوانح جیسی کتابوں سے معلوم کرنے چاہیں یا پھر ان موخر الذکر کتابوں کے بارے میں اعلان فرمایا جائے کہ یہ تو محض قصے کہانیوں کی کتابیں ہیں جو رطب ویابس سے بھری ہوئی ہیں اور ہمارے صحیح عقائد وہی ہیں جو اول الذکر کتابوں میں مندرج ہیں۔"

یحییٰ! صاحب! ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ آپ کے ممدوح دیوبندی ہی فرمارہے ہیں کہ

’’کوئی بڑے سے بڑا منطقی اور علامتہ الدھر بھی ان الزامات کو دفع نہیں کرسکتا جو اس کتاب (زلزلہ) کے مشملات، بزرگان دیوبند پر عائد کرتے ہیں۔‘‘ اور وہ صاف لکھ رہے ہیں کہ (زلزلہ کے) ’’مصنف نے ہرگز ایسا نہیں کیا ہے کہ ادھر ادھر سے چھوٹے موٹے فقرے لے لے کر ان سے مطلب پیدا کیا ہو بلکہ پوری پوری عبارتیں نقل کی ہیں اور اپنی طرف سے ہرگز کوئی معنی پیدا نہیں کئے ہیں‘‘ یعنی کوئی لفظی ہیر پھیر نہیں کیا اور جو کچھ ثابت کیا ہے اس کی تائید خود آپ کے ممدوح کر رہے ہیں اور آپ کا یہ حال ہے کہ غیر مقلد وہابی ہونے کے باوجود آپ دیوبندی گستاخان رسول کی حمایت میں تحقیق کے نام پر اہل سنت اہل حق سے بغض وعداوت کے لئے اپنے بدباطن اور بے علم ہونے کا مظاہرہ کر رہے ہیں، اور اہل حق پر بہتان طرازی کا بہتان لگا رہے ہیں۔ اللہ سے آپ اپنے لئے توبہ کی توفیق کی دعا کیجئے۔

اپنے تحقیقی جائزہ کے ص ۸ پر آپ لکھتے ہیں:

’’دوسرا بہتان

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جائے تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ نہ آئے گا۔ سبحانک ھذا بہتان عظیم!

قاسم نانوتوی...... پر یہ بہتان اتنا کھلا جھوٹ ہے جتنا کہ یہ جھوٹ ہے کہ سورج سیاہ ہے اس لئے کہ نانوتوی نے ’’تحذیر الناس‘‘ نامی کتاب لکھی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے تھی۔ اس دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے انہوں نے دلائل بیان کئے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب نبیوں کے آخر میں تشریف لائے لہٰذا زمانہ کے لحاظ سے آپ آخری نبی اور خاتم النبیین ہیں۔‘‘

یحییٰ صاحب! آپ نے خود نانوتوی ہی کی عبارت کے کچھ الفاظ لکھ کر یہ قرآنی الفاظ

''**سبحانک ھذا بھتان عظیم**'' جانے کس غرض سے لکھے ہیں؟ معترضہ الفاظ کیا نانوتوی کی عبارت میں موجود نہیں؟ آپ فرماتے ہیں کہ ''نانوتوی پر یہ بہتان اتنا کھلا جھوٹ ہے جتنا یہ جھوٹ کہ سورج سیاہ ہے۔'' نانوتوی کے الفاظ نقل کرنا بہتان اور کھلا جھوٹ کیسے ہوگیا؟ مانا کہ آپ کے دل کی سیاہی کی وجہ سے آپ کو ہر اجالا بھی سیاہ دکھائی دیتا ہے مگر آپ وہی سیاہی دوسروں پر کیوں تھوپنا چاہتے ہیں؟ ''تحذیر الناس'' جو ۱۳۵۵ھ میں کتب خانہ امدادیہ دیوبند سے طبع شدہ میرے پاس ہے، اس کتاب کے ص ۲۴ کی سطر نمبر ۱۶، ۱۷ پر ہے کہ ''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا'' ......کل کلاں کوئی یہ کہے کہ ''تحقیقی جائزہ'' ۱۹۹۴ء میں جمعیت اہل حدیث، شرق پور نے شائع کیا تو آپ اس کے جواب میں بھی یہی لکھ دیجئے گا کہ **سبحانک ھذا بھتان عظیم**..... اگر آپ کی مراد یہ ہے کہ ان لفظوں سے جو واضح معنی و مفہوم نکلتا ہے وہ نانوتوی کا مقصود نہیں تو عرض ہے کہ پھر یہ لفظ آپ کے نانوتوی نے لکھے ہی کیوں؟

آپ فرماتے ہیں کہ آپ کے نانوتوی نے تحذیر الناس نامی کتاب لکھی ہی اس مقصد کے لئے تھی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خاتم النبیین ثابت کرنا تھا تو یحییٰ صاحب آپ کے نانوتوی نے اپنی اس کتاب کی ابتدا ہی میں یعنی ص ۳ پر ''خاتم النبیین'' کے الفاظ کا جو معنی و مفہوم واضح کیا ہے، اسے آپ نے ملاحظہ نہیں کیا یا پھر جان بوجھ کر نظر انداز کر دیا۔ نانوتوی صاحب نے صاف لکھا ہے، کہ ''خاتم النبیین'' کے معنی آخری نبی سمجھنا عوام کا خیال ہے، اہل فہم کے نزدیک یہ معنی درست نہیں، چناں چہ ان کے اصل الفاظ ملاحظہ ہوں، وہ لکھتے ہیں ''عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا

تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے......'' نانوتوی صاحب تو خاتم النبیین کے معنی ہی آخری نبی نہیں مان رہے اور آپ لفظ ''بہتان'' کا یوں استعمال کر رہے ہیں جیسے اس کے سوا کوئی اور لفظ آپ کو آتا ہی نہیں...... روشن سورج کو سیاہ کہنا آپ ہی نے شدید جھوٹ قرار دیا ہے اور خود ہی ایسے جھوٹ کا ارتکاب کر کے آپ نے اپنا تعارف خود ہی خوب کروایا ہے۔ آپ نے اپنے اہل حدیث ٹولے ہی کے بارے میں ملاحظہ فرمایا ہے کہ مرزائیت سے آپ لوگوں کو کس قدر مطابقت اور موافقت ہے اگر نانوتوی صاحب آپ کو ہم نوا نظر آئے ہیں تو ان کی پزیرائی آپ نہیں کریں گے تو اور کون کرے گا؟

یحییٰ صاحب! آپ پہلا بیان اپنے ممدوح تھانوی صاحب سے ''تحذیر الناس'' کے بارے میں ملاحظہ فرمایئے، وہ فرماتے ہیں:۔''جب محمد قاسم نانوتوی نے کتاب تحذیر الناس لکھی تو سب نے محمد قاسم نانوتوی کی مخالفت کی مگر عبدالحئ صاحب نے (نانوتوی کی) موافقت میں رسالہ لکھا۔'' (قصص الاکابر، ص ۱۵، مطبوعہ المکتبۃ الاشرفیہ، لاہور) تھانوی صاحب فرماتے ہیں۔''جس وقت مولانا (نانوتوی) نے تحذیر الناس لکھی ہے کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کی ساتھ موافقت نہیں کی بجز مولانا عبدالحئ صاحب کے، مولانا کو ہمارے بزرگوں سے بے حد عقیدت اور محبت تھی۔'' (افاضات یومیہ۔ ص ۵۷۰ ج ۴ مطبوعہ مطبع اشرف المطابع، تھانہ بھون)

دوسرا بیان جناب مرتضی حسن دربھنگی (چاند پوری) کا ملاحظہ ہو، وہ جو کچھ فرماتے ہیں اس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ جو شخص ایک دفعہ خاتم النبیین بمعنی آخری نبی کا انکار کر دے یا اس کو غلط قرار دے، اس کے بعد وہ ختم النبوۃ کا اقرار بھی کر دے، اور اس اقرار پر بہت کچھ لکھ دے، تو وہ سب اس کو مفید نہیں ہوگا اور اس کے اقرار ختم النبوۃ کا کچھ اعتبار نہ ہوگا جب تک

کہ وہ اپنی پہلی غلط کفریہ عبارت یعنی فعل وسبب کفر سے توبہ کا اعلان نہ کرے یا اس کی توبہ ثابت نہ ہو جائے......وہ فرماتے ہیں: ’’ایک بات اور قابل ذکر ہے، مرزائی دھوکہ دینے کی غرض سے وہ عبارات مرزا صاحب کی پیش کر دیتے ہیں جن میں ختم نبوت کا اقرار ہے، عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم اور عظمت شان کا اقرار ہے، اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ مرزا صاحب ماں کے پیٹ سے کافر نہ تھے ایک مدت تک مسلمان تھے اور چوں کہ دجال تھے اس وجہ سے ان کے کلام میں باطل کے ساتھ حق بھی ہے تو پہلی عبارت مفید نہیں جب تک کوئی ایسی عبارت نہ دکھاویں کہ میں نے جو فلاں معنی ختم نبوت کے غلط بیان کئے تھے وہ غلط ہیں، صحیح معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی نبی حقیقی نہ ہوگا یا عیسیٰ علیہ السلام کو جو فلاں جگہ گالیاں دے کر کافر ہوا تھا اس سے توبہ کر کے مسلمان ہوتا ہوں، ورنہ ویسے تو مرزا صاحب اور تمام مرزائی الفاظ اسلام ہی کے بولتے ہیں اسی وجہ سے مسلمان دھوکہ میں آجاتے ہیں کہ یہ تو ختم نبوت کے بھی قائل ہیں، عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم بھی کرتے ہیں، قرآن کو بھی مانتے ہیں، حشر اجساد پر بھی ایمان لاتے ہیں، غرض تمام آمنت باللہ اور ایمان مجمل اور مفصل از بر ہے یہ مسلمان کیوں نہ ہوں گے؟ مگر مسلمانو یہ ان کے الفاظ ہیں لیکن معنی وہ نہیں جو قرآن و حدیث نے بتائے ہیں۔ معنی ان کے وہ ہیں جو مرزا صاحب نے تصنیف کر کے کفر کی بنیاد ڈالی ہے، لہٰذا جو عبارات مرزا صاحب اور مرزائیوں کی لکھی جاتی ہیں جب تک ان مضامین سے صاف توبہ نہ دکھائیں یا توبہ نہ کریں تو ان کا کچھ اعتبار نہیں......‘‘ (اشد العذاب، (دین مرزا کفر خالص) ص ۱۵ مطبوعہ اختر جنرل اسٹور۔ لائل پور، عکسی طباعت بمطابق مطبع مجتبائی دہلی)

تھانوی صاحب نے بتایا کہ تحذیر الناس کتاب اور نانوتوی کے موقف کی سوائے ایک کے سب نے مخالفت کی اور دربھنگی نے بتایا کہ مرزا کی طرح نانوتوی کی عقیدہ ختم نبوت کے

اقرار میں تمام باتیں اس وقت تک بے اعتبار ہیں جب تک کہ وہ ختم نبوت کے صحیح معنی تسلیم نہ کرلے اور غلط معنی سے اس کی توبہ ثابت نہ ہو جائے۔

یحییٰ صاحب! آپ کے ممدوح دیوبندی لوگ اپنے مفتی محمد شفیع دیوبندی کو ''مفتی اعظم'' کہتے ہیں۔ان کا بیان بھی ملاحظہ ہو''وہ'' خاتم النبیین کے الفاظ کے معنی ومفہوم کے بارے میں بڑی تفصیل بیان کر کے لکھتے ہیں''اور قرآن مجید میں خاتم النبیین سے آخر النبیین مراد ہے۔کیا ائمہ لغت کی اتنی تصریحات کے بعد بھی کوئی منصف اس معنی کے سوا کوئی اور معنی تجویز کرسکتا ہے؟......آیت مذکورہ (ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین) میں بھی خاتم کی اضافت جماعت نبیین کی طرف ہے اس لئے اس کے معنی آخرالنبیین اور نبیوں کے ختم کرنے والے کے علاوہ اور کچھ نہیں......اس آیت سے تشریعی اور غیر تشریعی ہر قسم کے نبی کا اختتام اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد پیدا ہونے کی نفی ثابت ہوتی ہے......آیت مذکورہ میں خاتم النبیین کے معنی آخرالنبیین کے سوا اور کچھ نہیں ہوسکتے اور لفظ خاتم کے معنی آیت میں آخر اور ختم کرنے والے کے علاوہ ہرگز مراد نہیں بن سکتے......آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور تمام افراد انبیاء کے آخر میں آنے والے یا ختم کرنے والے ہیں،اس میں نہ کسی قسم کی تخصیص ہے اور نہ کسی فرد کا استثناء اور نہ کسی تاویل کی گنجائش، نہ تشریعی اور غیر تشریعی کی کوئی قید،اتنی تصریح کے بعد بھی اگر کوئی شخص حیلے بہانے ڈھونڈے اور آیت کی تاویل بلکہ تحریف کے درپے ہوتو وہ اپنی عاقبت کی فکر کرنے اور روز قیامت کے لئے جواب سوچ رکھے......خاتم النبیین کے وہی اور صرف وہی معنی ہوسکتے ہیں اور ہیں جو اوپر ذکر کئے گئے ہیں یعنی آپ سب ابنیاء میں سے آخری اور سب کے ختم کرنے والے نبی ہیں......خاتم النبیین سے مطلقاً انبیاء کا اختتام بتلانا منظور ہے اس میں کسی قسم کی تخصیص یا استثناء نہیں ہے......قرآن عزیز اور احادیث نبویہ اور اجماع صحابہ اور اقوال سلف نے اس کا

قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ خاتم النبیین اپنے حقیقی اور ظاہری معنی پر محمول ہے، نہ اس میں کوئی مجاز ہے، نہ مبالغہ اور نہ تاویل و تخصیص...... جو شخص آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی دنیا میں تجویز کرتا ہے وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین اور قرآن مجید کی صریح آیتوں کی تکذیب کر رہا ہے...... آپ کے بعد تا قیامت کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا...... آپ کے بعد کسی قسم کا منصب نبوت کسی کو عطا نہیں ہوگا...... ہمارے آقائے نام دار خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت باقی نہیں اور کسی قسم کا نبی تشریعی یا غیر تشریعی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پیدا نہیں ہوسکتا...... خلاصہ یہ کہ آیت خاتم النبیین کے معنی جو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بتلائے وہ یہی ہیں کہ آپ سب ابنیاء میں آخری نبی اور تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں...... آیت میں بجائے ختم المرسلین کے خاتم النبیین فرمایا ہے اس لئے معلوم ہوا کہ ہر قسم کی نبوت کا اختتام بتلانا منظور ہے...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا اور اللہ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ انبیائے کرام کے ختم کرنے والے ہیں اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہ ہی بغیر کسی تاویل یا تخصیص کے مراد ہے پس ان لوگوں کے کفر میں کوئی شبہ نہیں ہے جو اس کا انکار کریں اور یہ قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے۔ (بحوالہ الشفا ص ۳۶۲)۔" (ختم نبوت کامل، ص ۲۷ تا ۶۷، ۸۲، ۸۸، ۹۰، ۱۰۰، ۱۰۳، ۱۲۲، ۱۵۹، ۱۷۰، ۳۱۸، ۳۲۲، ۳۳۲، ۳۳۳، مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی) مفتی محمد شفیع دیوبندی نے آپ کے ممدوح علامہ شاطبی صاحب کے حوالے سے بھی لکھا ہے کہ "فازازی نامی کسی شخص نے آیت خاتم النبیین میں ایسی تاویلات شروع کیں جن کے ذریعہ کسی نبی کی گنجائش آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نکل آئے مگر باتفاق علماء وقت وہ تمام تاویلات کفر و الحاد قرار دی گئیں۔" (ختم نبوت ص

۱۰۹بحوالہ الاعتصام ص ۲۶۳ / ۲)

یحییٰ صاحب! دیوبندیوں ہی کے ''مفتی اعظم'' کہتے ہیں کہ قرآنی الفاظ ''خاتم النبیین'' کا معنی آخری نبی یقینی حقیقی ہے یہ اسی معنی میں محصور ہے اور اس پر اجماع ہے، اس کے معنی ''آخری نبی'' کے سوا اور کوئی نہیں جو اس کے سوا معنی کرے یا تاویل وغیرہ کرے وہ بلاشبہ کافر ہے مگر آپ ایسے شخص کو مسلمان ثابت کرنا چاہ رہے ہیں، نہیں معلوم آپ کو کیا مصیبت آپڑی تھی کہ آپ نے اپنی رسوائی کے لئے تحقیقی جائزہ لکھا ہی نہیں، چھاپ کر تقسیم بھی کروا دیا۔ آپ پہلے دیوبندیوں ہی سے تحقیق کا مرحلہ پورا کر لیتے لیکن یوں لگتا ہے کہ وہ بھی آپ کی رسوائی چاہتے تھے اسی لئے وہ لوگ آپ کی یا پھر آپ ان کی جھوٹی تعریف وغیرہ کر کے کسی مذموم مقصد کی تکمیل چاہتے ہوں گے۔ مگر کیا کیا جائے کہ آپ کے مونھ پر خود دیوبندی ہی کالک تھوپ رہے ہیں، یعنی آپ جن کو بچانے میں محنت کر رہے ہیں وہ خود اپنے ساتھ ساتھ آپ کو ڈبو رہے ہیں، آپ بھی کیا کریں جب کہ آپ کا مقدر ہی ڈوبنا ہے، آپ نے تحذیر الناس کی عبارات میں سے ص ۲۴ کی جس عبارت کو بہتان قرار دیا ہے اپنے تحقیقی جائزہ میں اس کا کیا جواب دیا ہے آپ نے؟ آپ نے تو ''من وعن'' پوری عبارت بھی نقل نہیں کی۔ آپ کے نانوتوی نے مرزا قادیانی کو نبوت کے جھوٹے دعوے کے لئے دلیلیں فراہم کیں اور مرزا قادیانی نے ان دلائل کو استعمال کیا، آج تک کسی قابل دیوبندی کی جرات نہیں ہوسکی کہ وہ اپنے نانوتوی سے دفاع کر سکے مگر آپ نے قادیانیوں کو تقویت پہنچانے کے لئے نانوتوی کی تائید کر کے اپنے اکابر اہل حدیث کی طرح قادیانیوں کی موافقت ضرور کر دی ہے اور یوں اپنے نامہ اعمال کو مزید سیاہ کر لیا ہے۔ اگر نانوتوی کی عبارت آپ کو قبول ہے تو دیوبندیوں ہی کے مفتی اعظم کے فتوی کے مطابق آپ کے کفر میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہتی...... نبوت بالذات یا بالعرض، ظلی یا بروزی، تشریعی یا غیر

تشریعی کوئی بھی تجویز کیجئے، آپ کے ممدوح صاف لکھتے ہیں کہ کسی قسم کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔ محال کو فرض کرتے ہوئے آپ کے نانوتوی نے ''تجویز'' کا لفظ استعمال کیا ہے، بتایئے فساد اور بطلان کب لازم آیا ہے؟ محال کے فرض کو امکان یا صحت لازم نہیں آتی یحییٰ صاحب! اور نانوتوی کی عبارت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پیدا ہونے والے نبی کو فرض کرنا تجویز کیا جا رہا ہے کہ کوئی خرابی لازم نہیں آتی کیوں کہ خاتمیت میں فرق نہیں آتا......یحییٰ صاحب! نانوتوی صاحب نے تاخر زمانی کے لحاظ سے آخری نبی کے معنی کو تین طرح سے واضح طور پر نادرست ثابت کرنے کی شرارت کی ہے۔ آپ مفتی محمد شفیع کا بیان ملاحظہ کیجئے وہ خود آپ کے نانوتوی کا کفر ثابت کر چکے ہیں۔ آپ کے نانوتوی نے قادیانیوں کی اور قادیانیوں نے آپ کے نانوتوی کی تائید کر کے ثابت کیا ہے کہ وہ دونوں ''خاتم النبیین'' کے معنی ومفہوم میں یکساں موقف رکھتے ہیں چناں چہ اپنے نانوتوی کی عبارت پھر ملاحظہ کیجئے اور اس کے بعد قادیانیوں کی عبارت ملاحظہ کیجئے اور دیکھئے کہ دونوں عبارتیں ایک دوسرے کی مطابقت وموافقت میں کیسی ہیں:۔

نانوتوی: ''عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم پر تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے۔''

قادیانی: ''ایک بہت بڑی غلط فہمی خاتم النبیین کے معنی ''آخری نبی'' کرنے سے پیدا ہوگئی ہے......خاتم النبیین کا لفظ حضرت نبی کریم کے لئے مقام مدح میں ہے جس سے آپ کے مرتبہ کی بلندی مقصود ہے یعنی آپ کی شان سب نبیوں سے اونچی ہے ورنہ سب سے آخر میں ہونا کوئی قابل تعریف بات نہیں۔'' (پیغام حق، ص ۱۱، صدر انجمن احمدیہ، ربوہ)......

''پس احمدیوں کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں کہ رسول کریم ﷺ نعوذ باللہ خاتم النبیین نہیں تھے۔ جو کچھ احمدی کہتے ہیں وہ صرف یہ ہے کہ خاتم النبیین کے وہ معنی جو اس وقت مسلمانوں میں رائج ہیں نہ تو قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت (ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین) پر چسپاں ہوتے ہیں اور نہ ان سے رسول کریم ﷺ کی عزت اور شان اس طرح ظاہر ہوتی ہے جس عزت اور شان کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔ پس احمدی ختم نبوت کے منکر نہیں بلکہ ختم نبوت کے ان معنوں کے منکر ہیں جو عام مسلمانوں میں موجودہ زمانہ میں، غلطی سے رائج ہو گئے ہیں ورنہ ختم نبوت کا انکار تو کفر ہے۔'' (احمدیت کا پیغام، ص ۹، ۱۰، از مرزا محمود احمد، مطبوعہ لاہور ۱۹۴۸ء)

یحییٰ صاحب: دیکھا آپ نے؟ آپ ہی فرمایئے کہ ایسی موافقت کیا یہ نہیں بتاتی کہ دونوں تحریریں ایک ہی موقف کی ترجمان ہیں؟ مگر آپ تو ظلمت کو نور اور نور کو ظلمت کہنے کے عادی اور کہلانے کے خواہش مند ہیں، آپ کو اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آرہا اور دوسرے کی آنکھوں میں تنکا ڈھونڈ رہے ہیں...... آپ نے نانوتوی کی وکالت کے لئے جو کچھ لکھا ہے کہ وہ آپ اس کی کتاب تحذیر الناس یا مناظرہ عجیبہ سے ثابت نہیں کر سکیں گے کیوں کہ آپ کے نانوتوی نے ''خاتم النبیین'' کے اجماعی قطعی معنی سے انکار کر کے اپنی ایمانی عمارت کی بنیاد خراب کر لی، اب اوپر جتنی چاہے زینت و آرائش کر لے مگر اصل بنیادی خرابی اس زینت کو معاون نہیں ہوگی۔ آپ کہتے ہیں کہ نانوتوی نے ''مناظرۂ عجیبہ'' کے ص ۱۰۳ پر لکھا ہے کہ ''اپنا دین ایمان ہے کہ بعد رسول اللہ ﷺ کے نبی کے ہونے کا احتمال ہی نہیں جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں۔'' (تحقیقی جائزہ، ص ۹)

یحییٰ صاحب! آپ کے نزدیک اس عبارت سے اگر نانوتوی کا ایمان میں درست ہونا ثابت ہوتا ہے تو پھر آپ مرزا قادیانی کے بارے میں احمدیوں کے لاہوری ٹولے کے ہم

نوا ثابت ہوں گے جو مرزا قادیانی کو نبی تو نہیں مگر اسلام کا مجدد اور ولی وغیرہ مانتے ہیں اور ثبوت میں مرزا قادیانی کی وہ تحریریں پیش کرتے ہیں جس میں نانوتوی کی طرح مرزا قادیانی نے ''ختم نبوت'' کا اقرار کیا ہے۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے: ''میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے، ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن وحدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفی ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کا کاذب اور کافر جانتا ہوں، میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوگئی۔'' (اشتہار ۲، اکتوبر ۱۸۷۱ء منقول از مجدد اعظم ص ۲۸۵) مرزا قادیانی مزید کہتا ہے ''جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔'' (تقریر واجب الاعلان، ۲۳ اکتوبر ۱۸۹۱ء۔ بمقام دہلی) ان عبارات کے علاوہ بھی دجال وکذاب مرزا قادیانی کی ایسی تحریریں بکثرت ہیں جن میں اس نے صاف اور واضح طور پر ختم نبوت کا عقیدہ ظاہر کیا ہے اور رسول کریم ﷺ کے بعد مدعی نبوت کو کاذب اور کافر کہا ہے۔ کیا آپ اس کی ان عبارات کو قابل قبول مانتے ہیں؟ اور مرزا قادیانی کو ان عبارات کی بنیاد پر مسلمان ماننے کے لئے تیار ہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ ظاہر سی بات ہے یہی کہا جائے گا کہ دنیا جانتی ہے کہ مرزا قادیانی نے ختم نبوت کے عقیدے سے اپنے انکار اور اپنے دعوی نبوت سے، توبہ نہیں کی، بنابریں آپ نانوتوی صاحب کی لاکھ عبارتیں بھی ایسی دکھائیں جن میں وہ ختم زمانی کو اپنا عقیدہ قرار دیتے ہوں، وہ سب نا قابل قبول ہیں جب تک کہ آپ نانوتوی کی ان عبارات سے ان کی توبہ ثابت نہ کریں جن میں اس نے ختم نبوت کے حقیقی ویقینی معنی اور ختم زمانی کا انکار کیا ہے۔ نانوتوی صاحب نے ''تحذیر الناس'' کی تین عبارتوں میں جو غیر اسلامی

عقیدے بیان کئے ہیں ان سے ان کی توبہ ثابت نہیں تو نانوتوی کے پرستار یا پیروکار اپنے نانوتوی کے کفر سے دفاع نہیں کر سکتے۔ (☆) نانوتوی نے پہلے یہ کہا ''خاتم النبیین'' کے معنی آخری نبی سمجھنے والے اہل فہم نہیں اور آپ گزشتہ صفحات میں ملاحظہ کر چکے ہیں کہ ''خاتم النبیین'' بمعنی آخری نبی نہ سمجھنا قرآن مجید کے معنی منقول متواتر کا انکار ہے، دیوبندیوں کے مفتی محمد شفیع نے بھی اس یقینی اجماعی معنی کے انکار کو کفر کہا ہے اور دیگر علمائے دیوبند نے بھی۔

آپ کے نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس (مطبع قاسمی دیوبند) کے ص ۳، ۴ پر لکھا ہے، موصوف بالعرض کا قصہ موصوت بالذات پر ختم ہو جاتا ہے......جس سے تاخر زمانی اور جھوٹے مدعیان نبوت کا سد باب خود بخود لازم آجاتا ہے......یعنی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) موصوف بوصف نبوۃ بالذات ہیں اور سوا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض......اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو وہ موصوف بالعرض ہوگا اور موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر تمام ہو جاتا ہے اس لئے حضور کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا لہٰذا حضور کے لئے تاخر زمانی لازم ہوا۔

☆ یحییٰ صاحب! آپ گزشتہ صفحات میں مودودی (کے بارے میں اس سے اس) کی غلط باتوں سے اعلانیہ توبہ کا واضح مطالبہ علمائے دیوبند کی تحریروں کے اقتباسات میں ملاحظہ فرما چکے ہیں اور جناب دربھنگی نے مرزا قادیانی کے بارے میں ''اشد العذاب'' میں جو لکھا وہ بھی دیکھ چکے ہیں، آپ یہی کہئے کہ خود علمائے دیوبند وغیرہ سے ان کی غلط اور کفریہ عبارات پر اعلانیہ توبہ کا مطالبہ اہل حق اہل سنت و جماعت (بریلوی) کرتے ہیں تو آپ اور وہ لوگ واویلا کیوں کرتے ہیں؟ وہ اور آپ قادیانیوں کی طرح ''اپنے پیاروں کی'' دوسری عبارات کیوں پیش کرنے لگ جاتے ہیں؟ آپ ہی کے دیوبندیوں وہابیوں سے ان ہی کے موقف کے مطابق ہمارا مطالبہ بھی یہی ہے کہ پہلے وہ اپنی غلط، گستاخانہ اور کفریہ باتوں سے اپنی توبہ ثابت کریں ورنہ (اہل ایمان کے نزدیک) ان کی دوسری باتوں کا کچھ اعتبار نہیں۔ اگر وہ اور آپ، ہمارے اس مطالبے کو تسلیم نہیں کرتے تو آپ لوگ خود اپنے موقف کی مخالفت اور خود اپنی ہی تکذیب وتضحیک کا سامان کرتے ہیں اور خود اپنے موقف ہی کے مطابق قایانی اور مودودی کی طرح غلط ثابت ہوتے ہیں (فتدبر و لاتکن من الغافلین)

تحذیر الناس کے پرستار، نانوتوی کی اس عبارت کو بڑے فخر سے پیش کرتے ہیں لیکن انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اسی تحذیر الناس میں نانوتوی نے حضور اکرم کو وصف ایمان کے ساتھ بھی موصوف بالذات اور مومنین کو موصوف بالعرض قرار دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:۔ ”اور یہ بات اس بات کو مستلزم ہے کہ وصف ایمانی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں بالذات ہو اور مومنین میں بالعرض۔“ (تحذیر الناس ص ۱۲، مطبوعہ مطبع قاسمی، دیوبند) اس عبارت کا مفاد یہ ہوا کہ جس طرح نبی کریم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا کیوں کہ موصوف بالذات پر موصوف بالعرض کا قصہ تمام ہو جاتا ہے اور اگر اس کے باوجود بھی نانوتوی صاحب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مومنوں کا پیدا ہونا تسلیم کرتے ہیں تو لامحالہ انہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبیوں کا پیدا ہونا بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔ آپ ہی کہئے یحییٰ صاحب کہ نانوتوی کا عقیدہ ختم زمانی اور جھوٹے مدعیان نبوت کے سدباب کا قول کہاں گیا؟ آپ کہتے ہیں کہ خاتمیت مرتبی کے لئے خاتمیت زمانی عقلاً لازم ہے تو اپنی عقل آپ اپنے نانوتوی کو دیں اور اس سے الجھیں وہ تو یہ غلطی بھی کر گئے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا باب بھی بند کر گئے کیوں کہ حضرت عیسیٰ بھی ان کے مطابق موصوف بالعرض ہیں۔ اگر آپ یہ کہنا چاہیں کہ نزول عیسیٰ کا دروازہ اس لئے بند نہیں کہ حضرت عیسیٰ نبی ہونے کے باوجود شریعت محمدیہ پر عمل پیرا ہوں گے اور رسول کریم کے بعد شریعت محمدیہ پر عمل پیرا رہنے والا نبی آسکتا ہے کیوں کہ وہ حضرت عیسیٰ کی طرح وصف نبوت کے ساتھ موصوف بالعرض ہوگا تو پھر آپ مرزا قادیانی کے قائل وقابل اور حامی ومعاون ثابت ہوں گے۔ آپ کے نانوتوی نے امت مسلمہ کے اجماعی عقیدہ کا انکار کر کے کفر کیا ہے اور نبوت کا دروازہ کھولا ہے۔ آپ لچر تاویلیں کر کے نانوتوی کو کیا بچائیں گے بلکہ اس کے ساتھ خود بھی اس کے حکم میں داخل ہوں گے۔

آپ کے ممدوح دیوبندیوں کے بڑے محدث انور شاہ کشمیری ''بالذات اور بالعرض'' کے متعلق اپنے رسالہ ''خاتم النبیین'' میں لکھتے ہیں: ''وارادہ بالذات وما بالعرض عرف فلسفہ است نہ عرف قران حکیم وجوار عرب ونہ نظم راہیچ گونا ایماں ودلالت برآں پس اضافہ استفادہ نبوت زیادہ است برقرآن محض اتباع ہویٰ۔'' آپ کے نانوتوی صاحب نے جس بات کو بنیاد بنا کر محنت کی اسی بات کو دیوبند ہی کے صدر مدرس نے کوئی اہمیت دینے کی بجائے خواہش نفس کی پیروی ثابت کیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ انور شاہ کشمیری اپنے اسی رسالہ کے ص ٦٨ پر لکھتے ہیں: ''بالجملہ تعبیر خاتمیت از کمالات عرف قرآن اصلانیست عرف قرآن دریں باب یعنی درمفاضلہ مانند آیہ **تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض منهم من کلم الله ورفع بعضهم درجات** و مانند ایں طریق مستقیم است......'' اس عبارت میں واضح کیا گیا ہے کہ ختم کمالات کو خاتمیت سے تعبیر کرنا عرف قرآن کے قطعاً خلاف ہے...... یہ حقیقت واضح ہوگئی ہے کہ خاتم النبیین کے الفاظ سے خاتم کمالات مراد نہیں بلکہ رسول کریم ﷺ کا آخری نبی ہونا ہی قطعی ویقینی مراد ہے اور اس یقینی اجماعی معنی کا انکار خود علمائے دیوبند کے نزدیک کفر ہے۔ واضح رہے کہ نانوتوی صاحب کا رسول کریم ﷺ کی ذات مقدسہ کو تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں واسطہ فی العروض قرار دینا دراصل تمام انبیاء علیہم السلام کے لئے وصف نبوت سے حقیقۃً متصف ہونے کا انکار ہے۔ ظاہر ہے کہ مجازی نبوت کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی، اس طرح تمام انبیاء کی نبوت، نانوتوی کے نزدیک محض بے حقیقت قرار پائی اور یہ قرآن کے خلاف ہے۔ ہم اہل سنت و جماعت اس حقیقت پر یقین رکھتے ہیں کہ اللہ کی ہر نعمت حضور نبی کریم ﷺ کے وسیلے اور طفیل ہی ملتی ہے۔ تمام انبیاء ورسل کو نبوت ورسالت بھی ہمارے نبی پاک کے طفیل ملی مگر اس بنا پر، حضور اکرم ﷺ کی بالذات اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی نبوت کو محض بالعرض اور مجازی

قرار دینا قرآن مجید میں تحریف معنوی اور انبیاء کرام کی نبوت کا انکار صریح ہے۔

آپ کے نانوتوی صاحب لکھتے ہیں: ''اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔'' (تحذیر الناس ص ۱۳)۔

یحییٰ صاحب! آپ اپنے تحقیقی جائزہ کے ص ۱۰ پر لکھتے ہیں کہ ''قرآن عزیز کے لفظ خاتم النبیین سے حضرت محمد کے لئے جو خاتمیت ثابت ہوتی ہے وہ صرف زمانی ہی نہیں بلکہ بطور اشتراک یا عموم مجاز خاتمیت رتبی بھی اس کے مدلول میں داخل ہے۔'' یحییٰ صاحب! نانوتوی صاحب جو کچھ کہتے ہیں وہ کسی طرح آپ کے موافق نہیں۔ اگر ختم ذاتی کے لئے نانوتوی صاحب ختم زمانی کو لازم مانتے ہیں تو پھر حضور اکرم کے بعد کسی اور نبی کے پیدا ہونے سے حضور کا خاتم زمانی ہونا کس طرح باقی رہ سکتا ہے؟ آپ کے نانوتوی، خاتم النبیین کے الفاظ بمعنی آخری نبی ہیں نہیں مان رہے تو پھر ختم مرتبی و زمانی وغیرہ کے وہ مدلول کہاں ثابت ہوں گے؟ جو آپ فرض کر رہے ہیں...... جناب! جھوٹ کو سچ ثابت نہیں کیا جا سکتا خواہ اس پر کتنی حاشیہ آرائی کر لی جائے...... آپ لوگوں کی عادت بد ہے کہ غلط کی وضاحت کر کے مزید غلطیاں کرتے ہیں لیکن غلط کو غلط نہیں کہتے، آپ جانتے ہوں گے کہ عذر گناہ بدتر از گناہ ہوتا ہے اور آپ لوگ اسی کے خوگر ہیں۔

اپنے تحقیقی جائزہ کے ص ۱۰ پر آپ تحذیر الناس صفحہ ۱۳ کی مذکورہ بالا عبارت کے حوالے سے لکھتے ہیں: ''اس کو ایک مثال سے یوں سمجھئے کہ آفتاب عالم تاب جو چمک وضیا میں ہر روشن چیز سے بلند مرتبہ ہے آفتاب کی موجودگی میں کوئی بھی روشن چیز ماند اور معدوم ہوگی بالکل اسی طرح آفتاب ہدایت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طلوع ہو جانے کے بعد ہر قمر و کوکب آفتاب کے سامنے ماند و معدوم ہوگا۔''

یحییٰ صاحب! اولاً یہ بتائیے کہ ''ماند و معدوم'' کیا ہم معنی و مرادف لفظ ہیں؟ معدوم

کے معنی اور ماند کے معنی میں فرق سے آپ آگاہ نہیں معلوم ہوتے۔ ثانیاً یہ بتائیے کہ کیا آپ بھی نانوتوی کی طرح خاتم النبیین بمعنی آخری نبی کے منکر ہیں؟ ثالثاً یہ بتائیے کہ آفتاب کے طلوع کے بعد چاند تارے ماند ہو کر بھی باقی رہتے ہیں یا معدوم یعنی ختم ہو جاتے مٹ جاتے ہیں؟ رابعاً یہ بتائیے کہ رسول کریم کی موجودی میں کسی نبی کی موجودی یا گنجائش کیا آپ ممکن جانتے ہیں؟ کیا کوئی اور نبی بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودی میں فرض کیا جا سکتا ہے؟ خوب سوچ سمجھ کے تحقیقی جواب دیجئے گا۔

دیوبندیوں کے مفتی اعظم جناب محمد شفیع دیوبندی اپنی کتاب ختم نبوت کامل کے ص ۲۵۸ پر لکھتے ہیں کہ: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت قائم ہوتے ہوئے کسی کو عہدۂ نبوت دینا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسر شان ہے۔'' اور ص ۳۴۴ پر شرح شفا کے حوالے سے لکھتے ہیں: **فانه لانبی ولا رسول یرسل بعده ولا فی عهده۔**'' اس لئے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ رسول اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں۔'' مزید لکھتے ہیں کہ ''اور ایسے ہی ہم اس شخص کو بھی کافر کہتے ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کی نبوت کا دعویٰ کرے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں دعویٰ کرے جیسے مسیلمہ اور اسود عنسی نے کیا یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کرے اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں بتصریح قرآن وحدیث ......(ص ۳۴۵،۳۴۶)

یحییٰ صاحب! اچھی طرح جان لیجئے کہ ہر وہ شخص جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں آپ کے عہد رسالت اور زمانہ نبوت میں کسی قسم کی نبوت دیئے جانے کا قائل ہے وہ امت مسلمہ کے نزدیک کافر ہے۔ ورنہ آپ بتائیے کہ مسیلمہ کذاب کے بارے میں قتل کا فیصلہ کیوں ہوا؟ یحییٰ صاحب! کہیں آپ کی نیت میں کوئی خرابی تو نہیں؟ آپ دیوبندیوں کے نانوتوی کی تائید کر کے کسی وہابی کے لئے نبوت کے جھوٹے دعوے پر کیا دیوبندیوں کی

تائید کا خواب دیکھ رہے ہیں؟

آپ نے اپنے تحقیقی جائزہ میں تحذیر الناس کی وہ معترضہ عبارت جسے آپ نے بہتان قرار دیا ہے خود من وعن پوری نقل تک نہیں کی نہ ہی اس کا جواب لکھا ہے۔ نانوتوی کی وہ عبارت پھر ملاحظہ کریں، ''اگر بالفرض بعد زمانہ نبی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا......'' مزید ملاحظہ ہو: آپ کے یہی نانوتوی اپنے ایک مکتوب بنام مولوی محمد فاضل میں لکھتے ہیں: ''ومی دانی کہ بعد ارتفاع کلام ربانی ازیں جہان فانی آمدن قیامت تقدیر یافتہ ورنہ بشرط بقائے عالم آں وقت اگر نبی دیگری آید مضائقہ نبود۔'' (قاسم العلوم، مکتوبات نانوتوی، ص ۵۶، مطبوعہ لاہور)

یحییٰ صاحب! آپ کے نانوتوی نے تحذیر الناس میں رسول کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے کا انکار کیا ہے اور مکتوب والی تحریر میں بھی مطلقاً انکار کیا ہے، اور صاف کہا ہے کہ قرآن مجید کے اس دنیا سے اٹھ جانے کے بعد قیامت کا آنا مقدر ہو چکا ہے۔ ورنہ (قرآن مجید اٹھ جانے کے بعد) قیامت سے پہلے اگر جہان باقی رہے تو اس وقت دوسرے نبی کے آنے میں کوئی حرج نہیں، یحییٰ صاحب! آپ کس مدلول میں کسے داخل ثابت کر رہے ہیں؟ آپ کا نانوتوی آپ ہی کی کیا خود اپنی بھی تکذیب کر رہا ہے۔ نانوتوی صاحب کے الفاظ میں کوئی سنسکرت یا پراکرت، کریولی یا سوئیلی یا زولو زبان شامل نہیں کہ اردو پڑھنے والے ان کی اس عبارت کو سمجھ نہ سکیں۔ نانوتوی صاحب صاف کہہ رہے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد کسی نبی کی آمد فرض کی جا سکتی ہے اور ایسی صورت میں بھی حضور ﷺ خاتم النبیین رہیں گے کیوں کہ خاتم النبیین بمعنی آخری نبی انہیں تسلیم ہی نہیں۔

الملل والنحل میں ابن حزم نے بھی لکھا ہے کہ ''جن حضرات نے آں حضرت ﷺ کی نبوت اور معجزات قرآن مجید کو نقل کیا ہے ان میں کثیر التعداد حضرات کی نقل سے

آں حضرت کا یہ فرمان بھی ثابت ہو چکا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔'' (ص ۲۲۰ ختم نبوت کامل بحوالہ الملل ص ۱/۷۷) مفتی محمد شفیع دیو بندی نے عماد الدین ابن کثیر اور سید محمود الوسی بغدادی کے حوالے سے بھی لکھا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں اور ص ۲۲۶ پر صاف لکھتے ہیں کہ ''ہر وہ شخص جس پر لفظ نبی بولا جائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پیدا نہیں ہوسکتا۔'' اور ص ۲۷۱ پر لکھتے ہیں کہ ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی کسی قسم کا بھی نہیں ہوسکتا۔'' ص ۲۷۷ پر لکھتے ہیں کہ ''قیامت تک جو انسان پیدا ہوگا اس کے نبی صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں اور کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔'' ص ۲۸۸ پر لکھتے ہیں کہ ''جنگل کے وحشی جانور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخر النبیین ہونے پر ایمان لاتے ہیں مگر اسلام کے مدعی قادیانیوں (وغیرہ) کے کانوں پر جوں بھی نہیں رینگتی۔'' ص ۲۸۵ پر لکھتے ہیں: ''اس امت میں سوائے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔'' اور ص ۳۰۷ پر لکھتے ہیں کہ ''آپ کی نبوت تمام اقوام عالم کے لئے اور قیامت تک ہر زمانہ کو شامل ہے اور قیامت تک آپ کی نبوت کا سلسلہ باقی ہے جب یہ ظاہر ہے تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نبوت ہوتے ہوئے کوئی نبی نہیں ہوسکتا ورنہ اس میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان نبوت کی توہین ہوگی۔'' اور ص ۳۱۸ پر فیصلہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ''اگر پہلو میں دل اور دل میں ایمان یا انصاف کا کوئی ذرہ بھی ہو تو تمام احادیث سابقہ کو چھوڑ کر صرف یہی احادیث ایک انسان کو اس پر مجبور کرنے کے لئے کافی ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد تا قیامت کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا یہ دوسو دس احادیث نبویہ ہیں جن میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ختم نبوت کا قطعی اعلان فرما کر ہر قسم کی تاویل اور تخصیص کا راستہ بند کر دیا ہے۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔''

ص ۳۲۸ پر لکھتے ہیں کہ: ''تمام صحابہ کرام کے نزدیک آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت

کے بعد کسی شخص کا دعوی نبوت کرنا خواہ وہ کسی تاویل اور کسی پیرایہ سے ہو باجماع صحابہ موجب کفر وارتداد ہے۔''

مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں: ''جب کوئی شخص یہ نہ جانے کہ (سیدنا) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء کرام میں سے آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں اس لئے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا آخری نبی ہونا ضروریات دین میں سے ہے۔'' (ص ۳۴۷ بحوالہ اشباہ والنظائر) اور ص ۳۵۰ تحفہ شرح منہاج کے حوالے سے صاف لکھا ہے کہ کسی کی نبوت کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جائز رکھے تو یہ کفر ہے۔

جناب انور شاہ کشمیر اپنے رسالہ ''خاتم النبیین'' کے ص ۱۰۰۔۱۰۱ پر نانوتوی کی عبارت کا ردبلیغ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''پس چوں حق تعالیٰ ایک بارنص فرمود کہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔ پس شیوہ ایمان این است کہ ہمگی تعلل وتحمل راگزاشتہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راخاتم ہمہ نبیین یقین کنیم وبایں ایمان آدریم کہ درہمیں عقیدہ ایں آیت آمدہ وچوں حضرت حق در ہیچ جاتقسیم وتقیید نہ فرمود۔ مارا حق نیست کہ بہ شبہات زیغ والحاد زعموم واطلاق آیت بدرر ویم کہ مقابلہ نص باقیاس اولا ابلیس کردہ سپس اجماع بلافصل بریں عقیدہ منعقدہ شدواز عصر نبوۃ تا ایں وقت ہمیں استمرار ماند۔ پس ایں عقیدہ قطعی الثبوت وایں آیت دراثبات قطعی الدلالہ ماند......''

جناب انور شاہ کشمیر نے صاف صاف جو کچھ کہا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ''جب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بطورنص فرمادیا...... و خاتم النبیین تو ایمان کا تقاضا ہے کہ ہر قسم کے حیلہ وحجت کو چھوڑ کر ہمیں یقین کرنا چاہئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب نبیوں کے خاتم ہیں اور ہمیں اس بات پر ایمان لانا چاہئے اسی عقیدہ میں یہ آیت آئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین، آخری نبی ہیں ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ ہم کج روی کے شبہات اور الحاد میں مبتلا ہو

کر آیت کے عموم و اطلاق سے باہر چلے جائیں کیوں کہ نص کے مقابلہ میں سب سے پہلے قیاس کرنے والا شیطان ہے پھر یہ کہ اس عقیدہ پر بلا فصل اجماع امت منعقد ہو چکا ہے اور زمانہ نبوت سے لے کر اس وقت تک ساری امت عقیدہ پر مستمر اور برقرار رہی پس یہ عقیدہ قطعی الثبوت ہے اور یہ آیت اس کے اثبات میں قطعی الدلالہ ہے......''

تحذیر الناس میں یا جہاں کہیں نانوتوی صاحب نے یا کسی اور نے کہیں بھی اس آیت کی غلط تاویلیں کی ہیں یا خاتم کا مضاف الیہ ''النبیین'' کو تسلیم نہیں کیا بلکہ وصف نبوۃ کو خاتم کا مضاف الیہ قرار دیا ہے (گویا ان کے نزدیک النبیین کی جماعت وصف نبوت ہے)، اور خاتم النبیین بمعنی آخری نبی کو صرف عوام کا خیال بتایا ہے اور قرآن کے معنی منقول متواتر کا انکار کیا ہے وہ سب لوگ ایمان کے تقاضے کے مخالف، اجماع امت کے منکر، قرآن میں تحریف معنوی کے مرتکب اور جمہور مفسرین ومحدثین وفقہاء اور علمائے حق کے نزدیک کفر کے مرتکب ہوئے ہیں، آپ کے نانوتوی نے یہی نہیں بلکہ رسول کریم ﷺ کے ظاہری زمانہ میں بھی اور بعد میں کسی اور نبی کو ممکن مانا، فرض اور تجویز کیا اور قرآنی آیات واحادیث اور اجماع امت کی تکذیب ومخالفت کی اور اس سے ان کی توبہ ثابت نہیں مگر آپ ان کے اس شدید جرم کے بیان کو انوکھی قسم کا بہتان بتا رہے ہیں۔ یحییٰ صاحب! سورج سیاہ نہیں لیکن آپ کا قلب وذہن ضرور سیاہ ہے ورنہ آپ کفر کی فاسد تاویل کر کے اور کفر پر راضی ہو کے کفر کے ارتکاب کی جرات نہ کرتے۔ آپ کے نانوتوی کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کوئی کہے کہ میں خدا تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانتا ہوں۔ لیکن میرے نزدیک خدا کے یہ معنی ہیں کہ وہ جو چاہے کر سکے یہاں تک کہ اگر وہ ایک اور خدا بھی پیدا کرنا چاہے تو وہ بھی پیدا کر سکے اگرچہ یقینا کوئی دوسرا خدا وہ پیدا نہیں کرے گا لیکن بالفرض اگر خدا کے

لئے کوئی دوسرا خدا پیدا ہو جائے تو خدا تعالیٰ کی وحدانیت میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ کہئے آپ یہ مان لیں گے؟

یحییٰ صاحب! کیا آپ یہ مانیں گے کہ اگر بالفرض بھرے بازار میں آپ کو سو جوتیاں ماری جائیں تو پھر بھی آپ کی عزت میں کچھ فرق نہ آئے گا...... اگر بالفرض آپ کی گردن پر چھری چلا دی جائے (آپ کا گلا کاٹ دیا جائے) تو پھر بھی آپ کی زندگی میں کچھ فرق نہ آئے گا...... اگر بالفرض کوئی (قاسمی دیوبندی) اپنی منکوحہ کو تین طلاقیں دے دے تو پھر بھی اس کے نکاح میں کچھ فرق نہ آئے گا...... اگر بالفرض آپ اپنے عقائد میں مرزائیوں، قادیانیوں، رافضیوں کے عقائد اختیار کر لیں تو پھر بھی آپ کے اہل حدیث ہونے میں کچھ فرق نہ آئے گا...... یحییٰ صاحب! بتایئے اگر کچھ فرق نہیں آئے گا تو آپ کے نانوتوی کی بات آپ کے لئے اور آپ کی بات اس کے لئے درست...... اور آپ دونوں اجماع امت کے مطابق جس حکم میں داخل ہیں وہ آپ پڑھ ہی چکے ہیں۔

توجہ:۔ جناب محمد قاسم نانوتوی کی ''تحذیر الناس'' کے تفصیلی وتحقیقی جواب میں میرے استاد مکرم حضرت شیخ الاسلام مولانا غلام علی اوکاڑوی کی لاجواب کتاب ''التنویر لدفع ظلام التحذیر'' کا مطالعہ کیجئے۔ (کوکب غفرلہ)

تحقیقی جائزہ کے ص ۱۰ پر آپ لکھتے ہیں:۔

''تیسرا بہتان

نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوبنے سے بھی برا ہے۔''

آپ کا کہنا کہ یہ عبارت اسمٰعیل دہلوی کی بتائی جاتی ہے جب کہ کتاب ''صراط مستقیم'' دو شخصوں نے مرتب کی (۱) اسمٰعیل دہلوی (۲) عبدالحئی...... اور مذکورہ عبارت کتاب کے جس

باب سے نقل کی گئی اس باب میں اسمٰعیل دہلوی کا کوئی دخل نہیں۔

آپ مزید لکھتے ہیں کہ ''فتنہ انگیز مفتریوں کی اسمٰعیل دہلوی سے عداوت دیکھئے کہ یہ ظالم بہتان بندی کے وقت عبدالحئی کا نام تک نہیں لیتے بلکہ ساری غلاظت بے گناہ اسمٰعیل دہلوی پر اچھالتے ہیں۔'' (تحقیقی جائزہ ص ۱۱) آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس عبارت کو بگاڑ بگاڑ کر بہتان بنایا گیا ہے......

آپ نے ''ساری غلاظت'' کے الفاظ استعمال کر کے یہ تسلیم کرلیا کہ اس عبارت میں نری غلاظت ہے اور آپ اسمٰعیل دہلوی کو بے گناہ کہتے ہیں جب کہ یہ کتاب اسی کے نام سے معروف ومشہور ہے، اسی کے نام سے شائع اور فروخت کی جاتی ہے۔ گنگوہی صاحب کی گواہی بھی میں نقل کر چکا ہوں۔ علاوہ ازیں آپ کے اسمٰعیل قتیل نے کہیں بھی کوئی تردید کسی طرح نہیں کی کہ وہ عبدالحئی کے نقل کیے ہوئے ابواب سے متفق ومطمئن نہیں بلکہ وہ تو عبدالحئی کے لکھے ہوئے اوراق کو غنیمت بتارہا ہے اور پھر بقول آپ کے اس کتاب میں ان دونوں کے مرشد کے ''ایمان افروز'' ملفوظات ہیں (☆) مگر آپ کے اہل حدیث ٹولے نے ''ایمان افروز ملفوظات'' کی اس کتاب سے جیسی بے زاری ظاہر کی ہے، وہ بھی آپ ملاحظہ کر چکے ہیں...... کیا آپ واقعی اس کتاب کے تمام مندرجات کو ایمان افروز مانتے ہیں؟ ظاہر سی بات ہے کہ جب یہ کتاب ایمان افروز ملفوظات کا مجموعہ ہے تو آپ کو اس کتاب کے تمام مندرجات کے بارے میں یہی موقف رکھنا چاہئے۔ لیکن (شاید) ایسا نہیں ہے، لہٰذا کذب وافترا کے الزام سے آپ خود کو بری ثابت نہیں کرسکیں گے۔ آپ کے اس

(☆) اس کتاب صراط مستقیم کا ایک ''ایمان افروز'' ملفوظ آپ اسمٰعیل دہلوی کے بے حیا مرشد کے بارے میں اسی کتاب کے ص 67 پر ملاحظہ کر چکے ہیں جس میں حضرت علی وفاطمہ رضی اللہ عنہما کے مبارک اسماء گرامی کا استعمال کرتے ہوئے شدید بے حیائی نقل کی گئی ہے۔

''ایمان افروز'' مجموعہ کی من وعن عبارت نقل کی جائے تو آپ کہتے ہیں کہ بگاڑ بگاڑ کر بہتان بنایا گیا ہے۔ آپ ان تمام دیوبندی وہابی افراد بشمول گنگوہی کو فتنہ انگیز مفتری اور کذاب کیوں نہیں کہتے جو اس کتاب صراط مستقیم کو اسمٰعیل دہلوی کی کتاب کہتے لکھتے ہیں۔ میرے پاس موجود دیوبندیوں کی کئی کتابوں میں اس کتاب کا اشتہار جہاں کہیں ہے اس میں اس کتاب کو اسمٰعیل دہلوی کی کتاب لکھا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اسمٰعیل دہلوی کی کوئی ایسی تحریر دکھا دیجیئے جس سے ثابت ہو کہ وہ اس کتاب کے ان ابواب سے متفق و مطمئن نہیں جو عبدالحئی نے نقل کیے ہیں بلکہ آپ نے ص ۱۱ پر اسمٰعیل دہلوی کا بیان خود لکھا ہے جس میں اسمٰعیل دہلوی نے عبدالحئی کا ذکر ''قدوۂ فضلائے زماں زبدہ علمائے دوراں'' (اس وقت کے فاضل ترین اور اس دور کے کبار علماء کے قائد) کے الفاظ سے کیا ہے۔ یوں آپ کا دہلوی آپ کے عبدالحئی کا مداح و موید اور مصدق ثابت ہوا، اور وہ کہتا ہے کہ ''عبدالحئی کے ان اوراق کو غنیمت جانا گیا......'' اس تائید و تصدیق اور توثیق کے بعد اسمٰعیل دہلوی کو ان اوراق سے بری الذمہ ٹھہرانا، افترا ہے یا نہیں؟ آئینے میں آپ کو خود آپ ہی نظر آتے ہیں مگر اپنی کریہہ صورت اور مذموم کردار کو آپ دوسروں پر تھوپتے چلے جاتے ہیں۔ آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی فہم کو سب مانیں جب کہ سب کی فہم آپ کو قبول نہیں، پھر آپ کی فہم کو بھی کوئی کیوں قبول کرے؟ آپ کے اپنے ہم مسلک ٹولے میں آپ کی فہم آپ کے ساتھیوں، بڑوں چھوٹوں کو قبول نہیں، شاید ان کی فہم آپ کو بھی قبول نہ ہو، پہلے اپنے دھرم والوں سے اپنی تائید و تصدیق اور خود سے ان کی مطابقت و موافقت کروایئے اور خود کو غیر متنازع ثابت کیجیئے پھر کسی دوسرے مسلک والے پر خود کو مسلط کرنے کی مذموم مشق ستم کا شوق پورا کرنے کا سوچیئے۔ جب تک آپ خود فریبی کا شکار رہیں گے تب تک اپنی جگ ہنسائی اور رسوائی ہی کروائیں گے۔ آپ کے ہاں تو ''فہم صحابی'' کی وقعت نہیں تو پھر باقی سب کے نزدیک

''فہم وہابی'' کی کیا وقعت ہو سکتی ہے؟

یحییٰ صاحب! آپ نے ''صراط مستقیم'' کتاب کو ایمان افروز ملفوظات اور روحانی معارف کا مجموعہ ہی نہیں، بڑی شاہ کار کتاب بھی قرار دیا ہے اور اس کے مضامین کو تصوف اور تزکیہ نفس کے موضوع پر عارف باللہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی اصطلاحات کے مطابق بتایا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو عارف باللہ آپ نے لکھا ہے مگر آپ انہیں شاید ایسا مانتے نہیں ورنہ ان کی اور ان کے فرزند کی تحریروں کو آپ نہ جھٹلاتے اور ان کے خلاف نہ کرتے۔ آپ کا شاید یہ خیال ہے کہ ہم اہل سنت و جماعت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو نہیں جانتے یا ان کے عقائد و نظریات اور تحریرات سے واقف نہیں۔ آپ شاید یہ گمان بھی کرتے ہیں کہ ہم اہل سنت و جماعت، صوفیانہ اصطلاحات وغیرہ سے بھی آگاہ نہیں...... یحییٰ صاحب آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ صوفیائے کرام، صوفیانہ اصطلاحات اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے جس قدر اور جیسے ہم آگاہ ہیں، آپ کیا آپ کا ٹولہ یا آپ کے دیوبندی بھی آگاہ نہیں۔ آپ شاید نہیں جانتے کہ شرق و غرب اور جنوب و شمال میں جس قدر اولیائے کرام اور صوفیائے عظام ہوئے ہیں وہ سب صحیح العقیدہ اہل سنت و جماعت ہوئے اور اہل سنت و جماعت کے سوا کسی گروہ میں اولیاء اللہ نہیں ہوئے، یہ ہمارے مسلک حق کی حقانیت کی واضح دلیل ہے کہ اللہ کریم جل شانہ نے ولایت کا انعام صرف ہماری جماعت کے مقدس فراد کو عطا کیا۔ حضرت سیدنا محی الدین، معین الدین، شہاب الدین اور بہاء الدین (رضی اللہ عنہم) ہماری ہی جماعت کے ائمہ طریقت ہیں۔ حضرت غیاث الدین۔ جلال الدین، قطب الدین، حمید الدین، حسام الدین، فرید الدین، نظام الدین، علاء الدین، نصیر الدین، مصلح الدین، شرف الدین، نور الدین، شمس الدین، تاج الدین، قمر الدین (رضی اللہ عنہم) ہمارے ہی گروہ کے درخشاں و

تاباں تارے ہیں...... سیدنا غوث اعظم، داتا گنج بخش، خواجہ غریب نواز، بابا گنج شکر، حضرت شیر ربانی، حضرت گنج کرم، (رضی اللہ عنہم) ہمارا ہی افتخار و اعتبار ہیں...... آپ کسی اور مسلک میں صحیح العقیدہ مسلمان ولی اللہ نہیں دکھا سکتے اور **الفضل ماشھدت بہ الاعداء** (بزرگی وکمال وہ ہے کہ دشمن بھی جس کی گواہی دے) ہمارے اکابر کی عظمت وفضیلت اور صداقت وحقانیت کی، آپ سمیت تمام مخالفین بھی گواہی دیتے اور اعتراف کرتے ہیں۔ آپ اس اعتراف کے باوجود ہم اہل سنت و جماعت کو جانے کیوں اپنے ظلم ستم کا ہدف بنائے رکھتے ہیں؟ شاید اس لئے کہ اس معاملے میں آپ لوگ شیطان ملعون سے زیادہ شیطنت کا ''وصف'' رکھتے ہیں کیوں کہ بخاری شریف میں موجود روایت کے مطابق ''قرن الشیطان'' (شیطان کے سینگ) آپ ہی لوگ ہیں اور شاید اس لئے بھی کہ آپ کے قلب و لسان اور ظاہر و باطن میں کوئی ہم آہنگی نہیں ہے۔ منافقت آپ لوگوں کا وتیرہ ہی نہیں جزو لاینفک ہے اور تقیہ آپ لوگوں کے عقائد و اعمال میں رچا بسا ہوا ہے۔ آپ ہمیں عبارت فہمی سے عاری سمجھتے ہیں، ہم پر دجل وفریب کا ''بہتان'' باندھتے ہیں۔ امت میں فتنہ وفساد آپ کی سرشست وخمیر کا اولین تقاضا ہے۔ آپ لوگوں نے ان کا طریق چھوڑا ہے جنہیں (بزعم خود) آپ اپنا اکابر کہتے ہیں۔ وہ نام نہاد مسلمان آپ لوگ ہیں جو غیر مسلموں سے کہیں زیادہ بدزبانی اور بدگمانی کے عادی مریض ہیں اور جس نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلمہ گو کہلاتے ہیں، اسی مقدس و مطہر رسول کے لئے آپ لوگ دشنام تراشتے ہیں۔ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو ''امام اہل حدیث'' آپ لکھتے ہیں مگر انہیں ''غوث اعظم'' نہیں مانتے، ان کے عقائد ونظریات اور ان کی تحریرات وتعلیمات کی علانیہ تکذیب آپ ہی کرتے ہیں۔ آپ لوگ صرف ہم مسلمانوں ہی کے لئے نہیں تمام انسانیت کے لئے باعث ننگ و عار ہیں، درہم و دینار اور ذاتی وگروہی مفادات کی خاطر شریعت کو اپنی طبیعت کے مطابق

بدلنے کے لئے آپ ہی لوگ سیاہ کاریاں کرتے ہیں۔ اپنا احوال دیکھئے، اپنے ہی ٹولے کے افراد کی تحریریں ملاحظہ کیجئے۔ آپ کو آئینہ ایام میں اپنی ادائیں خوب نظر آئیں گی۔ آپ کو بدمذہب رہنے کا شوق ہے تو اس شوق کی تکمیل کے لئے ہم اہل حق خوش عقیدہ اہل سنت و جماعت پر بہتان واتہام، طعن ودشنام، کذب وافتراء، دجل وفریب کی مشق ستم نہ کیجئے، یوں آپ کسی منفعت کے حق دار نہیں ہو سکیں گے، البتہ خود اپنے ساتھ اپنا نامہ اعمال بھی مزید سیاہ کریں گے، انگریزوں کے لئے قربان ہونے والے آپ کے اس قتیل اسمٰعیل دہلوی ہی نے اس برصغیر میں اپنی کتاب ''تقویۃ الایمان'' سے بدگوئی و بے ادبی اور کفریات کا سلسلہ شروع کیا آپ تھانوی کی حفظ الایمان والی عبارت دیکھ چکے ہیں، اب صراط مستقیم کی عبارت بھی دیکھئے جسے آپ نے تحقیقی جائزہ کے ص ۲۰ پر نقل کیا ہے:

''آرے بمقتضائے ظلمات بعضها فوق بعض از وسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است وصرف ہمت بہ سوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشد بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق درصورت گاؤ خرخود است کہ خیال آں با تعظیم واجلال بسوایدے دل انسان می چسپد بخلاف خیال گاؤ خر کہ نہ آں قدر چسپید گی می بودن تعظیم بلکہ مہان ومحقر می بود وایں تعظیم و اجلال غیر کہ در نماز ملحوظ و مقصودی می شود بشرک می کشد۔ (صراط مستقیم ا۷، ۷۷)'' ترجمہ:۔ آپ نے خود یوں کیا ہے کہ: ''نماز میں پیش آنے والے خیالات کے مختلف درجے ہیں جو پہلے بیان ہو چکے ہیں اب یہاں انہی کا بیان لکھا جاتا ہے) تمام وسوسے ایک ہی درجے کے نہیں ہوتے بلکہ بمصداق بعضها فوق بعض ان میں فرق مراتب ہے چنانچہ زنا کا خیال اپنی بیوی سے صحبت کا خیال سے زیادہ برا ہے اور اپنی تمام تر توجہ کو ہر طرف سے پھیر کر اپنے شیخ یا کسی اور بزرگ ہستی کی طرف گو جناب رسالت مآب ﷺ ہی کیوں نہ ہوں لگا دینا یعنی بحالت نماز وہی شغل رابطہ اور شغل برزخ کرنا گاؤ خر یعنی اللہ

تعالیٰ سے غافل کرنے والی دوسری چیزوں کے خیال میں ڈوب جانے سے بہ چند مرتبہ بدتر ہے۔ اس لئے کہ اول تو یہ خیالات غیر ارادی ہوتے ہیں اور آدمی کو ان سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی اور نہ ان کی عظمت و محبت ہی دل میں ہوتی ہے بلکہ انسان خود بھی ان کو ذلیل و حقیر سمجھتا ہے، (اوران کا خیال آتے ہی ان کو دماغ جھٹک دیتا ہے) یہی وجہ ہے کہ جب اس کو یہ خیال ہوجاتا ہے کہ میں نماز میں ہو تو ان لغو خیالات کو خود ہی دل سے نکالنے کی کوشش کرتا ہے اور حق تعالیٰ کی طرف اپنی توجہ کو دوبارہ صحیح اور استوار کر لیتا ہے جو نماز کا حقیقی منشاء ہے بخلاف اس کے کہ نماز میں اپنے مرشد یا کسی اور بزرگ ہستی کی طرف صرف ہمت کی جائے یعنی اپنی طبیعت کو ہر طرف سے پھیر کر حتیٰ کہ اللہ کی طرف سے بھی ہٹا کر کامل یکسوئی کے ساتھ اپنے شیخ یا کسی مکرم و معظم کی طرف لگایا جائے یا الفاظ دیگر شغل رابطہ و شغل برزخ کی جائے تو یہ بہ نسبت ان وساوس کے زیادہ مضر ہے کیونکہ اول تو اس میں اپنے قصد سے حق تعالیٰ کی طرف سے بھی توجہ کو منقطع کرنا ہوتا ہے جو مقصد نماز کے بالکل ہی خلاف ہے۔'' (ص ۲۲)۔ یہاں تک یہ عبارت کالم میں ہے جو آپ نے ترجمہ کے طور پر لکھی ہے۔ کالم کے بعد آپ مزید لکھتے ہیں: ''اور دوسرے یہ کہ انسان خاص کر نمازی مسلمان کے لئے دل میں ان واجب الاحترام ہستیوں کی انتہائی محبت و عظمت ہے لہٰذا جب وہ ان سے لو لگائے گا اور شغل برزخ کی مذکورہ بالا شکل کے مطابق ان کی صورت کو دل میں جمائے گا تو وہ مقدس اور محبوب صورت دل کی گہرائی میں پیوست ہوجائے گی اور تعظیم و اجلال کے وہ جذبات جو نماز کے وقت اللہ تعالیٰ سے وابستہ ہونے چاہئے تھے اس مقدس ہستی کی اس خیالی صورت سے وابستہ ہوجائیں گے بلکہ قصداً کردیئے جائیں گے پھر آدمی کی نماز جو سراسر حق تعالیٰ کی تعظیم و اجلال کا مرقع ہے وہ غیر اللہ کی تعظیم و تبجیل میں بدل جائے گا اور غیر اللہ کو مقصد اعلیٰ بنالینا شرک تک پہنچاتا ہے اسی واسطے نماز کی حالت میں صرف ہمت شغل رابطہ شغل

برزخ بمقابلہ ان وساوس کے زیادہ برابر ہے۔ یہ وہ عبارت جس پر اس ناپاک افترا کی بنیاد ہے۔“ (تحقیقی جائزہ، ص ۲۲)

یحییٰ صاحب! ترجمہ کرتے ہوئے اگر مفہوم واضح کرنے میں الفاظ زیادہ لگائے جائیں تو انہیں قوسین (بریکٹ) میں لکھا جاتا ہے۔ آپ نے ترجمہ کرتے ہوئے قوسین کا استعمال کیے بغیر یہ سب کچھ جو لکھا ہے، اسے آپ کی اپنی کی ہوئی من مانی ترجمانی وشرح یا وضاحت وتبصرہ تو کہا جاسکتا ہے، ترجمہ نہیں اور آپ نے اصل عبارت کے ترجمہ کے لئے بھی جس قدر الفاظ اس تبصرے میں شامل کیے ہیں ان میں بھی آپ نے اپنے شریر مافی الضمیر اور اپنے تباہ زاویہ نگاہ کو بنیاد بناتے ہوئے خوب گڑبڑ کی ہے یعنی دیانت سے کام نہیں لیا اور صحیح ترجمہ نہیں کیا۔ صراط مستقیم کتاب کی عبارت کا ترجمہ تو صرف اتنا ہے: ۔”بعض ظلمتیں (تاریکیاں) بعض ظلمتوں پر فوقیت (برتری) رکھتی ہیں کہ اقتضاء کے مطابق زنا (حرام کاری) کے وسوسہ سے اپنی زوجہ (بیوی، بی بی، اہلیہ، بیگم) کی مجامعت (ہم بستری، جماع) کا خیال بہتر ہے اور صرف ہمت (توجہ کا پھرنا، ہوجانا، خیال کرنا) شیخ (استاد، پیرو مرشد، رہبر) یا اس جیسے بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی ہوں، بہت ہی زیادہ برا ہے اپنے بیل گدھے کی صورت میں غرق ہوجانے (ڈوب جانے) سے۔ کیونکہ ان (بزرگ ہستیوں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا خیال تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چپک جاتا ہے۔ بخلاف بیل گدھے کے خیال کے کہ اس میں نہ اس قدر چسپیدگی (چپک) ہوتی ہے نہ ہی تعظیم بلکہ (ان کا خیال تو) ذلیل اور حقیر ہوتا ہے اور غیر کی یہ تعظیم اور بزرگی جو کہ نماز میں ملحوظ و مقصود ہو شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔“

یحییٰ صاحب آپ نے ”صرف ہمت“ کے الفاظ کو اس عبارت میں صوفیانہ اصطلاح بتا کر شغل رابطہ وشغل برزخ کی لمبی تفصیل لکھی ہے جو آپ کو یوں مفید نہیں کہ یہ عبارت اپنے

معنی ومفہوم میں آپ کی معین وموید نہیں، مختصر عبارت کے ترجمہ کو آپ نے اپنا من مانا (مبالغے اور مغالطے سے بھرپور) تبصرہ بنا دیا، حالاں کہ صراط مستقیم کتاب کی اس عبارت پر اعتراض یہ ہے کہ کس بات یا ہستی کا ذکر کن چیزوں کے ساتھ اور کس طرح کیا جارہا ہے؟ تھانوی نے اسمٰعیل دہلوی ہی سے یہ طرز سیکھی ہوگی۔ تھانوی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عطا ہونے والے علم غیب کو ایرے غیرے ہر بچے، پاگل اور جانوروں چوپایوں کے علم کے ساتھ تشبیہ دی اور صراط مستقیم کی اس مذکورہ عبارت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خیال آنے کا صرف بیل گدھے کے ساتھ ذکر ہی نہیں کیا بلکہ اسے بیل گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بدتر (بہت ہی برا) قرار دیا گیا ہے جب کہ زنا اور بیوی سے مجامعت کے خیال کو بیان کرتے ہوئے یہ احتیاط برتی گئی کہ دونوں کا مقابلہ بہتری میں کیا گیا اور بیوی سے مجامعت کو بہتر کہا گیا۔ اصل اعتراض آپ کی سمجھ میں نہیں آیا یا اپنی عادت بد کی طرح ہر غلط کو صحیح ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ یحییٰ صاحب! صراط مستقیم کتاب کی عبارت ناپاک ہے، ہمارا اس پر اعتراض جسے آپ نے افتراء کہا ہے، ناپاک نہیں......آپ کے اسمٰعیل دہلوی کہتے ہیں کہ عبادت میں بیل گدھے کے خیال میں ڈوب جانا اتنا برا نہیں جتنا زیادہ یہ برا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف توجہ ہو جائے یا لگ جائے، اور آپ اسے تصوف کی کسی اصطلاح کی غلط آڑ لے کر اپنی من پسند تشریح کے مطابق ثابت کرنا چاہ رہے ہیں، حالاں کہ حضرت مولانا روم نے صدیوں پہلے فرمایا تھا۔

برزباں تسبیح در دل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

آپ کے مدوح اسمٰعیل دہلوی نے اس ناپاک عبارت میں غیر کی تعظیم کے الفاظ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی غیر قرار دیا ہے، سنئے ائمہ شریعت وطریقت کیا فرماتے ہیں۔

چشت اہل بہشت کے سرخیل اور اہل تصوف کے امام سید خواجہ معین الدین حسن چشتی سرکار غریب نواز اجمیری رضی اللہ عنہ کا مشہور شعر ہے۔

آں کس کہ در نماز نہ بیند جمال دوست
فتویٰ ہمیں دہم کہ نماز قضا کند

مولانا روم فرماتے ہیں۔

گر جدا بینی ز حق تو خواجہ را
گم کنی تو متن وہم دیباجہ را

آپ کے ممدوح اسمٰعیل دہلوی نے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیال کو نماز میں بہت ہی برا کہا ہے اور قطب ربانی حضرت امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں کہ "میں نے سیدی علی خواص رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ شارع (حقیقی) نے (قعدہ) تشہد میں نمازی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام کا ہدیہ پیش کرنے کا حکم صرف اس لئے دیا کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں بیٹھنے والے غافلوں کو اس بات پر تنبیہ فرمادے کہ جہاں وہ بیٹھے ہیں اس بارگاہ میں ان کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف فرما ہیں اس لئے کہ وہ دربار خداوندی سے کبھی جدا نہیں ہوتے پس نمازی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بالمشافہ (روبرو) سلام کے ساتھ خطاب کرتے ہیں۔"
(کتاب المیزان، ص ۱۴۵، مطبوعہ مصر)

فتح الباری ص ۲۵۰/۲ میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے جو لکھا وہ عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۱۱۱/۶، مواہب اللدنیہ ص ۲۳۰/۲ زرقانی شرح مواہب ص ۳۲۹/۷، زرقانی شرح موطا امام مالک ص ۱۷۰/۱، سعایہ ص ۲۲۷/۲ خ فتح الملہم ص ۱۴۳/۲ اور اوجز المسالک ص ۲۶۵/۱ پر بھی بعینہا مرقوم ہے، آپ چاہیں تو ملاحظہ کرلیں۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:۔

''اہل عرفان کے طریقہ پر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جب نمازیوں نے التحیات کے ساتھ ملکیت کا دروازہ کھلوایا تو انہیں حی لا یموت (اللہ تعالیٰ) کی بارگاہ میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی، ان کی آنکھیں فرحت مناجات سے ٹھنڈی ہوئیں تو انہیں اس بات کی تنبیہ کی گئی کہ بارگاہ خداوندی میں جو انہیں یہ شرف باریابی حاصل ہوا ہے یہ سب نبی رحمت ﷺ کی برکت متابعت (پیروی کی برکت) کا طفیل ہے نمازیوں نے اس حقیقت سے باخبر ہوکر بارگاہ خداوندی میں جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ حبیب کے حرم میں حبیب حاضر ہے یعنی دربار خداوندی میں رسول کریم ﷺ جلوہ گر ہیں۔ حضور کو دیکھتے ہی یہ کہتے ہوئے ان کی طرف متوجہ ہوئے، **السلام علیک ایھا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ۔**'' (ص ۲۵۰/ ۲ مطبوعہ مصر)

علمائے دیوبند کے جناب عبدالحئی لکھنوی کو آپ بخوبی جانتے ہوں گے ان کی تالیف ''سعایہ'' کی عبارت میں سے یہ الفاظ بہت قابل توجہ ہیں، وہ فرماتے ہیں۔ ''میرے والد علام اور استاد قمقام نے اپنے رسالہ ''نور الایمان بزیارہ آثار حبیب الرحمن'' میں فرمایا: خطاب تشہد یعنی التحیات میں (**السلام علیک ایھا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ**) کہنے کا راز یہ ہے کہ حقیقت محمد یہ ہر موجود میں جاری وساری اور ہر بندہ کے ظاہر و باطن میں حاضر و موجود ہے اس حالت کا پورا پورا انکشاف بحالت نماز ہوتا ہے......'' (ص ۲۲۷، ۲۲۸ ج ۲)

یحییٰ صاحب! آپ کے نواب صدیق حسن خاں بھوپالی نے مسک الختام شرح بلوغ المرام ص ۲۴۴ میں حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی عبارت نقل کی ہے، شیخ محقق فرماتے ہیں۔ ''اور آنحضرت ﷺ ہمیشہ مومنوں کا نصب العین اور عابدوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں، تمام احوال وواقعات میں خصوصاً حالت عبادت میں اور

اس کے آخر میں کہ نورانیت اور انکشاف کا وجود اس مقام میں بہت زیادہ اور نہایت قوی ہوتا ہے اور بعض عرفا نے فرمایا ہے کہ یہ خطاب اس وجہ سے ہے کہ حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ تمام موجودات کے ذرات اور ممکنات میں جاری وساری ہے، پس آنحضرت ﷺ نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں لہٰذا نمازی کو چاہئے کہ اس معنی سے آگاہ رہے اور (حضور ﷺ) کے اس حاضر ہونے سے غافل نہ ہوتا کہ انوار قرب اور اسرار معرفت سے روشن اور فیض یاب ہو۔ (اشعۃ اللمعات ص ۱/۴۰۱)'' آپ کے نواب صاحب یہ عبارت لکھ کر ایک شعر بھی لکھتے ہیں۔

''در راہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست
می بینمت عیاں و عامی فرستمت''

کتاب تذکرہ رحمانی مطبوعہ کراچی کے ص ۱۵۶ میں ہے کہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مرادآبادی کے سامنے نواب صدیق حسن خاں بھوپالی سے یہی عبارت پڑھوائی گئی عبارت سننے کے بعد حضرت مولانا فضل رحمن نے نواب صاحب کو رسول کریم ﷺ کی حیات حقیقی سمجھائی۔ نواب صاحب اس بارے میں لکھتے ہیں کہ ''میری تحریر سے میری اصلاح ایسا تازیانہ تھا کہ (میرے) سب دعوے سوخت ہوگئے۔''

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب ''احیاء علوم الدین'' کا اردو ترجمہ ''مذاق العارفین'' کے نام سے آپ کے ممدوح دیوبندی جناب محمد احسن نانوتوی نے کیا ہے جو مطبع منشی نول کشور، لکھنو سے ربیع الاول ۱۳۴۸ مطابق ماہ اگست ۱۹۲۹ء کا طبع شدہ میرے پاس ہے۔ اس کی جلد اول صفحہ ۲۱۰ میں اس عنوان

''**چوتھا بیان** ان امور کی تفصیل میں جن کا دل میں حاضر ہونا نماز کے ہر ایک رکن اور شرط وغیرہ میں ضروری ہے'' کے تحت التحیات کے بیان میں ص ۲۱۵ پر درج یہ عبارت بھی

ملاحظہ ہو: ''اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود با جود کو اپنے دل میں حاضر کرو اور کہو السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔۔۔''

فرمایئے یحییٰ صاحب! اب بھی آپ کی سمجھ میں آیا یا نہیں کہ صراط مستقیم کتاب کی عبارت پر اعتراض ناپاک نہیں بلکہ وہ عبارت خود ناپاک ہے اور جس خیال کے بغیر نماز کی تکمیل ہی نہیں ہوسکتی اس خیال کو بیل گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بہت ہی بر اقرار دیا گیا لیکن آپ اس صحیح اعتراض کو ناپاک افترا کہتے ہیں۔ آپ کا مغز ٹھکانے نہیں ورنہ آپ تحقیق کے نام پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسی تحقیر نہ کرتے۔

یحییٰ صاحب! آپ کے ممدوح دیوبندیوں ہی کے بڑے جناب اشرفعلی تھانوی کا ''کمالات اشرفیہ'' (مطبوعہ مکتبہ تھانوی، بندروڈ، کراچی) کے ص ۴۰ پر درج یہ ملفوظ ذرا توجہ سے ملاحظہ ہو:

''ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا (تہجد میں) قرآن (پڑھنا) سن کر جب (صبح ان سے) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا...... خدا تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی خوش الحانی سے تم کو حصہ عطا کیا ہے اور حضرت ابو موسیٰ (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا...... یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر مجھے یہ خبر ہو جاتی کہ آپ میرا قرآن (پڑھنا) سن رہے ہیں تو میں آپ کی خاطر اور زیادہ بنا سنوار کر پڑھتا، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قول پر مطلق نکیر نہیں فرمائی۔'' (یہی عبارت ''افاضات یومیہ حصہ ہفتم ص ۲۲۳ مطبوعہ اشرف المطابع، تھانہ بھون، میں بھی ہے)

یحییٰ صاحب! آپ تو اپنے اسمٰعیل دہلوی سے دفاع کرتے ہوئے یہی ثابت کرنے کی مذموم کوشش کر رہے ہیں کہ نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آنا یا لانا اپنے بیل گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بہت برا ہے (معاذ اللہ) اور آپ کا ممدوح تھانوی ثابت کر رہا ہے کہ عبادت میں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خوشنودی کے لئے ریا و تصنع بھی مقبول

ہے کیوں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے نیت کے ساتھ بنا سنوار کر قرآن پڑھنا درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کے لئے بنا کر پڑھنا ہے اس لئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معاملہ درحقیقت اللہ ہی کا معاملہ ہے آپ کے تھانوی صاحب افاضات یومیہ میں فرماتے ہیں ''چوں کہ حضور کا خوش کرنا دین تھا کیوں کہ حضور سے جو تعلق تھا وہ دین ہی کی وجہ سے تھا اس لئے حضور کو خوش کرنے کے لئے سنوار سنوار کر قرآن پڑھنا ثواب تھا ریا نہ تھا۔'' (ص ۲۲۳) چناں چہ آپ کے انہی تھانوی صاحب کا ''کمالات اشرفیہ'' کے ص ۱۸۰ پر درج یہ ملفوظ ملاحظہ ہو: ''عبداللہ خان صاحب کے ماموں صاحب نے (تھانوی سے) عرض کیا کہ ہم جانتے ہیں کہ ہمارے شیخ جناب حاجی (امداد اللہ) صاحب دوسرے مشائخ سے افضل ہیں اور مرید کے لئے تصور شیخ بھی ایک چیز ہے نفع بھی ہوتا ہے اور لذیذ بھی ہے اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام شیخوں کے شیخ ہیں تمام مشائخ سے افضل ہوئے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو انبیاء علیہم السلام کے بھی امام ہیں تو آپ دنیا و مافیہا (دنیا اور جو کچھ اس میں ہے) سے افضل و برتر ہوئے ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ جب یہ ہمارا اور تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصور تو بڑی چیز ہوا۔ لیکن جب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصور کا ارادہ کرتا ہوں تو اندر سے دل قبول نہیں کرتا اور لذت حاصل نہیں ہوتی۔ گویا مجھ سے ہو ہی نہیں سکتا۔ ہاں اللہ کے تصور ذات میں جی لگتا ہے اور لذت آتی ہے، یہ کیا بات ہے اور اس میں خطا و صواب کیا ہے؟ (تھانوی نے) فرمایا کہ مذاق مختلف ہوتے ہیں بعضوں پر حب حق غالب ہوتی ہے اور بعضوں پر حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آپ پر توحید کا غلبہ ہے اور فی نفسہ دونوں مذاق صحیح ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت بھی درحقیقت حق تعالیٰ ہی کی محبت ہے کیونکہ آپ سے محبت من حیث الرسالۃ ہے اور نائب کی محبت من حیث النیابتہ درحقیقت غیب کی محبت ہے اور اللہ کو ہم نے پہچانا کیسے؟ بذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ تو جب تک آپ کا واسطہ نہ ہو، حب اللہ حاصل

نہیں ہوسکتی۔اورمیرا (تھانوی کا) مذاق بھی آپ ہی کا ساہے۔مجھے کسی چیز میں ایسی لذت نہیں آتی جیسی ذکر اللہ میں آتی ہے اور یہ یاد رکھئے کہ دونوں (مذاق) محمود ہیں۔'' اسی کتاب کے ص ۱۶۴ پر ہے کہ: (تھانوی نے) ''فرمایا کہ اگر شیخ سے تعلق قطع کر دے تو سب فیوض بند ہو جاویں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کم تعلقی کر کے تو پھر بالکل واردات و فیوض کچھ بھی نہیں رہیں گے۔'' اسی کتاب کے ص ۳۶ پر ہے کہ (تھانوی نے) ''فرمایا کہ کامل مکمل وہی ہے جو قدم بقدم ہو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے، جس کا ظاہر ہو مثل ظاہر پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اور جس کا باطن ہو مثل باطن پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے یعنی ہر امر اور ہر حال میں پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی اس کے قبلہ و کعبہ ہوں۔'' اور ص ۷ ۳ پر ہے کہ تھانوی نے ''فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں خاص برکت کا راز یہ ہے کہ جو شخص آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ہیئت بناتا ہے اس پر خدا تعالیٰ کو محبت اور پیار آتا ہے کہ یہ میرے محبوب کا ہم شکل ہے پس یہ وصول کا سب سے اقرب طریق ہے۔''

فرمایئے یحییٰ صاحب! کیا فرماتے ہیں آپ اپنے تھانوی کے بارے میں؟ آپ ہی کے تھانوی نے ثابت کیا کہ نماز میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر نیت کے ساتھ قرآن کو سنوار کر پڑھنا اور ان کی خوشنودی چاہنا غلط نہیں، اسی نے ثابت کیا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اللہ تعالیٰ ہی کی محبت ہے اور ان کے بغیر اللہ کی محبت حاصل نہیں ہوسکتی اور اسی نے کہا کہ ہر امر اور ہر حال میں قبلہ و کعبہ (یعنی توجہ کا مرکز) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیئت بنانا وصول کا سب سے اقرب طریق ہے اور آپ بغیر تحقیق کے جانے کیا کیا واہی بتاہی کر رہے ہیں، بلاشبہ آپ کو دین و مذہب اور عقل و خرد سے کوئی واسطہ نہیں۔ لیجئے اپنے ممدوح تھانوی صاحب کا یہ حال بھی ملاحظہ فرمایئے:

''الکلام الحسن'' (مرتبہ مفتی محمد حسن بانی جامعہ اشرفیہ لاہور، مطبوعہ المکتبۃ الاشرفیہ،

لاہور) حصہ اول کے ص ۱۱۶ پر ہے ''کسی نے (تھانوی کو) خط میں لکھا کہ اگر آپ کی صورت کا تصور کرلوں تو نماز میں جی لگتا ہے، (تھانوی نے) فرمایا جائز ہے...... کیوں کہ یہ بھی توجہ اور یکسوئی الی اللہ ہونے کا ایک ذریعہ ہے اس سے توجہ اور یکسوئی الی اللہ ہوگی، پس مقصود کا مقدمہ ہے خود مقصود نہیں۔'' ...... آپ نے دیکھا یحییٰ صاحب کہ آپ کے تھانوی نے آپ کے تبصرہ و وضاحت کا کیا موبنھ توڑ جواب دیا اور آپ کے شرک کا کیسے رد کیا؟......

قرآن کریم میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ کو اللہ تعالیٰ کا ہاتھ، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کو اللہ پاک کی اطاعت، ان کے ذکر کو اللہ کریم کا ذکر فرمایا گیا لیکن آپ، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ''غیر'' ثابت کر رہے ہیں، آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف توجہ ہو جانے کو بیل گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بہت ہی برا کہنے کی موافقت کر رہے ہیں اور آپ کا تھانوی کہتا ہے کہ خود اس کے تصور سے توجہ اور یکسوئی الی اللہ ہوگی۔ مزید ملاحظہ فرمائیے:۔

کتاب ''حکیم الامت'' میں جناب عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں کہ انہوں نے تھانوی کو خط میں لکھا: ''نماز میں جی نہ لگنے کا مرض بہت پرانا ہے، لیکن کبھی یہ تجربہ ہوا ہے کہ عین حالت نماز میں جب کبھی بجائے اپنے جناب (تھانوی) کو یا...... کو نماز پڑھتے فرض کر لیا تو اتنی دیر تک نماز میں دل لگ گیا، لیکن مصیبت یہ ہے کہ خود یہ تصور بھی عرصہ تک قائم نہیں رہتا، بہرحال اگر یہ عمل محمود ہو تو تصویب فرمائی جائے ورنہ آئندہ احتیاط رکھوں۔ (تھانوی کا) جواب ملا ''محمود ہے'' جب دوسروں کو اطلاع نہ ہو ورنہ سم قاتل ہے۔'' (ص ۶۳، ۶۴ مطبوعہ اشرف پریس لاہور، ۱۹۶۷ء)

تھانوی کا قصداً خیال کرنا تو بہت اچھا اور جائز لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آجانا بھی بیل گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بہت ہی برا قرار دینا، یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین و بے ادبی ہے یا نہیں؟ یہ بھی سوچیے کہ نماز میں تھانوی کا خیال و تصور، تعظیم کے

ساتھ لایا جائے تو صراط مستقیم کی عبارت اسے سبب شرک کہتی ہے تو پھر تھانوی کا خیال بیل گدھے کے خیال کی طرح لایا جائے تاکہ ذلیل وحقیر کے خیال کی طرح جائز ہو اور مفسد نماز نہ ہو...... یحییٰ صاحب! کیا فرماتے ہیں آپ کہ تھانوی کا خیال تحقیر کے ساتھ درست ہے یا نہیں؟ اگر آپ یہ کہنا چاہیں کہ نہیں، تو مان لیجئے کہ کتاب صراط مستقیم کی یہ عبارت ناپاک ہے اور اسے ناپاک افترا کہنا سنگین غلطی ہے۔ آپ نے اپنے تبصرے کے آخر میں لکھا ہے: ''رہا حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آنا حسب موقع تصور میں لانا تو یہ خاص انعام الٰہی اور قبول نماز کی علامت ہے جس طرح نشان زدہ عبارت سے واضح طور پر ثابت ہو چکا ہے'' (تحقیقی جائزہ، ص ۲۲)

یحییٰ صاحب! آپ نے کسی عبارت کو ''نشان زدہ'' کیا ہی نہیں۔ تاہم آپ ہی کے ہاتھوں قدرت نے لکھوا لیا کہ نماز میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آنا یا لانا نماز کی قبولیت کی علامت اور انعام الٰہی ہے...... یحییٰ صاحب! یہ وہ خیال ہے کہ جس کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں کیوں کہ ہر نمازی نماز میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انشاء وارادے کے ساتھ ہدیہ سلام پیش کرتا ہے ان کا تصور وخیال لاتا ہے، اس لئے یہ خیال نماز کو خراب کرنے یا شرک کی طرف کھینچ لے جانے والا نہیں اور اس خیال کو اپنے بیل گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بہت برا کہنا شدید بے ادبی وگستاخی ہے۔ یحییٰ صاحب! سچ اپنا آپ منوا کر رہتا ہے۔ اس خیال کے بارے میں ہر چند کہ آپ ہی کے ہاتھوں خود آپ کے ممدوح اسمٰعیل دہلوی کے خلاف ہمارے موقف کی تائید وتصدیق ہو گئی...... مگر آپ شاید اپنی ہی بات کی تکذیب کرنے لگ جائیں اور ادھر ادھر کی ہانکنے لگیں اور یہ آپ سے بعید بھی نہیں کیوں کہ آپ لوگ تو قرآن کریم کا لحاظ بھی نہیں کرتے، چناں چہ ملاحظہ ہو:

آپ کے تحقیقی جائزہ کے ص ۱۷ پر یہ الفاظ بھی کتاب صراط مستقیم سے ہیں کہ ''گاؤ خر

صرف محاورہ ہے، جو بھی ما سوائے حضرت حق ہوگا وُخر ہے“...... کتاب صراط مستقیم مطبوعہ مجتبائی دہلی کے ص ۸۵ پر اصل الفاظ یہ ہیں:۔ ”گاؤ خر تمثیل است ہر چہ سوائے حضور حق است گاؤ خر است گاؤ باشد یا خر، فیل باشد یا شتر۔“ یحییٰ صاحب! آپ نے تمثیل کو محاورہ کہا اور بتائیے کہ حضرت حق (اللہ تعالیٰ) کے سوا جو کچھ ہے کیا وہ سب بیل گدھے، ہاتھی و اونٹ ہی ہیں؟ انبیاء و اولیاء، ملائکہ و ارواح سب اللہ کے سوا ہیں، کیا ان سب کو آپ بیل گدھے اور ہاتھی یا ان کی مثل سمجھتے اور کہتے ہیں؟ قرآن میں تو **لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا** اور **لا تقولوا راعنا** اور ملائکہ کے بارے میں **بل عباد مکرمون** کے الفاظ ہیں۔ ان کے مطابق آپ کی صراط مستقیم کتاب کی یہ عبارت قرآن کی توہین اور تکذیب کرتی ہے یا نہیں؟

یحییٰ صاحب! آپ نے تحقیقی جائزہ کے ص ۱۳ پر کتاب صراط مستقیم کے (تیسرے باب کی) ص ۱۱۸ سے ایک عبارت (جو کشف کے طریقے کے بارے میں ہے) لکھی ہے لیکن آپ نے اس عبارت کو لکھتے ہوئے بھی خیانت کی ہے۔

اصل عبارت ملاحظہ ہو:۔ ”فائدہ: از جملہ اشغال مبتدعہ شغل برزخ است کہ در متاخران اکثر طرق اشتہار یافتہ بلکہ کلام بعضی اکابر ہم بران مشتمل گردیدہ وتصویر شغل مذکور این است کہ برائے دفع خطرات و جمعیت ہمت صورت شیخ را کما ینبغی بہ تعیین و تشخیص در خیال حاضر می کنند وخود باادب و تعظیم تمام بہ ہمگی ہمت خود متوجہ بان صورت می شوند کہ گویا باادب و تعظیم بسیار روبروئے شیخ نشستہ اند و دل بالکل بان سو متوجہ می سازند و حال این شغل از احوال تصویر معلوم می توان کرد چہ ساختن صورت گناہ کبیرہ عظیمہ است و نگاہ کردن دران خصوصاً بہ تعظیم و توقیر البتہ حرام و قول حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ قوم خود را خطاب فرمودند **ما ھذہ التماثیل التی انتم لھا عاکفون** باطلاق خود دلالت دارد برآں کہ

عکوف پیش تماثیل ممنوع است......(مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۰۸ھ)

ترجمہ:۔ اشغال مبتدعہ میں سے شغل برزخ بھی ہے جو کہ اکثر متاخرین میں مشہور ہو گیا ہے بلکہ بعض بزرگوں کے کلام سے بھی پایا جاتا ہے اور شغل مذکورہ کی صورت یہ ہے کہ وسوسوں کے دور کرنے اور ارادے جمع ہونے کے لئے پوری تعیین اور تشخیص کے ساتھ شیخ کی صورت کو خیال میں حاضر کرتے ہیں اور خود نہایت ادب اور تعظیم اپنی ساری ہمت سے اس صورت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں گویا بڑے ادب اور تعظیم کے ساتھ شیخ کے روبرو بیٹھتے ہیں اور دل کو بالکل اسی کی طرف متوجہ کر لیتے ہیں اور شغل کا حال تصویر کے حال سے معلوم کر سکتے ہیں اس لئے کہ تصویر کا بنانا گناہ کبیرہ ہے اور اس میں دیکھنا خاص کر تعظیم اور توقیر کے ساتھ حرام ہے اور حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول **ماھذہ التماثیل اللتی انتم لھا عاکفون** اپنے اطلاق سے اس امر پر دلالت کر رہا ہے کہ تصویروں کے سامنے عکوف منع ہے......" (ص ۲۰۲، ۲۰۳۔ صراط مستقیم مصنفہ اور مترجم اسمٰعیل دہلوی، ناشران ملک سراج الدین اینڈ سنز پبلشرز، لاہور ۱۹۵۶ء)

یحییٰ صاحب! آپ نے تو فارسی عبارت نقل کرتے اور اس کا ترجمہ کرتے ہوئے بھی خوب خیانت کی اور مراقبہ وکشف کی بابت شغل برزخ کو "صرف ہمت" کے تحت نماز میں اپنی طرف سے شامل کیا، کیا یہ بد دیانتی اور خیانت نہیں ہے؟

ص ۱۴ پر آپ لکھتے ہیں: "(بہر حال جن صوفیوں میں ان (اشغال) کا رواج رہا ان کے یہاں بھی ان مشاغل کا محل نماز میں نہیں ہے بلکہ اس قسم کے اشغال نماز اور واجب وظائف سے فارغ اوقات میں کیئے جاتے ہیں۔)" اور اس کے فوراً بعد آپ لکھتے ہیں: "ان چیزوں کو ذہن نشیں کر لینے کے بعد دیکھئے کہ صراط مستقیم میں اس شغل رابطہ، شغل برزخ اور صرف ہمت کے متعلق لکھا گیا ہے کہ نماز میں یہ شغل کرنا اس سے برا ہے کہ آدمی کو

دوسری دنیوی چیزوں کے وساوس آئیں اور وہ ان میں ڈوب جائے......‘‘

یحییٰ صاحب! ’’صرف ہمت‘‘ کے معنی ومفہوم آپ نے شغل برزخ وشغل رابطہ خود سے کئے ہیں جب کہ صراط مستقیم کتاب میں نماز کے تحت یہ معنی بیان ہی نہیں ہوئے اور جو بات صراط مستقیم میں نماز کے باہر بھی حرام اور گناہ کبیرہ لکھی ہے اسے آپ نے نماز کے تحت ازخود بیان کر دیا ہے اور خود اپنی بھی تکذیب کی ہے، آپ خود تسلیم کرتے ہیں کہ صوفیاء کے ہاں ان اشغال کا رواج نماز میں ہے ہی نہیں اور آپ خود یہ بھی لکھتے ہیں کہ صراط مستقیم میں نماز میں اس شغل کے متعلق لکھا گیا ہے، حالاں کہ اس شغل کا ذکر کتاب صراط مستقیم میں نماز کے باب ہی میں نہیں بلکہ اس کے بہت بعد کشف ومراقبہ کے تحت ہے۔ایسے ہی موقع کے لئے’’ دروغ گوراحافظہ نباشد‘‘ کی کہاوت مشہور ہے۔یحییٰ صاحب! جب آپ کی اپنی عقل ٹھکانے نہیں تو آپ کو ایسی واہی تباہی کی کیا ضرورت تھی؟ جگ ہنسائی کا اتنا ہی شوق تھا تو کچھ اور کر لیتے......آپ نے اپنے تحقیقی جائزہ کے ص ۱۱ پر لکھا ہے کہ’’صراط مستقیم بڑی شاہ کار کتاب ہے اور اس کا موضوع تصوف اور تزکیہ نفس ہے جو صوفیاء کرام کی اصطلاحات کی روشنی میں لکھی گئی۔خاص کر عارف باللہ سیدنا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی اصطلاحات کے مطابق مضامین کو ادا کیا گیا ہے چنانچہ صفحہ نمبر ۴ پر یہ تصریح موجود ہے۔‘‘

یحییٰ صاحب! آپ کا ممدوح تھانوی تو کہتا ہے کہ شغل برزخ وشغل رابطہ کو حضرت شاہ ولی اللہ نے ضروری کہا ہے اور صراط مستقیم میں اسے حرام وگناہ کبیرہ قرار دیا گیا ہے...... آپ کے تھانوی کی گواہی کے مطابق تو صراط مستقیم کتاب ہرگز حضرت شاہ ولی اللہ کے مطابق نہیں ہوئی اور نہ ہی عارف باللہ حضرت سیدنا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے آپ اپنی تائید ثابت کر سکے......آپ جس کسی کا دامن پکڑ کر اسے اپنے لئے سہارا اور مؤید بنانا چاہتے ہیں وہی آپ کو ذلیل ورسوا کر دیتا ہے۔آپ کو تحقیق سے بلاشبہ کوئی تعلق واسطہ نہیں۔اپنی

دروغ گوئی اور بہتان طرازی سے ہونے والی رسوائی پر گھبرائیے نہیں، مزید ملاحظہ فرمائیے، آپ نے حضرت مجدد الف ثانی کو ''شیخ العرب والعجم'' خود ہی لکھا ہے، وہ بھی اپنے مکتوبات میں آپ کی تائید نہیں کرتے۔ وہ فرماتے ہیں ''رابطہ راچرا نفی کنند کہ او مسجود الیہ است نہ مسجود لہ، چرا محاریب ومساجد رانفی نکنند ظہور ایں قسم دولت سعادت مندان رامیسر ست تادر جمیع احوال صاحب رابطہ رامتوسط خود دانند و در جمیع اوقات متوجہ او باشند......'' حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ تو فرماتے ہیں کہ صاحب رابطہ کو اپنا واسطہ جان کر تمام اوقات میں ان کی طرف متوجہ رہیں اور آپ کہتے ہیں کہ حضرت مجدد صاحب نے ان اشغال کے خلاف قلمی جہاد کیا......حضرت مجدد صاحب تو فرماتے ہیں کہ ''طریق رابطہ، اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچانے والے راستوں میں سے سب سے زیادہ قریب راستہ ہے اور رابطہ، مرید کے لئے اس کے ذکر کہنے سے زیادہ نافع ہے۔ (فرماتے ہیں) جانیں کہ مرید کے لئے بلا تکلف رابطہ شیخ، پیر و مرید کے درمیان مناسبت تامہ کی علامت ہے کیوں کہ افادہ اور استفادہ اور وصول الی اللہ کے لئے کوئی طریق، رابطہ سے اقرب نہیں......'' (مکتوب ۱۸۷، دفتر اول، حصہ سوم)

آپ کا تھانوی بھی اپنے (یعنی تھانوی کے) خیال کو نماز میں (مرید کے لئے) محمود کہہ رہا ہے اور آپ ''صرف ہمت'' کے الفاظ کے اپنے خود ساختہ مفہوم سے صراط مستقیم کی ناپاک عبارت کو (صوفیانہ ٹرمنالوجی کی بھی غلط آڑ بنا کر) نہایت مقدس ثابت کرنے کی شرارت اور ناپاک جسارت کر رہے ہیں۔ حالاں کہ صوفیاء کرام کے آپ لوگ دشمن ہیں آپ کے ٹولے نے جو بکواس، صوفیاء کرام کے خلاف لکھی ہے وہ آپ سے مخفی نہیں ہوگی مگر جب اپنے کسی سے آپ دفاع چاہتے ہیں تو تصوف کی آڑ لے لیتے ہیں۔

یحییٰ صاحب! ''صرف ہمت'' کے حقیقی معنی ہی ''توجہ کرنے، خیال کرنے'' کے ہیں۔

صراط مستقیم کتاب میں آپ کے اسمٰعیل دہلوی نے تسلیم کیا ہے کہ اس نے صراط مستقیم کتاب میں صرف تمہید و تمثیل ہی خود شامل نہیں کی کہ بلکہ تقدیم و تاخیر وغیرہ بھی متن میں کی ہے (صراط مستقیم، ص ۴)......یعنی اس نے علوم و معارف سے کورے اپنے مرشد کے اصل ملفوظات کی بجائے اپنی طرف سے بھی خوب گند اس کتاب میں بھرا ہے اور اپنے ''خر مزاج'' ہونے کے ثبوت فراہم کئے ہیں......آپ کا تحقیقی جائزہ تو ۱۹۹۴ء میں شائع ہوا، آپ سے بہت پہلے ''مقامع الحدید'' والے نے بھی کچھ ایسی ہی خرافات لکھی تھیں جن کا جواب ''العذاب الشدید'' کے نام سے برسوں پہلے شائع ہو چکا ہے، مگر آپ ہٹ دھرم لوگوں نے حق اور حقائق کو تسلیم کرنا سیکھا ہی نہیں اس لئے آپ اپنے خبث میں خود ہی اضافہ کرتے ہیں اور اپنی خباثت کا اعادہ کرتے ہیں۔ آپ کے اسمٰعیل دہلوی نے اپنی اس ناپاک عبارت میں ایک وسوسہ کا دوسرے وسوسہ سے اور ایک خیال کا دوسرے خیال سے فرق بتایا ہے۔ زنا کے وسوسہ سے بہتر بیوی سے ہم بستری کا وسوسہ بتایا اور گاؤخر کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بدتر خیال، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بتایا...... (معاذ اللہ) مگر آپ جانے کون سے شغل کی بات از خود کر کے توہین کو تعریف اور قبیح کو حسن بتانے کی سازش کر رہے ہیں۔

تحقیقی جائزہ کے ص ۱۸ پر آپ نے صراط مستقیم کتاب کے ص ۸۵ کی ایک عبارت الفاظ کی کمی کے ساتھ ساتھ املا کی غلطیاں کرتے ہوئے لکھی ہے۔ صراط مستقیم کتاب میں اصل عبارت مطبوعہ یوں ہے: ''وطالب علماں ندانند کہ تامل مادر صیغ وترکیب از ان قبیل نیست ہیہات ہیہات بلکہ زیادہ تر از خیال گاؤخر مخل صلوۃ است و دانش منداں نپندارند کہ فکر استخراج مسائل غریبہ از قرآن تکمیل نماز است بلکہ تنقیص است وارباب مکاشفات نہ انکارند کہ توجیہ ہم درماز ببرزخیہ شیخ یا تجسس ملاقات ارواح وملائکہ تحصیل ہمان نماز است کہ

معراج مومنین است نی نی ایں توجہ ہم شعبہ ایست از شرک گو شرک خفی بلکہ اخفی باشد......''

اس کا ترجمہ جو آپ نے کیا ہے وہ کتنا صحیح ہے؟ یہ اہل علم بخوبی جان لیں گے، آپ کے الفاظ نقل کرتا ہوں۔

''طالب علم حضرات یہ نہ سمجھیں کہ قرآن کریم کے صیغوں اور نحوی تراکیب میں ہمارا غور و فکر کرنا اس قبیل سے نہیں ہے۔ خبر دار، خبر دار، وہ تو گاؤ خر کے خیالات سے بھی زیادہ مخل نماز ہے علم و تفقہ والے گمان نہ کریں کہ نماز کی حالت میں قرآن عزیز سے مسائل غریبہ کا استخراج نماز کی تکمیل ہے، نہیں بلکہ وہ نماز کی تنقیص ہے اور مکاشفات والے خیال نہ کریں کہ نماز کی حالت میں شغل برزخ (بطریق مذکور اپنے مرشد کی صورت کو دل میں جمانا اور ہر طرف سے توجہ ہٹا کر اسی کو مرکز بنانا) ملائکہ وارواح صالحین کی ملاقات کی فکر ہی میں لگنا یہ اس نماز کی تحصیل ہے جس کو معراج المومنین بتلایا گیا ہے ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ توجہ شرک کا ایک شعبہ ہے گو خفی بلکہ خفی تر ہے۔''

یحییٰ صاحب! آپ کے اسمٰعیل دہلوی اور عبدالحئی کو گاؤ خر (بیل، گدھے) سے بہت شغف تھا، شاید یہ لوگ خود بھی ایسے ہی تھے۔ انہوں نے نماز میں فرشتوں اور نیک روحوں کی ملاقات کا تجسس بھی شرک ٹھہرایا، قرآن سے کسی مسئلے کا نکالنا بھی نماز کی تنقیص بتایا، قرآن کے صیغوں اور تراکیب میں تامل بھی بیل گدھے کے خیالات سے زیادہ مخل نماز بتایا......کیا کوئی اسمٰعیلی (اسمٰعیل دہلوی کو اپنا شیخ و امام ماننے والا) ایسی نماز پڑھ سکتا ہے جس میں بیل گدھے کے سوا کسی کا خیال ہی نہ آئے؟ کیوں کہ بیل گدھے کے خیال کے سوا تمام خیال ان کے نزدیک بہت زیادہ برے ہیں......آپ نے شرق پور والوں کو بتا دیا ہے کہ دیوبندی، وہابی، اہل حدیث غیر مقلد کیسی نماز پڑھتے ہیں اور ان لوگوں کو نماز میں کس کا خیال مرغوب ہے۔

تحقیقی جائزہ کے ص ۱۹ پر آپ نے کتاب صراط مستقیم کی ایک عبارت اور لکھی ہے، بہتر ہوتا کہ آپ کتاب صراط مستقیم کے وہ ڈھائی تین صفحات پورے نقل کر دیتے اور پھر اپنے گندے تبصرے کا شوق پورا کر لیتے۔ آپ نے لکھا ہے (میں اصل کتاب سے پوری عبارت نقل کر رہا ہوں تا کہ آپ کی خیانت اور غلطیاں بھی واضح ہو جائیں): صراط مستقیم مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۰۸ھ ص ۸۵ میں اصل اور پوری عبارت یوں ہے:

''و نباید دانست کہ سنوح مسائل غریبہ وکشف ارواح و ملائکہ در نماز قبیح است بلکہ توجیہ ہمت و قصد این کار در طویت و امتزاج این مدعا در نیت مخالف خلوص مخلصان است و اما سنوح و کشف مذکور پس از قبیل خلعت ہائے فاخرہ است کہ مخلصان مستغرق حضور حق را بسبب وفور عنایت ہا بآن می نوازند پس در حق ایشان کمالی است کہ در موطن مثال مجسم گردیدہ و نماز ایشان عبادتیست کہ ثمرہ اش بمنظر رسیدہ آری ادعیہ حاجات گو حاجات قلیلہ معاشیہ باشد کہ بسبب اعتقاد انحصار حاجت روائی در ذات صمد مطلق از مصلی با کمال در عین صلوۃ صادر می شود از ہمیں قبیل یعنی کمال نماز است و مشاورات بانفس در حوائج از قبیل وساوس قبیحہ نقصان نماز است واں چہ از عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) منقول است کہ تدبیر سامان لشکر در نماز می فرمودند بس باین قصہ مغرور نباید شد و نماز خود را نباید کرد بیت کار پاکاں را قیاس از خود مگیر، گرچہ ماند در نوشتن شیر و شر۔ خضر علیہ السلام را شکستن کشتی وکشتن کودک بے گناہ ثواب عظیم بود و دیگراں را گناہ فخیم جناب فاروق را مرتبہ بود کہ تجہیز لشکر در نماز مخل نمی شد بلکہ انہم من جملہ مکملات نماز می گردید زیرا کہ آن تدبیر از جملہ ملہمات حضرت حق در دل ایشان بودہ بخلاف کسے کہ خود متوجہ بتدبیر امری از امور دینیہ یا دنیویہ شود بر ہر کہ آں مقام منکشف می شود می داند آری بمقتضائے ظلمات بعضہا فوق بعض......'' (صراط مستقیم، مجتبائی دہلی، ص ۸۵)

کتاب ''صراط مستقیم'' مترجم اور مصنفہ محمد اسمٰعیل قتیل (مطبوعہ ملک سراج الدین اینڈ سنز پبلشرز، لاہور، نومبر ۱۹۵۶ء) کے ص ۱۴۹ پر اس عبارت کا ترجمہ یوں درج ہے:

''یہ بھی نہ سمجھنا چاہئے کہ غریب مسائل کا سمجھ میں آجانا اور ارواح وفرشتوں کا کشف نماز میں برا ہے بلکہ اس کام کا ارادہ کرنا اور اپنی ہمت کو اسی کی طرف متوجہ کر دینا اور نیت میں اسی مدعا کا ملا دینا مخلص لوگوں کے خلوص کے مخالف ہے اور خود بخود مسائل کا دل میں آجانا اور ارواح اور فرشتوں کا کشف ان فاخرہ خلعتوں میں سے ہے جو حضور حق میں مستغرق با اخلاص لوگوں کو نہایت مہربانیوں کی وجہ سے عطا ہوا کرتے ہیں پس یہ ان کے حق میں ایک ایسا کمال ہے کہ مثال کے موقع پر مجسم ہو گیا ہے اور ان کی نماز ایسی عبادت ہے کہ اس کا ثمرہ آنکھوں کے سامنے آ گیا ہے ہاں حاجتوں کی وہ دعائیں جو باکمال نمازی سے مطلق بے نیاز کی ذات میں حاجت روائی کے منحصر ہونے کے اعتقاد کے باعث عین نماز میں صادر ہوتی ہیں اس قبیل سے ہیں یعنی نماز کے لئے کمال ہے گو وہ قلیل حاجتیں معاش ہی کے متعلق ہوں اور اپنی حاجتوں کے بارے میں نفس کے ساتھ مشورے کرنا قبیح وس وسوں اور نماز کے نقصان میں سے ہے اور جو کچھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نماز میں سامان لشکر کی تدبیر کیا کرتے تھے سو اس قصہ سے مغرور ہو کر اپنی نماز کو تباہ نہ کرنا چاہیے (☆)

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

(☆) ''الکلام الحسن'' (ملفوظات تھانوی) ص ۲۳، ۲۴ ج ۱ ص۔ ۵۱، ۳، ۵۲ ج ۲ پر ہے کہ:
''کسی فقہی مسئلہ کی طرف متوجہ ہونا بھی (نماز میں) منافی حضور نہیں، گو یہ ناقص احضار ہے تو اس کو قصداً نہ کرے مگر یہ حالت پیش آوے تو قلق بھی نہ ہو کہ نماز میں احضار نہیں ہوا۔ یہ حضرت عمر کے فرمان سے میری سمجھ میں آیا اور جس دن سمجھا طبیعت میں مسرت ہوئی۔ حضرت عمر کا ارشاد یہ ہے:۔ میں لشکر کی تیاری کرتا ہوں نماز میں ہوتے (باقی حاشیہ برصفحہ آئندہ)

حضرت خضر علیہ السلام کے لئے تو کشتی کے توڑنے اور بے گناہ بچے کے مار ڈالنے میں بڑا ثواب تھا اور دوسروں کے لئے نہایت درجہ کا گناہ ہے، جناب فاروق رضی اللہ عنہ کا وہ درجہ

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گزشتہ) ہوئے...... یہ مطلب نہیں کہ قصداً میں یہ خیال لاتا ہوں مطلب یہ کہ آ جاتا ہے اور چوں کہ ہے یہ دینی مشغلہ، تو معلوم ہوا کہ نماز میں کسی دینی مشغلہ کا خیال منافی حضور نہیں...... فرمایا توجہ الی المذکور یا الی الاذکار یا الی الافکار الدینیہ کوئی بھی احضار کے منافی نہیں" اور ص ۲۲۷ پر تھانوی صاحب کا ارشاد ہے کہ: "کسی شخص کو اگر کوئی سورت نئی نئی یاد ہو وہ اس سورت کو نماز میں امامت کی حالت میں پڑھے تو وہ بہت خیال سے پڑھے گا کہ فلاں جگہ واو ہے اور فلاں جگہ فا ہے، بس خشوع کے لئے اتنا کافی ہے چاہے اور بھی خیالات آتے رہیں کچھ حرج نہیں کیوں کہ باقی خیالات کو روکنا قدرت سے باہر ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ قوت فکریہ بے کار رہنا نہیں چاہتی وہ کام کرنا چاہتی ہے، تم نے اگر کام پر لگا دیا، تمہارا کام کرے گی، اگر تم نے بے کار کر دیا تو خود کام تجویز کر لے گی اور جب وہ کام کرے گی تو جو چیز اس کی طرف متوجہ ہوگی اس کے قریب قریب اور امور کی طرف بھی ملتفت ہوگی مگر کوئی حرج نہیں کیوں کہ استحضار ہوگا، حضور نہ ہوگا اور حضور اختیار سے باہر ہے اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے تم ظاہری نظر کو ایک نقطہ پر جمائے رکھو تو اس نقطہ کے ارد گرد کی چیزوں سے تم نظر کو روکنا چاہو تو بھی رکنا محال ہے، روک نہیں سکتے۔ ہرگز یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ نقطہ تو نظر آوے اور علاوہ نقطہ کے کوئی شے نظر نہ آوے، کیونکہ ایک دیکھنا ہے اور ایک دیکھا جانا ہے۔ اسی طرح ایک حضور ہے، ایک استحضار ہے، بس اس کو خشوع کہتے ہیں اور اسی کا آدمی کا مکلف ہے اس سے زیادہ کا مکلف نہیں کیوں کہ تکلیف مالا یطاق ہے۔ اگر یہ خیال کرے کہ خشوع جب کامل ہوگا جب کہ اور کوئی خیال نہ آوے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جب یہ حاصل نہ ہوگا تو تھک کر چھوڑ دے گا اور ایک عملی ضعف اس سے بڑھ کر ہوگا کہ عقیدہ بھی خراب ہو جاوے گا اور شیطان یوں کہے گا کہ دیکھو اللہ میاں نے ایسے کام کا مکلف کیا جو ہو ہی نہیں سکتا اور ساتھ یہ وعدہ بھی ہے لا یکلف اللہ نفسا۔ ہاں ایک حالت استغراق کی ہوتی ہے اس میں اور خیال نہیں آتے مگر وہ حالت ناقص ہے......"

ص ۲۲۰ پر ہے۔ "(تھانوی نے) فرمایا، عبادت میں جی لگنے کے لئے کاوش کرنا کتاب وسنت پر زیادہ کرنا ہے۔" ص ۲۱۶ پر ہے کہ "(تھانوی نے) نے فرمایا۔ خشوع کے لئے اتنا دھیان کافی ہے جیسے کچے قرآن کا حافظ سوچ کر پڑھتا ہے بس اتنا حصول خشوع کے لئے کافی ہے اس سے زیادہ تعجب ہے اور وہ حاصل کرنا مشکل ہے تو مشکل سمجھ کر بالکل ترک کر دیتا ہے۔" (یحییٰ صاحب! "کچے قرآن کا حافظ" کے الفاظ بھی ملاحظہ فرمائیں)

کمالات اشرفیہ (مطبوعہ مکتبہ تھانوی کراچی) کے ص ۲۱۵ پر ہے، اشرفعلی تھانوی نے فرمایا کہ جیسے طبیعت کو آزاد چھوڑ دینا مضر ہے اسی طرح زیادہ مقید کرنے سے بھی تنگ ہو جاتی ہے بس نماز میں اتنی توجہ کافی ہے جیسے کسی کو کوئی سورت کچی یاد ہو اور سرسری طور پر سوچ کر پڑھنا ہے اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں پھر اگر اس کے ساتھ بھی وساوس آویں ذرا مضر نہیں۔

کمالات اشرفیہ، ص ۱۸۶ پر ہے، تھانوی نے "فرمایا کہ ذکر ونماز وغیرہ میں سرسری توجہ واستحضار کافی ہے زیادہ کاوش توجہ میں نہ کرے ورنہ قلب ودماغ ماؤف ہو جائیں گے۔ زیادہ کاوش سے تعب اور پریشانی ہوتی ہے جس سے نفع بند ہو جاتا ہے۔

کتاب "الکلام الحسن" کے ص ۲۲۳ ج ۲ پر ہے، تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

"تصور شیخ کو شغل رابطہ اور شغل برزخ بھی کہتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے اس کو ضروری کہا، حضرت (قتیل) اسمٰعیل دہلوی نے اس کو حرام لکھا ہے۔"

تھا کہ لشکر کی تیاری آپ کی نماز میں خلل انداز نہ ہوتی تھی بلکہ وہ بھی نماز کے کامل کرنے والوں سے ہو جاتی تھی اس لئے کہ وہ تدبیر اللہ جل شانہ کے الہامات میں سے آپ کے دل میں ڈالی جاتی تھی اور جو شخص خود کسی امر کی تدبیر کی طرف متوجہ ہو خواہ وہ امر دینی ہو یا دنیاوی بالکل اس کے برخلاف ہے اور جس شخص پر یہ مقام کھل جاتا ہے وہ جانتا ہے'' (اس کے بعد وہ معترضہ عبارت شروع ہوئی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خیال، نماز میں آنے کو گاؤ خر کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بہت برا لکھا ہے) اس پوری عبارت میں سے جو لفظ آپ نے اپنے تحقیقی جائزہ میں لکھے ان کا ترجمہ آپ کے الفاظ میں یوں ہے: ''قصدی طور پر ہمہ تن اس منہمک اور بالکل اسی طرف متوجہ ہو جانا یہ مخلصین کے خلاف کے ہے لیکن اگر بطور فیضان یہ چیزیں حاصل ہوں تو وہ ان عالی انعامات میں ہیں جو ارباب خلوص کو بطور عنایت الٰہی اسی دنیا میں دیئے جاتے ہیں۔''

اتنی عبارت کے بعد کتاب صراط مستقیم کی اس کے بعد والی ناپاک عبارت کو فراموش کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں: ''قارئین کرام! انصاف کی نظر سے ان تصریحات کو پڑھیئے اور بخت مفتری اور بہتان تراشوں کی معاندانہ ہٹ دھرمی کا اندازہ لگائیے کہ یہ لوگ ناعاقبت اندیشی کی کس انتہائی کو پہنچ چکے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ معاذ اللہ...... (اسمٰعیل دہلوی) کے نزدیک نماز میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خیال آنا بیل اور گدھ کے خیال سے بھی بہت ہی برا ہے اس غلیظ بہتان کی اشاعت وتشہیر کو پڑھ کر کئی سادہ دل عوام اور کئی بے علم ملا...... اسمٰعیل دہلوی کو گالیاں بکتے ہیں اور خالص روحانی معارف اور قرآن وحدیث کے مواد پر مشتمل ''صراط مستقیم'' کتاب کو گندی کتاب لکھتے اور کہتے ہیں۔'' (تحقیقی جائزہ ص ۱۹، ۲۰)

یحییٰ وہابی! یہ کتاب ''صراط مستقیم'' تمہارے لئے ایمان افروز، روحانی معارف اور قرآن وحدیث کے مواد پر مشتمل ہوگی۔ ہمارے نزدیک اس کتاب میں بلاشبہ تمہارے گاؤ خر (دہلوی وبڈھانوی) نے نماز میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خیال آنے کو بیل گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بہت برا کہا ہے۔ یہ بتاؤ کہ ان تصریحات میں اسمٰعیل دہلوی

نے کہاں لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خیال آنا یا لانا اچھی بات ہے؟ دیدے پھاڑ پھاڑ کر ان عبارات کو پڑھو اور بتاؤ کہ کس عبارت سے اور کیسے تم اسمٰعیل دہلوی کو اس ناپاک، غلیظ اور گندی معترضہ عبارت سے بری الذمہ قرار دے سکتے ہو؟ تمہارے قتیل اسمٰعیل دہلوی نے کتاب صراط مستقیم کے ص ۸۵ ہی پر لکھا کہ فرشتوں اور نیکوں کی روحوں کی فکر بھی شرک کا ایک شعبہ ہے اور اسی صفحے پر تمہارے ترجمے کے مطابق یہ بھی ہے کہ یہ فکر وخیال اگر بطور فیضان حاصل ہو تو وہ عنایت الٰہی ہے...... مسٹر یحییٰ تمہارا اسمٰعیل دہلوی اس جملے کے بعد اس بے تکے باب کو ختم کر دیتا لیکن اس نے اس جملے کے ٹھیک سات سطروں کے بعد بطور خاص یہ لکھا کہ نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خیال لانا یا کرنا اپنے بیل گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بہت ہی برا ہے۔ تم ہی بتاؤ کہ اس کی اس گندی معترضہ عبارت کے بعد اس موضوع پر اس کی تمام پہلی اور متضاد عبارتوں کی کیا حیثیت ہے؟

مسٹر یحییٰ! اپنی فاسد، بھونڈی، لچر اور مکروہ تاویلات وتصریحات سے اپنے کسی ہم مذہب بدعقیدہ کو تم خوش کرنے میں شاید کامیاب ہو جاؤ لیکن اہل ایمان، اہل حق، اہل علم نافع کو تم سے مفتری، بدبخت، عاقبت نااندیش اور ہٹ دھرم ہرگز غلط اور غلیظ بات کا قائل نہیں کر سکتے۔ وہ تمام لوگ جو اسمٰعیل دہلوی کی گستاخانہ پلید عبارت کو اسمٰعیل دہلوی پر بہتان وافترا کہتے ہیں وہ خود مفتری وکذاب اور بدبخت ہیں اور وہ لوگ جو اسمٰعیل دہلوی کی اس عبارت کو گستاخانہ توہین وبے ادبی سے بھرپور، گندی، ناپاک، غلیظ کہتے ہیں اور اسمٰعیل دہلوی کو ملامت کرتے ہیں وہ راسخ العقیدہ سچے مومن اور عاشقان رسول ہیں......

مسٹر یحییٰ! تمہیں نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خیال کرنا یا آنا اپنے بیل گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بہت برا لگتا ہے تو بے ادبی وگستاخی سے بھری ایسی نماز تمہارا نصیب ہے، ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا جسم نماز کے ارکان (قیام ورکوع اور سجدہ وقعدہ) میں دراصل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک اور پیارے نام ''احمد'' (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی مکتوبی

ساخت اور سجدے میں ہمارا پورا جسم اسم ''محمد'' (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مکتوبی شکل میں ڈھل جاتا ہے اور شاید اسی لئے اللہ تعالیٰ عزوجل سے اس کا بندہ سجدے میں بہت قریب اور اسے بہت پیارا ہوتا ہے......تمہارا اور ہمارا فرق صاف ظاہر ہے، تمہیں بیل گدھے سے شغف ہے، ہمیں تصور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) محبوب ہے۔ اپنا اپنا نصیب ہے......

یحییٰ وہابی! تم اپنا انجام وحشر اپنے انہی گاؤخر کے ساتھ ہونے کی دعا کیا کرو۔ اور ہم اپنے لئے دعا کرتے ہیں اور انشاء اللہ کرتے رہیں گے کہ اللہ کریم ہمیں اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصور کو حرز جاں بنانے اور رکھنے والوں کے ساتھ محشور فرمائے......آمین، آمین اللہم یا ربنا آمین۔

نام حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ادا جاگتے سوتے ہو ادا
نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی بنے جسم کو یہ نظام دو

(حضرت مولانا حامد رضا خاں)

شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

(علامہ اقبال)

میں سو جاؤں یا مصطفی کہتے کہتے
کھلے آنکھ صل علی کہتے کہتے

☆☆☆☆☆

خادم اہل سنت

کوکب نورانی اوکاڑوی غفرلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن اور احترام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مرتبہ: صاحبزادہ قاری الحافظ محمد ابوبکر نقشبندی مجددی شرق پوری

ہر مسلمان اس بات سے آگاہ ہے کہ بارگاہ ایزدی اور بارگارہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب و احترام ایمان کا بنیادی تقاضا ہے اور ان مقدس بارگاہوں میں ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کی بے ادبی اور گستاخی کفر کا سبب بن جاتی ہے۔ اللہ رب العزت اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتاب وسنت میں متعدد مقامات میں اس پر تصریح فرمائی ہے تاکہ ہر مسلمان اپنے ایمان کی حفاظت کرنے میں کوتاہی نہ برتے۔ یہاں ہم قرآن مجید کے چند مقامات قارئین کے سامنے رکھنا چاہتے ہیں، جنہیں پڑھ کر وہ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ان دیوبندیوں وہابیوں کی عبارات کتنی گستاخانہ ہیں۔

ا۔ امت پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق بیان کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

فالذین امنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ھم المفلحون

''وہ لوگ جو آپ پر ایمان لائے، آپ کا ادب و احترام کیا، آپ کے مشن کے معاون بنے اور اس نور شریعت کی اتباع کی جو آپ ساتھ لائے، وہی لوگ کامیاب وکامران ہیں۔'' (اعراف، ۱۵۷)

ان چار اہم حقوق میں ایمان کے بعد آپ کے ادب واحترام کو آپ کا دوسرا اہم اور ضروری حق قرار دیا گیا ہے۔

۲۔ باقی معاملات تو کجا اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں اہل ایمان کو اطلاع دیتے ہوئے فرمایا:

یاایھا الذین امنو الا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھر والہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون۔

''اے اہل ایمان! اپنی آوازوں کو میرے نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ ہی اس اونچے انداز سے آپ سے گفتگو کرو جیسا کہ تم آپس میں کرتے ہو ورنہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تمہیں خبر بھی نہ ہوگی۔'' (الحجرات ۲)

غور کیجئے آپ کی بارگاہ اقدس میں صرف اونچی آواز بولنے کی کتنی سزا ہے؟ تو ایسے غلط اور گندے الفاظ استعمال کرنے والے کا کیا حال ہوگا؟

۳۔ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آداب بیان کرتے ہوئے اہل ایمان کو یہ بھی تعلیم دی ہے کہ تم پر لازم فرض ہے کہ کوئی ایسا لفظ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں استعمال نہ کرو جس میں کسی طرح کی بھی توہین، بے ادبی اور گستاخی کی بو اور شائبہ ہو۔

ارشاد فرمایا: **یاایھا الذین امنوا لاتقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا وللکفرین عذاب الیم۔**

''اے اہل ایمان آپ سے گفتگو کرتے وقت ''راعنا'' نہ کہو جب کہ ''انظرنا'' کہو اور آپ کی گفتگو کو اچھی طرح متوجہ ہو کر سنا کرو اور کفر کرنے والوں کے لئے

دردناک عذاب ہے۔" (البقرہ، ۱۰۴)

اس آیت کریمہ کے تحت علامہ محمد شوکانی کی گفتگو سے یہاں ہم ایک اقتباس نقل کر رہے ہیں جو نہایت ہی قابل توجہ ہے:

و فی ذلک دلیل علی انه ینبغی تجنب الا الفاظ المحتمله للسب والنقص وان لم یقصد المتکلم بها ذلک المعنی المفید للشتم سدا للذریعه دفعا للوسیله وقطعا لمادة المفسدة والتطرق الیه "یہ آیت اس پر دلیل ہے کہ ان تمام کلمات سے اجتناب ضروری ہے جن میں سب وشتم کا احتمال وشائبہ ہو، اگرچہ متکلم کا مقصد مذکورہ معنی نہ ہوتا کہ بے ادبی کا دروازہ بند رہے اور اس کی وجہ سے فتنہ و فساد نہ پھیل سکے۔ (فتح القدیر، ا، ۱۲۴)

مذکورہ عبارات سے تین باتیں نہایت ہی آشکار او واضح ہیں۔

ا۔ اس آیت کریمہ نے یہ اصول دے دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ہر وہ کلمہ ولفظ بولنا حرام اور بے ادبی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے ادبی کا محض احتمال ہو۔

۲۔ ایسے کلمات کہنے والے کی نیت اگرچہ بے ادبی وتوہین نہ بھی ہو پھر بھی ان سے احتراز ضروری ہے کیونکہ یہ فتنہ اور فساد کا سبب بنیں گے۔

اسی آیت مبارکہ کی روشنی میں علماء امت نے یہ اصول وضع کیا ہے کہ وہ ہر معاملہ جس سے ذہن کسی بھی نبی کے بارے حقارت کی طرف جائے تو اسے عوام کے سامنے ہرگز بیان نہ کیا جائے کیونکہ بعض اوقات ایک چیز کسی دور میں قابل احترام وعزت ہوتی ہے مگر دوسرے دور میں وہ قابل عزت نہیں رہ جاتی۔ مثلاً رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلکہ اللہ کے ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں، بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مابعث اللہ نبیا الا رعی الغنم فقال اصحابه وانت فقال نعم کنت ارعاها علی قراریط لاهل مکة اللہ تعالیٰ کے ہر نبی نے بکریاں چرائیں، صحابہ نے عرض کیا، یارسول اللہ اور آپ نے بھی؟ فرمایا ہاں میں نے بھی مقام قراریط پر بکریاں چرائی ہیں۔" مگر تمام اہل علم اس پر متفق ہیں کہ اگر کسی دور میں بکریاں چرانا عیب وحقیر سمجھا جانے لگے جیسا کہ ہمارے دور میں ہے تو پھر عوام کے سامنے مجالس میں کسی نبی کے بارے میں یہ بیان نہ کیا جائے کہ انہوں نے بکریاں چرائی ہیں۔ امت کے مسلمہ امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ رقمطراز ہیں۔

رعی الغنم لم یکن صفة نقص فی الزمن الاول لکن حدث العرف بخلافه ولا سیتنکر فلک فرب حرفة هی نقص زمان بون زمان و فی یلددون بلد۔ "دور اول میں بکریاں چرانا نقص وعیب نہ تھا لیکن اب عرف میں اسے اچھا تصور نہیں کیا جاتا۔ بہت سے کام ایک دور اور ایک شہر میں معزز ہوتے ہیں مگر دوسرے دور اور شہر میں اچھے تصور نہیں کئے جاتے۔ (تنزیہ الانبیاء، عن تسفیتہ الانبیاء، ۲۔۲۴۱)

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر کی خدمت میں سوال آیا کہ بعض واعظین مجالس میلاد میں بیان کرتے ہیں کہ دائیوں نے عدم مال کی وجہ سے آپ کو حاصل نہ کیا اور

آپ نے بکریاں چرائی ہیں۔ کیا عوام کے سامنے ایسا کہنا جائز ہے تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا:

ینبغی لمن یکون فطنا ان یحذف من الخبر ما یوھم فی المخبر عنه نقصا ولا یضرہ ذلک بل یجب۔ ''ہر صاحب فہم وشعور کو چاہئے کہ وہ کسی بھی واقعہ کو بیان کرتے وقت ہر اس چیز کو حذف کر دے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں حقارت ونقص کا شبہ پیدا ہونے کا خدشہ ہو۔ ایسا کرنا نقصان دہ ہی نہیں بلکہ واجب ہے۔

شیخ ابن ابی مریم بیان کرتے ہیں کہ امام مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں ایک سوال آیا کہ ایک آدمی نے دوسرے کو بطور طعن فقیر کہا تو اس نے جواباً کہا: **تعیرنی بالفقر وقد رعی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم النغم۔** ''تو نے مجھے فقر کا طعنہ دیا ہے حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکریاں چرائی ہیں۔''

آپ نے فرمایا: **قد عرض بذکر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی غیر موضعه اری ان یودب۔** ''اس شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مناسب جگہ اور مناسب طریقہ پر نہیں کیا لہٰذا اس پر یہ تعزیر نافذ کی جائے۔'' (تنزیہ الانبیاء، ۲۳۵)

حضرت قاضی عیاض رقمطراز ہیں: **وکذلک اقول مر لکم من غمصه او عیرہ برعایته الغنم۔** ''اس طرح اس شخص کو سزا دی جائے گی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بکریاں چرانے والا کہہ کر طعن کرے۔'' (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب فقر اختیاری ہیں اس طرح آپ کی دعا ہے ''اے اللہ مجھے مسکینوں میں زندہ رکھ مگر کسی شخص کو عوام کے سامنے آپ کو فقیر ومسکین کہنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ امام زرکشی اور امام سبکی دونوں نے تصریح کی ہے:

انه لا یجوز ان یقال له صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقیر او مسکین۔

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں مسکین وفقیر کہنا جائز نہیں۔'' (نسیم الریاض، ۴۔۳۳۶)

امین احسن اصلاحی اس آیت مبارکہ کے تحت ''الفاظ سے متعلق ایک نفسیاتی حقیقت'' کے تحت لکھتے ہیں: ''الفاظ کے متعلق یہ نفسیاتی حقیقت ملحوظ رہنی چاہئے کہ اگر ان کے اندر کوئی روح فساد موجود ہو یا سوء استعمال سے پیدا کر دی گئی ہو تو پھر سلامتی ان سے دور رہنے ہی میں ہے ورنہ ان کا زہر غیر شعوری طور پر ان کے بولنے والوں اور سننے والوں کے اندر بھی سرایت کر کے رہتا ہے۔ مسلمانوں کو اس چھوت سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے لفظ ''راعنا'' کے استعمال کی ممانعت فرمادی۔'' (تدبر قرآن، ۱، ۲۵۱)

جب ہر جگہ غلط الفاظ کا زہر سرایت کر کے ذہن کو برباد کر دیتا ہے تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں حد درجہ احتیاط ضروری ہے، اگر مذکورہ تحقیقی جائزہ کی طرح غلط اور گستاخانہ عبارات کو پڑھ لکھ کر انھیں صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی جائے تو اس سے ذہنوں پر جو غلط تاثرات مرتب ہوں گے وہ کسی صاحب شعور وفہم سے مخفی نہیں، خصوصاً ''جب کہ ان عبارات کو بطور عقائد بیان کیا جائے۔

۴۔ اگر امتی سورہ البلد کی آیات کو ہی سامنے رکھ

لے تو معاملہ حل ہو جاتا ہے، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: **لا اقسم بھذا البلد و انت حل بھذا البلد۔** ''میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں، اے حبیب آپ! اس میں رہتے ہیں۔'' (البلد۔ ۱۔ ۳)

جب اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خالق و مالک ہو کر آپ کی خاک پا کی قسم فرما کر رہا ہے تو امتی کو آپ کے ادب و احترام کا کتنا خیال رکھنا چاہیے۔ یہی بات حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے یوں بیان فرمائی کہ بظاہر یہ معاملہ نہایت ہی سخت و عجیب ہے کہ اللہ رب العزت آپ کی خاک پا کی قسم اٹھائے لیکن اگر غور و فکر کیا جائے تو معاملہ بڑا واضح ہے۔

وتحقیق ایں سخن آنست کہ سوگند خوردن حضرت رب العزت جل جلالہ بچیزے کہ غیر ذات وصفات بود برائے اظہار شرف وفضیت وتمیز آن چیز است نزد مردم ونسبت بایشان تابدانند کہ آں امر عظیم وشریف است نہ آنکہ اعظم بوی تعالی۔ ''اس بات کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنی ذات وصفات کے علاوہ کسی کی قسم کھانا اس لئے نہیں ہوتا کہ وہ شے اللہ تعالیٰ سے بڑی اور عظیم ہے بلکہ حکمت یہ ہوتی ہے کہ اس شے کی فضیلت وعظمت کو واضح کیا جائے تا کہ لوگوں کو علم ہو کہ اس شے کی اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑی قدر و منزلت ہے۔'' (مدارج النبوۃ ۱، ۶۵)

اب اگر کوئی آپ کی شان اقدس میں جو چاہتا ہے، کہتا ہے اور نشاندہی کرنے پر باز بھی نہیں آتا، ڈٹ جاتا ہے بلکہ ایسا کرنے والوں سے دفاع کرتا ہے تو خود سوچیے اس کا کیا حال ہوگا۔

امتی کا فرض:۔ ان ارشادات ربانی کے بعد ہر امتی کا فرض ہے کہ وہ ہرگز ہرگز نہ تو خود ایسی بری راہ چلے اور نہ ہی ایسی راہ اختیار کرنے والے کا ساتھ دے اور نہ اس سے دفاع کرے۔ قرآن نے کئی مقامات پر اس بات کو بھی واضح فرما دیا ہے کہ ہم ایسی بری راہ اختیار کرنے والوں کا ساتھ دینے اور ان سے دفاع کرنے والوں کو بھی انہی میں شمار کر کے دوزخ میں ڈال دیں گے۔ ایک مقام پر فرمایا: **یاایھا الذین امنوا لا تتخذوا وآبائکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان و من یتولھم منکم فاولئک ھم الظالمون۔** ''اے ایمان والوں والدین اور بھائیوں سے محبت نہ کرو جو کفر کو ایمان پر ترجیح دیتے ہیں۔ تم میں سے جو ایسوں کے ساتھ دوستی لگائے گا وہ ظالم ہوگا۔'' (التوبہ۔ ۲۳)

دوسرے مقام پر فرمایا: **ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔** (ھود، ۱۱۳) ''ظالم کی طرف میلان نہ رکھو ورنہ تمہیں آگ اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔''

تو امتی کا یہ فرض ہے کہ اگر کوئی اسے متوجہ کرے کہ تیری فلاں عبارت اور گفتگو میں اللہ رب العزت یا اس کے حبیب ﷺ کی توہین و بے ادبی ہے تو اسے فی الفور بدل ڈالے کہ ہے اور کہے کہ آپ اس کے متبادل الفاظ بتائیں، میں ابھی بدل دیتا ہوں۔ کیونکہ معاملہ کسی کا ذاتی نہیں بلکہ اللہ اور اس کے حبیب کی بارگاہ کا ہے کہ ان کی تعظیم اور ان کے سامنے تواضع ہی ایمان ہے اور ذرا سا تکبر کفر ہے اور اگر کسی شخص کے اندر یہ جذبہ و احساس نہیں تو وہ اپنے ایمان کی خیر منائے کیونکہ اس کا معنی یہ ہوگا کہ اس کے الفاظ کی

عزت، اللہ اور اس کے رسول کی عزت سے (نعوذ باللہ) بڑھ کر ہے۔

مذکورہ عبارات کا معاملہ:۔ اگر کوئی شخص مذکورہ آیات قرآنی کی روشنی میں عناد وتعصب کی پٹی دل و دماغ سے ہٹا کر اس عبارت کو پڑھے تو وہ محسوس کرے گا کہ ایسے الفاظ وکلمات اور انسان دوسرے انسان کے بارے میں استعمال کرنا ہرگز پسند نہیں کرے گا چہ جائیکہ کوئی امتی اپنے آقا کے حضور ایسے کلمات کے اور اگر کسی کو اس بارے میں شک اور اختلاف ہے تو وہ عملاً ایسے کلمات کسی دوسرے انسان مثلاً استاد، والد یا کسی بھی معزز شخص کے بارے میں استعمال کرنے میں جھجک کیوں محسوس کرتا ہے؟

مثلاً اشرفعلی صاحب تھانوی کی عبارت ہی لے لیجئے۔ اگر آپ اسے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں درست کہتے ہیں تو اپنے کسی شیخ الحدیث کے بارے میں ایسی عبارت کا کتبہ بنا کر اس کے کمرہ میں آویزاں کر کے تو دکھائیں! آپ ہرگز ایسا کرنا پسند نہیں کریں گے، افسوس صد افسوس کہ آج کا امتی اپنے مولوی کی عزت کے لئے لڑتا ہے۔ نہیں لڑتا تو رسول اللہ کی عزت کے لئے نہیں پڑتا۔ کاش ذہن اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں اس طرح مستغرق ہو جائے کہ ان کی عزتوں پر ہر عزت کو قربان کرتے ہوئے خوشی محسوس کرے۔

اہم نوٹ:۔ مولوی یحییٰ صاحب کے ذہن میں اگر اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ سے ذرہ بھر بھی عقیدت ومحبت ہوتی تو وہ ہرگز ایسے لوگوں کو اپنا اکابر نہ بناتے اور نہ ہی ان سے دفاع کرتے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ بعض علماء دیوبند نے تو ان عبارات کو پسند نہ کیا جیسا کہ محترم علامہ کوکب نورانی صاحب اوکاڑوی نے خوب وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے مگر مولوی یحییٰ نے ان علماء دیوبند سے دفاع اپنے ذمہ لے لیا۔ حالانکہ بحیثیت یک دوے دار امتی اور مسلمان ان کا فریضہ یہ تھا کہ وہ ایسی غلط عبارات پر ڈٹنے والوں کا رد کرتے ہوئے کہتے کہ ناموس رسالت کی خاطر علماء کو توبہ کر کے اپنی معترضہ عبارات بدل دینی چاہئے تھیں تا کہ روز قیامت رسول اللہ ﷺ کے سامنے وہ سرخرو ہوتے۔

یہاں ایک بات یہ بھی قابل توجہ ہے کہ ہندوستان کی سرزمین یہی وہ معترضہ عبارات ہیں جن کی وجہ سے مسلمانوں میں افتراق و انتشار کی ایسی آگ لگی جو آج تک ٹھنڈی نہ ہو سکی۔ ایسی عبارات کو صحیح ثابت کرنے والا شخص خود غور تو کرے کہ وہ کہیں اس فتنہ کو ہوا تو نہیں دے رہا؟

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی سچی محبت اور ادب و احترام کی توفیق عطا فرمائے اور ایسے لوگوں سے محفوظ رکھے جو اپنے اکابر کی عزت کی خاطر تو لڑتے ہیں لیکن انہیں رسول اللہ ﷺ کی عزت کا کبھی خیال نہیں آیا۔

☆☆☆☆☆